



بَابُهَا الْمَرْقُومُ

فہرست درجہ اولوی

یعنی

کلیات کلام منظوم فارسی، عربی، اردو، انگریزی

نواب بہادر الحاج ڈاکٹر سر محمد قمر اللہ خاں صاحب
کے بی، ادبی ای کے سی آئی ای، ال ال ڈی مرحوم و مقہور
رئیس دآزیری مجسٹریٹ قلعہ جدید بیکم پور ضلع علی گڑھ

بعد ترتیب و اضافہ حواشی باہتمام

محمد مقتدی خاں شروانی



در شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ طبع شد



۳۶۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگارِ شش گزارش

نواب بہادر محمد نزل اللہ خاں صاحب مرحوم کی علمی اور دینی خدمات میں غالباً آخری خدمت کتابِ پیشتر کی اشاعت ہے جو صرف مرحوم مہرِ حق کی فیاضی سے عمل میں آسکی۔ اس کا مفصل ذکر کتابِ مذکور کے دیباچہ میں موجود ہے۔

نواب صاحب مرحوم کے بعد بھی جن علمی کارہائے خیر کا سلسلہ اُن کی ریاست سے جاری ہو رہا ہے دیر تک جاری رکھے اُن میں غالباً سب سے پہلا کام اُن کے اس دیوان کی ترتیب ہے۔

گویا اُن کی پہلی زندگی علمی خدمت پر ختم ہوئی۔ اور اُن کی دوسری زندگی (خدائے بھی سرسبز و شاداب کرے) علمی خدمت سے شروع ہوئی۔

پیشتر کی طبع و اشاعت میں جس قدر اخلاقی حصہ حضرت قبلہ نواب صدر یار جنگ بہادر مدظلہ کے دینی جذبے اور علمی شغف کا ہی اُسے میں کتابِ مذکور کے اپنے لکھے ہوئے مقدمہ موسوم بہ ”پیشتر“ میں بتا چکا ہوں۔ اور اب اس دیوان کی اشاعت کے سلسلے میں بھی یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی اشاعت کا انحصار کلیتہً نواب صدر یار جنگ بہادر کے ذوقِ سلیم پر ہی۔ نواب بہادر مرحوم کے بعد اُن کے کاروبار نے جو مراحل طے کئے اُن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ مرحوم کے انتقال کے معاً بعد وہ چندے نواب صدر یار جنگ بہادر کی نگرانی میں رہی۔ چنانچہ اسی زمانہ

کا اُن کا ایک (شاید پہلا) کام یہ ہوا تھا کہ انھوں نے نواب صاحب مرحوم کے دیوان کا بیضہ بغرض طبع و اشاعت میرے سپرد فرمایا۔ غیب دان خدا ہی باقی ظاہری حالات یہ ہیں کہ اگر نواب صدیار جنگ بہادر اس جانب فوراً توجہ مبذول نہ فرماتے تو وہ ہرگز شائقین کے ہاتھوں تک نہ پہنچ سکتا اور کچھ عجب نہیں کہ تلف بھی ہو جاتا (خداوند تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

خلاق برحق و قادر مطلق نے انسان ضعیف البنیان کو بیشمار قوتیں و ولایت فرمائی ہیں جن میں بعض قدرتی طور پر قوی و اقویٰ اور بعض ضعیف و اضعف ہوتی ہیں۔ پھر یہ بھی ایسی کی قدرت کاملہ اور مشیت حقہ کا نتیجہ ہوتا ہے کہ محارست و فراڈلت سے ضعیف سے ضعیف قوتیں قوی سے قوی تر ہو جاتی ہیں اور نمل چھوڑ دینے سے قوی سے قوی قوتیں قریب یقیناً ہو جاتی ہیں۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ نواب بہادر محمد نزل اللہ خاں صاحب کے اندر خداوند تعالیٰ نے ملکہ شعریہ شریع ہی سے قوی رکھا تھا یا انھوں نے اُسے (مثل اپنی بہت سی دوسری قابلیتوں کے) محض مشق و تکرار سے قوی کر لیا تھا۔

دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ شاعری کی اُن کی اس درجہ قابلیت سے جیسی کہ اس دیوان سے ظاہر ہوتی ہے، بہت ہی تھوڑے نفوس واقف ہوں گے۔ حال اُن کہ بھیکن پور کی تاریخ کا ایک دور شاعری کا دور بھی تھا جب کہ وہاں بڑے بڑے باکمال شاعروں کا گزرا اور قیام ہوتا تھا اور غزلیں لکھی جاتی تھیں اور قصیدے پڑھے جاتے تھے۔ اور مثنویوں کے لئے مضامین جہاں ملتے تھے وہاں سے (حتیٰ کہ ”دریا پار“ سے) لائے جاتے تھے۔ مگر یہ سب واقعات موجودہ نوخیز نسل کے علمِ دِکم سے کم یا داسے پہلے کے ہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جنھوں نے نواب صاحب مرحوم کو بڑے بڑے دبذیبہ کے درباروں میں اپنے قصیدے کو نہایت تعلقہ کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہو۔ مگر

میں دُوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اُن کی طباعی اور خوش گوئی کا معقد ہونے کے باوجود اُن کا ایک ”صاحب دیوان“ شاعر ہونا کسی کے بھی حاشیہ گمان میں نہ ہوگا۔
 عمر کے بالکل اخیر دور میں انھیں چھوٹی چھوٹی (دوہتی) نظمیں لکھنے کی دہمت ہو گئی تھی۔ اپنی تنہائی کے کسی وقت میں فکر کرتے اور اُس کے مابعد کے مناسب جمع میں نتیجہ فکر پیش فرماتے۔ اکثر مجھے بھی اس مرتبہ نہ مخاطب کا شرف حاصل ہوتا۔ وہ ان نظموں کو اُن کے چوتھری ہونے کے سبب سے ”رباعی“ فرمایا کرتے۔ سادہ اول و اس ادب میں نے کچھ عرض نہ کیا۔ لیکن ایک بار بہت کر کے میں نے رباعی کی تعریف لکھ کر بھیجی اور عرض کیا کہ رباعی کا مسئلہ وزن ہے نہ۔

”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ اُس جناب کا یہ کلام رباعی نہیں بلکہ ”قطعہ“ ہے۔
 اس کے بعد جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے مجھے معلوم ہوا کہ بعض مجموعوں میں میری غبت میں بھی (نہایت لطف کے ساتھ فرمایا کہ) ”تم نے تو ہماری کاوش پر لا حول ہی بھیج دی۔“
 نواب صاحب مرحوم کے بعد نواب صدر یار جنگ بہادر نے جب دیوان کا بیضہ پھلپنے کی غرض سے میرے سپرد فرمایا تو اُس میں ساری نظمیں ترتیب زمانی کے ساتھ تھیں۔ موجودہ ترتیب میری ہی۔ میں نے تمام نظموں کو اول صنف دار کیا ہے، پھر روایت دار۔ اور زمانہ کے تعین کے لئے ہر ایک کی تاریخ قلم بند کر دی ہے۔ جو نظمیں یا اشعار تلخیص طلب تھے اُن کی تلخیصات بھی لکھ دی ہیں تاکہ ناظرین کی واقفیت (اور واقفیت سے لطف اندوزی) میں اضافہ ہو۔ دیوان کا نام ”تبیح لولو و قصاحت“ انہی کے ایک شعر بلکہ دوسرے ہی شعر سے اخذ کیا گیا ہے۔
 دیوان کی زبان چونکہ فارسی ہے اس لئے میں نے بھی جو کچھ لکھا ہو اُسے فارسی ہی میں لکھنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ متن کی رواں دواں اور خوش خرام بان کے مقابلہ میں میری ”فارسی کی ٹانگ“ ”لنگڑی“ (یا شاید ”ٹوٹی“ ہوئی) معلوم ہوگی۔
 سرور گہ ز رنگان گو ہر شناس سخن را با نصاب دارند پاس

چو زین بلبہ صاف نوشی کنند فرومانده را عیب پوشی کنند
 زرازد ہشت باز تو ان گزشت گل از زہمت خار تو ان گزشت
 خریدار دُر گر چہ باشد بے سفالینہ را ہم ستاند کے
 سزد گر چہ آواز خرخندہ را بودار غنوں گوشت خربندہ را
 برو باد بخشایش داد گر کر بر من بخشش گمارد نظر

علی ہذا بیضہ کی بعض دوسری توضیحات کو بھی میں نے قائم رکھنا ضروری سمجھا ہے۔

جیسا کہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے پورے دیوان کے اندر محض چند نظمیں اردو کی ہیں۔ ایک عربی کی ہے، حتیٰ کہ ایک انگریزی کی بھی ہے۔ یہ سب مجموعی طور پر بھی فارسی کے مقابلہ میں محض ”برائے بیت“ ہیں۔

میں چاہتا تھا کہ اس ضمن میں نواب صاحب مرحوم کے کچھ مفصل حالات دکھانے کے لیے جو اس دیوان کے مضامین سے متینط ہو سکتے ہیں، ضبط تحریر میں لاؤں لیکن افسوس کہ زمانہ نے نامساعدت کی اور میں اس خدمت کا فخر اور شرف حاصل کرنے سے قاصر رہا۔ خدا ہی کو علم ہے کہ اس نیت کا حشر کیا ہوگا۔ اس وقت تو بظاہر یہ نیت، ”نیت شب“ معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال مجھے یقین ہے کہ ان کے کام کی طرح ان کے کلام کی بھی کافی قدرانی ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انھیں خود بھی احساس تھا جو اس شعر ثابت ہے۔

شوی ز قدر ہر تل باں زماں آگاہ
 کہ شادمان برود زین سرے یوقلموں

محمد مقتدی خاں شروانی

مرتب و طابع و ناشر دیوان ہذا

مطبع شروانی، علی گڑھ

جمعہ ۳ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ (۲۱ مئی ۱۹۴۱ء)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مناجات

الہی روشنی نورِ عرفان بخش جانم را (۱) کرامت کن توانای ایمانی روانم را
 خدایا درجِ لولوے فصاحت کن بیا نم را پسندِ خاطرِ معجزِ بنیاد کن بیا نم را
 سخن در مدح تو گویم دو دست از ماسوا شوم نہ پرواے بود از غیر جانِ ناتوانم را
 نہ بودم لائقِ خدمتِ نیکو دم بیج یک طاعت بیالودم بقولِ ناسزا ظرفِ ہانم را
 علیم سستی و دانائیِ خیر سستی و بنیائی تو آگاہی و یکتائی مکن افشا نامم را
 تو جباری و قہاری تو غفاری و شاری ز قہر خود امانم دہ ہی پوشا عیانم را
 نہ بیا ہم از یکے راحت کنم قربان و رگاہت نہانم را عیانم را ز بانم را بیا نم را
 گنہگار و خطا وارم زیاں کار و گراں بارم عقوبت را سزاوارم مگر بخشش امانم را
 اگر بخشی عطاے تو نہی بخشی رخصاے تو فداے مصطفای تو نمایم نقدِ جانم را
 حبیبِ تو طیبِ من طیبِ من شفیعِ من شفا بیا ہم چو بخشی گناہ بیکر امانم را

بطوفِ خانہٴ کعبہ ہر مثلِ را رساں یارب

لا خشنود است
 سنجیدہ

خدایا خاکِ یثرب کن رہیم استخوانم را

حمد

بجسم تمام کے جان و در تنم تاب توں باشد (۱) شنائے خالق اکبر مرا و در زبان باشد
 شہنشاہ ہے کہ شاہان عجم محتاج در گاہش خلوئے کہ بر مسکین عایز مہرباں باشد
 بہ کن پیدا کن مخلوق بے رنج و بلا زحمت بدست او زمام انتظام دو جہاں باشد
 نبودہ تیج اما بود ذاتش در قدم ظاہر نباشد ہیچ لیکن ذات پاکش جاوداں باشد
 ز ذرہ تا بخورشید ست از انوار او روشن بہ تدبیرش سرانجام و نظام جسم و جان باشد
 ز فضلش صد ہزاراں عقدہ و شوار حل گردد بلا حکمش کیے آسان تدبیرے گراں باشد
 نہ بتواں قطرہ باریدن از ابرے بلا حکمش اگر چہ در پے تدبیر این ہر جہاں باشد
 بہر نامے کہ می خوانم ترا موسوم آن بنیم بہر وصفے کہ بتاغم وراموضو آں باشد
 بہر جائے کہ می جویم ترا موجود می یا ہم نشان لامکانی رونق سر کیماں باشد
 مومل باش خاموش و جبین عجز پیش افکن کیم تبرکۃ اللہ بوقت شام
 شنائے خالق اکبر بیان لایاں باشد ۱۶ رکتو بر ۱۹۳۳ء

نعت

(دشتم جولائی ۱۹۱۰ء شروع کردہ نهم جولائی ۱۹۱۰ء اختتام یافت)
 جانم فدائے حضرت محبوب کبریا (۱) کھف الوری رسول خدا شاہ انبیا
 شمس الہدی سپہر علا آیتہ التقی ماہ صفا سحاب سخا منبع عطی
 بحر کرم دلی نعم کامل اشیم نور قدم امام اہم تاج اصفیا

۱۔ لیکن کہ شعر قطع بتاریخ موعز الذکر فکر فرمودہ باشد۔ مرتب

منہاج شرع قاصح کفر و ضلال و شرک
 مصباح نور خالق انوار کائنات
 منقاد حکم داور بے شبہ و بے نظیر
 واللہ مثل ذکرک ما سمعت الاذن
 ذکر تو در کلام خداوند و ذوالمنن
 یا مصطفیٰ خیر فی وصفک العقول
 نسخ ملل کریمہ از جلو ہائے تست
 محتاج التفات تو ہر مفلس غیبت
 گردن کشان دہر بہ حکم تو سرنگوں
 در روم و شام و مصر و عراق ست پین و بند
 اوحی عبارتے ست ز نطق فصیح تو
 از عرش تابہ فرش بود زیر پایے تو
 موسیٰ بہ یک طلسم تھلی ز ہوش رفت
 صلی علیک فالق الاحصاح معلنا
 یسین و نون و قاف فتحنا و نجم و صا و
 از نام تو مسجل و نازل بشان تست
 دانا حکیم فلسفی و عالم و طبیب
 گرد و جوان مرد و سلخ شور و شبہ سوا
 صنّاع و کار دان ہنر پرور و ادب
 خوابان لگن دار و حسینان و ماہ رو
 رمال ہر ستارہ شناس و شریف و نیک

ز سیرت ان سادہ شاعر شریف و نیک

منہاج باب رحمت و کجیہ خفا
 مصداق ہر چہ بہت زا و صاف با سوا
 معیار فضل قادر بیچون بے چرا
 باللہ مثل و جہک العین ماتری
 روئے تو آہیکنہ صاف خدا نما
 لولائک تا چہ ستر و چہ رازست انہا
 نسخ کتب بہ نطق تو از گشتہ خدا
 سائل رفیع تو چہ گدا و چہ پادشا
 از چاکر تو قیصر و کسری گریز پا
 امرد نو اہی تو مطارع اولو النہا
 ادنی اشارتے بود از قرب تو دنی
 از فرش تابہ عرش بہ ہراج تو گوا
 چشم تو عین ذات عیاں دید و ملاحظہ
 امرست تا درود کنم بر تو بر ملا
 قرئل و مدثر و طہ و و الضحیٰ
 در وصف تو کمال و مدح ترا سرا
 شاہنشہ و وزیر و امیران غنسیا
 شیریں زبان سحر و بیان و سخن سرا
 تجار و مالدار و زمیندار و کد خدا
 قراض و پاک باز و جوانان پارسا
 مستوفیان دہر و امان و پیشوا

بنا
بنا
بنا

بنا
بنا
بنا

بنا
بنا
بنا

بنا
بنا
بنا

از کمترین امتیاز تو بوده اند
قد خاب من اناک عینک و منکر
ق
ضرب بلبل به جمل عرب بوده تاکه بود
فخر البلاء و ملک بگشت تا گشت
کفار و مشرکین و شیاطین و طغیان
ق
کم فہم و کم تامل و کم بین و کم خرد
از یک ہزار و سہ صد و چہشت و یک ہزار
از صدق قول تست کہ تا جملہ ماندہ اند
دنیا ز جمل ظلم و عداوت بہ تنگ بود
آمد بچوش چشمہ الطاف لم یزل
نور تو گشت ظاہر و ز آفاق و در کرد
آفاق مرز پر تو نورست نورست
توبندہ خدای و مابندگان تو
وصاف تست واقف اسرار جزو کل
انسان چگونہ مدح ترا می توان ستود
دعوائے اختتام شنائے تو نادرست
خاصہ چو من کہ بے ہنر و لا آبا لیم
صد شکر و ایہ کہ مرا عقل و نطق د
گر مدح تو نگویم نفیر بہ جان من
آرے بقدر وسعت خود کردہ ام ہا
وصف تو خوان نعمت لوان و من فقیر

بر فرق شان لعل بلال ست فرق سا
من جاء فی امانک و اللہ قد نجی
از فیض ذات پاک تو در پردہ خفا
ذات مبارک تو بہ دنیا کرم تما
ما حق شناس و ما خلف و زشت و زار خفا
ق
بد ذات بد صفات و دل زار و جان خفا
جہد بلوغ از پے تخریب دین ما
محذول و خوار و نابرسیدہ بہ مدعا
عالم بہ شرک بدعت و عصیان مبتلا
پیدا نمود شخص ترا بہر اہتدا
فسق و فجور و محصیت و بدعت بلا
گیتی منظم ست زار شاد مصطفیٰ
اے مقتدی خالق و اے مقصد اے ما
مدح تست خالق این ارض این سما
مخلوق کے بجالی خود گشتہ ہم نوا
تخیل انحصار ثنائیت بود خطا
در بحر نعت پاکت چگونہ کنم ثنا
رکم لب بہ نعت اقدس تو گشتہ است و
در وصف تو سرایم طاقت بود کجا
ایک بقدر ہمت خود می کنم ادا
از خوان اغنیا برسد فیض بر گدا

نور
نور
نور

الله یک نگاہ عنایت بہ حالِ من
 جانم خزین و زار و پراگندہ و جمل
 عصیانِ من ز ریگِ بیابانِ دل ست
 عمرم بفکرِ دولتِ دنیا بصرفِ رفت
 روزم باشتغالِ حکومت بسر شود
 ہر ساعت ز لہو و نواہی نشاط جو
 عمرم بپیشی و شش بر سید و مکرده ام
 تو مہربانِ مہمین و من طاعی و کفو
 اے دایہ بر جہالتِ بر خود سری من
 از من زیادہ کس نبود در خورِ عذاب
 ہاں اے رسولِ گر تو کنی عرض قبول
 یک شربتِ شفاعت تو روزِ دار و گیر
 بخشایدم خداے کہ بخش بدست است
 از بخشش مرا فقط قربِ ذات است
 در خدمتِ تو با شتم و رخصی ز من کہ
 مژملا خموش کہ حداد ب رسید
 یارب بیلِ بخشش من می نما بمن
 تا بر آستانِ رسالت نہیم سر
 گرم چناں کہ آتشِ عصیانِ فرد شود
 روے سیاه من شود از رحمتِ سفید
 شادان و بامداد رسم بر درِ رسول

بہر خدا مرا برہاں از غم و یکا
 کارم خراب و خوار و دلم خستہ و بیجا
 طغیانِ من چو آبِ بجارت موج زار
 در بندِ جاہ و قیدِ عمارت بسالما
 شب با بہ خوابِ ناز و خیالاتِ نازدا
 ہر خطہ ام ز بادہ نختِ طرب فرا
 از صد ہزار طاعتِ رحمن یکے ادا
 کفرانِ من از ایں چہ بودش اے خدا
 صد دایہ بر حماقت و عصیانِ برہوا
 و ز من زیادہ کس نبود لائقِ سزا
 صد بار دایہ من بہ یک آنے شود روا
 بیمار لا علاجِ تنم را بود شفا
 وَاللّٰہِ اِنَّ رَبَّکَ یَغْفِرُ لِمَنۢ یَّشَآءُ
 نے جو روئے قصور و بہتست عا
 در حضرتِ تو با شتم و خوشنود کبریا
 در بارِ گاہِ قدس بزاری بکن دعا
 یارب تو راہِ نیرِ بطحا بہ من کش
 شویم گردا من اخلاصِ با میکا
 بر مغفرتِ فرشتہ کہ رحمت ز نہ صلا
 موے سفید من شود از وجہِ مشک سا
 کش خاک رہ بدیدہ کند کارِ توتیا

شب بخواب غفلت و خیال نازدا

عصیانِ زانکشا

خاک درخش

باشوق و ذوق و جوش و خروش و سرور و جود
واللہ انت حیی فی قبرک الشریف
گویم کہ یا محمدؐ روحی لک الغدا
شاہ نماے رحم بحال من گدا
صلوٰۃ بر محمدؐ و تسلیم بر نبیؐ
صد ہا سلام خواہم و از جاں گنم ند
من تا بدر کہ تو رسیدم بصد خلوص
من پائے سعی داشتہ ام تا بانہما
زین پس تہا تو دانی و دانہ خداے تو
بخشد زہ نصیب نہ بخشد من و رضا

دب مجلس کہ ذکر ثنائے محمدؐ است (۲) آں انجن عزیز خداے محمدؐ است
دانی کلید گنج رضاے خداے صیت
عشق نبی و سیلہ فرخندہ فانی است
حور و تصور و کوثر و نسیم و سلیل
موسیٰ بطور رفت و سیار آسمان
ایمان جان مال و خرد دادہ خداست
در روز حشر شافع قوم گناہگار
بخشائے بر خطائے من لے حاجی الذنوب
مزمیل غریب گداے محمدؐ است

(تاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء از مغرب تا پونشا
گفتہ شد)

من مباح خوان حضرت باری تعالیٰ
فخرم بلے بجاست کہ شعرم بنام او
شیدا و مبتلاے جمال محمدؐ م
یک چاکر کمینہ سرکار عالم
حقا غلام بارگہ ذوالجلالیم
عشق نبی و سیلہ فرخندہ فالیم

روحی فداک یا قرشی ہاشمی لقب
از دست برد نفس عجب پاشکستہ ام
چو گان نفس گوئے دلم را چو صوبان
دیو لعین نفس مرا کردہ سحر بند
تا آتشے بجان پیدش ورفکنم
لے رحمت تمام جہاں۔ رحمتے بہن
تا چند سر پائے خساں خم کنم بجز
یا مصطفیٰ خلاص کن از پائیم
بہ خدا نگر بسوئے خستہ حالیم
بیزار از نہ جیام و از جاں ملائم
گا پے جنویم کند و گہ شش مالیم
لے لے او مقدم و من عجب مالیم
دردے بہن نمائے ز اسم جلالیم
لہ داروے پے اسفندہ حالیم
یا مصطفیٰ خلاص کن از پائیم
مزملا کلیم تو مطبوع احمد ست
حاشا کہ حاجتے بود از شان و قالیم

لا حفظہ
نجمی

ما عاقلان دنیا و دین کی

سی

ما شاعران و ادیبان کی

محمد مصطفیٰ محبوب رب العالمین سستی (۴) بہین سستی، بہین سستی، گزین سستی، متین سستی
امام المتقین سستی ملاذ مومنین ہاشمی
شفیع المذنبین و رحمۃ للعالمین سستی
حبیب کبریا ہستی، طبیب درد ما ہستی
شہ دنیا و دینی مہبط روح الایین سستی
بہ سیرت پر تو خالق بہ صورت خوشتر از عالم
صلح سستی، صلح سستی، جمیل سستی، حسین سستی
تو از بہر نجات امت عاصی ضمان سستی
تو از بہر خلاص مسلمانان ضمین سستی
نخستین علت تخمیر جنس ما و وطن سستی
شہ لولاک ہستی باعث ایجاد کونینی
روف سستی، رحیم سستی، کریم سستی، بہین سستی
بشیر سستی، نذیر سستی، شہیر سستی، منیر سستی
تو سر و آرد و کون و مقدم اہل دین سستی
توئی یسین و منزل، توئی طہ و مدثر
خدا را بندہ و از ہر دو عالم بہترین سستی
بہ نیردی صداقت ناشر دین مبین سستی
برائے محفل توحید صدر راستین سستی
بشر بہستی ولیکن مصدر روحی خداوندی
جہاں یکسر بہ کیسوفات حق گویت بہ یک جا
بہ مصباح، برایت ظلمت شرک از جہاں بردی

نہ گفتی جز دعا کفار و اشراک را
 گئے نحر زمین و گاہ زیب آسمان باشی
 مطاع و مقتدای عاقلان در ہر ماں باشی
 شہما شہنشاہ ہنشا، بندہ نوازا، خسرو امیرا
 عزیز و خوب صورت، خوب سیرت، خوب دوستی
 علم افزا احکام شریعت در ہمہ عالم
 غرض بالاتری از جملہ اوصاف امکانی
 ہدای نام تو جانم طفیل تست ایمانم
 نذاکردن بہ تو ممنوع پندارند محرومان
 بہ ادنی ضغطہ برخوانند مالک او بابک را
 علی رغم حریفان بر ملا و فاش می گویم
 بوقت نزع جانم آہ بہ قبرم جلوہ بہ نما
 دم آخر نگویم جز رسول اللہ ادراکنی
 زیبا افتادہ ام بارگاہ بردوش حیرانم
 پس از مردن سوائے این تبا شد آرزو من
 خدایم نیستی، معبود من ہرگز نہ یحاشا
 نہایت خستہ و زارم ز عصیان سخت ناچارم

سرت گردم سزاوار ہزاراں آفرین سستی
 گئے مہمان رب العرش بر عرش برین سستی
 متاع افتخار کمالاں در ہر زمین سستی
 تو در دنیا و در دیں مالک تاج و تین سستی
 شریف و پاک طہیت، پاک ذات و پاک بین سستی
 بہ روم و شام و مصر و ہند و ایران و چین سستی
 چہا گویم کہ چونی آن چہاں یا ہین چنین سستی
 ز چشم گرچہ دوری لیکن از قلم قرین سستی
 ازین غافل کہ آخر قبلہ اہل یقین سستی
 چہایت من بخوانم لے کہ ہر دم دل نشین سستی
 اغثنی یا رسول اللہ غیاث ہر غم سستی
 تسلای دل عاصی بر وز و اسپین سستی
 گنگاران اُمّت را محمد سستی معین سستی
 ز دستم گیر شاہ دستگیر ہر حسین سستی
 شوم محشور با تو اے کہ در جانم کین سستی
 پئے یزدان شناسی ہادی من یقین سستی
 دم محشر شفیع شو شفیع مستعین سستی

خدایت صدقہ محبوب خود باشد کہ آمرزد
 جزاک اللہ عزوجل مایع سلطان دین سستی

غزل

(۱)

قوار و صبر نصیب من خراب کجا
کجا دل من و اندیشه صواب کجا
مرا چه زہرہ کہ دعوائے عشق یا کیم
کجا ست ذرہ نہا چرخ آفتاب کجا
منم کہ مست تو لائے دو تم ہر وقت
نست سرور و وجد کجا نشہ شراب کجا
چرا ز عشق گرا یم بہ زہلے و غط
صفاے چشمہ جیواں کجا سرب کجا
بہ شعر من ز سداے وچے ہوا ہوسا
صدائے بوم کجا نغمہ رباب کجا
بہ حسن فرد توئی و عشق من کیا
ترا نظیر کلام و مرا جواب کجا
بحال من متعرض مباحش اے صاحب
مراد ماغ ازیں گوئے حساب کجا
ز حسن ظن جبینم ثنائے شعر کند
وگر نہ نظم من فردا انتخاب کجا
چناں کہ رحمت پروردگار ہو فور
گناہ گاری مارا بود حساب کجا

بسیر گیسوؤ زلفین یا مصروف اند
بدید ہاے حرم مل خیال خواب کجا

۱ دوست می باشم ۲ سرور بادہ
۳ ایں شعر بسیار خوب ست
۴ ص "ہم فرمودہ سنجرت مرتب
۵ بودار خود شام گفت صیب ۶ بے پایاں ۷ بسیر جلوہ دلدار خویش
۸ پرچشگان

منازل

(۲)

ننگہ سوتے من خستہ خدا را یارا
 چند خواہی تو بگو ایں ہمہ خوارا مارا
 خواری من نہ بس ستایں کہ بھندی گویند
 ”در بدر خاک بسر پھر تا ہے مارا مارا“
 تا شود خون دل شکفتن درد دل شب
 شانہ بر گیر مہا۔ زلف و تار آرا
 پائے را خود بشکستم ز کمال غیرت
 تاکہ منت نرسد از سر خار امارا
 جائے دلدار نہ باشد دل آغشته بخون
 جہد کن از پے دلدار بیمار اچارا
 لے ہو قتل تن تو زار و حیبت نزار
 بعد ازین نیست بدرمان تو یارا مارا

(۳)

خلاص جان نہ بود قیدی کہ بند ترا
 کشور کار کجا پائے بند بند ترا
 نبود انچہ بہ تقدیر خسرو و جمشید
 میسرست ز لطف تو مستمند ترا
 ہزار بوعلی و صد ہزار جالینوس
 علاج می نتوانند درد مند ترا
 مرانہ دامن پاک تو بوسہ ہوسست
 مجال نیست کہ بوسم نقاب بند ترا
 سوارہ می گزری از سر فراز غریب
 بیا بیا کہ بوسم سیم مستمند ترا
 کمال بدر فقط یک شب است در ہر ماہ
 کند مقابلہ کے روئے دل پسند ترا
 مرا بعتبہ مالیت جہہ سائی بس
 خیال من نہ رسد جو شین بلند ترا
 منم کہ نقش و فائے تو مہر جان منست
 بد گیرے ہوئے نیست نقش بند ترا
 اشارہ بشفا بوعلی کند حاشا
 بہ جل عقد۔ اسیر خیم کہند ترا
 اگر تو پند کنی دعا غماز رحم بدوست
 بہ جاں نثار شوم پند ارجمند ترا

سر نیاز مزمل خم ست بر در تو
سرست ناز به قیمت نیاز مند ترا

ملاحظہ است
نہجہ لکھی

بہانہ است حدیثِ خیالِ جنگ ترا (۴)
نشانہ است دل زارِ من خدنگ ترا
رقیبِ خوگرِ راحت، منم ہلاکش رنج
ہزار گلِ مجننِ بشفغہ بدعوئے حسن
ہزار غنچہ دلِ تنگ پیچ و تاب خورد
تراست چہرہ ہمچوں پر پی معاذ اللہ
گلِ فرنگِ بد اس آبِ تابِ خوبی و رنگ
نمود با اللہ اگر پاہم بدر گہ تو
بیا بیا کہ مرا جاں لب رسید ز ہجر
ترانہ است ہجایم ربابِ جنگ ترا
نیشمن ست تنِ خوارِ من پرنگ ترا
ازیں گزیدہ ام از آشفتہ جنگ ترا
وے گئے نرسد آبِ رے و رنگ ترا
حریف کے شود آخرد ہاں تنگ ترا
پری چو نہ رسد فرو ہوش و ہنگ ترا
فسردہ گشتے اگر دیدے آبِ رنگ ترا
جبین خوشنہم آستانہ سنگ ترا
دلہ گئے نہ پسندد و گرد رنگ ترا

مزمل تو جہولی و قافیہ تنگ ست

غنی گئے نہ ستاید حدیثِ لنگ ترا

صلا گفتم بہ شغلِ شغفِ خوش بیاناں را (۵)
اگر تسخیری خواہی سخن کن دلِ عالم
صبا در بزمِ وصلِ خوش نصیباں و وزین
زلوچِ مصحفِ رخسارِ مہرویاں سبق خواندم
خریدارِ دُر و دُران و لعلِ لبِ مہنی خواہد
بہ پیری ہر چہ می خواہی کن معذور دارند
خریدتم بہ شغلِ شغفِ خوش بیاناں را
اگر تسخیری خواہی سخن کن دلِ عالم
صبا در بزمِ وصلِ خوش نصیباں و وزین
زلوچِ مصحفِ رخسارِ مہرویاں سبق خواندم
خریدارِ دُر و دُران و لعلِ لبِ مہنی خواہد
بہ پیری ہر چہ می خواہی کن معذور دارند

مزمل از پسندِ خاطرِ اجاب شاعر شد

دُرِ معنی نثار آمد بہ گیتی قدر واناں را

بعد از سال از تہ تیغی کل نعل این شود وقت خواب گزشت صبح با خیالِ درج کردہ شد و در وقت
بہشت - بر آستانہ سیر گشتی کل ز رنگ لادیدہ بودیم شہید خیالمانہ بود کہ شہرمان با در آمدہ باز و صبح خیال گشت

تا تاریخ ۳۱ اردی ۱۳۰۳ بمصر شہر شہ

جانی است با در نام بخشن تو - این معذور است و در حق کلام خیال آمد - اکثر بر شاعر

(۶) لے دل پر خونِ الالے دیدہ غمناکِ ما
 لے صبا گر بگزری از عقیقہ بالالے دست
 قتل کردی عالمے بسمل نمودی کشورے
 بخیہ بر چاکِ گریباں ناصحا مشکل بنود
 در سہوای وصل آن بیداوگر باشد رقیب
 سر بہ پایے او نہادن کے مرا گرد نصیب
 شوکباب و رینہ آبِ حسرتے بر خاکِ ما
 عرض کن در حضرتش این حالتِ غمناکِ ما
 تا کجا این قتلِ وفاتِ رحم۔ لے سفاکِ ما
 از چہ ناکردی رفوای سینہ صد چاکِ ما
 ہاں مگر غافل بود از آہِ آتشناکِ ما
 ہاں مگر باد صبا روزے رساند خاکِ ما

بذلہ سخی از منزلِ العجب ثم العجب
 نیست این جز جلوه فیضِ خدای پاکِ ما
 بلا خلد رسیدہ است
 سحر صحنی

(۷) مست و بے خود از در میخانہ می آئیم ما
 لذتِ عشقِ حقیقی از سر ما ہوش برد
 شمعِ رخسارِ بری ویاں ہلاکم کردہ است
 لعل و گوہر گر نباشد در کف ما گوہر باش
 ز اہداں ہشیار باشد از سر دستارِ خوش
 گو نماز و روزہ و تسبیح خوش آید مرا
 بواہو سہادر خیالِ خویش گو عیلم کند
 دوستداری با حبیبِ پاکِ حاتم خوش است
 دوستانِ ما ز لطفِ ما پر از وجد و سرور
 حاشی شد فخر من باشد ز شعر و شاعری
 فیضِ آتشی چو سحر تاکہ با ما ہمدست
 ہاں بہر زم شعریہ باکانہ می آئیم ما
 از تصنع و زریا بیگانہ می آئیم ما
 در خیالِ زاہداں دیوانہ می آئیم ما
 آری آری فی الملئ پڑانہ می آئیم ما
 عاشقِ لعل لبِ جسانانہ می آئیم ما
 از در پیرِ مغاں مستانہ می آئیم ما
 چون ز مسجد پاکشہم زندانہ می آئیم ما
 در نگاہِ عاقلانِ فرزانہ می آئیم ما
 مست و لاعقل ازین خجانیہ می آئیم ما
 پہلوئے حساد و داندانہ می آئیم ما
 در صفِ ہیجا مگر شیانہ می آئیم ما
 ہاں بہر زم شعریہ باکانہ می آئیم ما

لے منزلِ بر گلیم کہنہ فخر وارو است
 کز لباسِ عاریت بیگانہ می آئیم ما
 دیدہ شدہ است
 سحر

نہ
 می کند

شروانی (نواب صدری) از جنگ ہند
 سہولانامہ صحنی خاں

دوستان گوش باواز پریشانے را^(۸) ہمدماں یک نگہ لطف پشمانی را
 بشنوم کاش یکے حرف تسلانے کے فاش تر گفتم ام آیں درک پہنانی را
 شکوہ ام نیست ز قسمت نہ گلہ از اجابا ق نہ شکایت ز عدو عرض سلطانی را
 شکوہ از کردہ خود دارم و دامن کمالج نیست جز مرگ ستم دیدہ ہجرانی را
 کاش گر مرگ علاج دل محزون بودے بردے بار ز منت دم تعبانی را
 سوز ہجران کہ درون من مسکین سوز و در کد خاک نماید تن بے جانی را
 قصہ نثار و لا العار نہ بودے بہاں گرزبان داشتے سینہ نورانی را
 خواری زاری و رسوائی و جان کاوی مر ہمہ بہتر ز غم فرقت او جانی را
 سو ختم خاک شد م خاک میرا باد فنا ہر دو ز دوست نشان چہ بیابانی را
 زان بسنگ در تو می زخم و می شکم کہ جز این نیست مداوا سر حیرانی را
 شاعری می نتوان عیب مرا پوشیدن لعل نجشہ نہ لباس تن عریانی را
 خوب شد عشق غم و من سرکش بشت غرق فرعون سزد موسی عمرانی را
 شعر من کاش کلیم سخن آرا دیدی تا نثار سر من داشتے ایرانی را
 اے ہر مثل من از حسرت حراں خجستہ است
 تانہ آزرده کئی خاطر ہمائی را خجستہ است

تا فرغ خانہ ام شد روے رخشان شہا^(۹) ہست سوز سینہ ام شمع شبستان شہا
 دیدہ بے نور بنیائی ندارد در جہاں رفت نور از دیدہ ام بے روئے تابان شہا
 لذتے دارد پشمانی و حیرانی عشق راحتے از کس بخیر این پشیمان شہا
 گو ہر خوش آب خود از قطرہ آبے بیش آبروے آب تاب از دیر ذندان شہا
 کہ پریشانم ز ہجران لیک شاد از یاد تو یافت خوش جمعیت خاطر پریشان شہا
 نشر قصا دہر گز بر برگ جانے نہ کرد آنچہ جان من خلش دارد ز مرقان شہا

نہ شکایت ز عدو عرض سلطانی را
 نیست جز مرگ ستم دیدہ ہجرانی را
 بردے بار ز منت دم تعبانی را
 در کد خاک نماید تن بے جانی را
 گرزبان داشتے سینہ نورانی را
 ہمہ بہتر ز غم فرقت او جانی را
 ہر دو ز دوست نشان چہ بیابانی را
 کہ جز این نیست مداوا سر حیرانی را
 لعل نجشہ نہ لباس تن عریانی را
 غرق فرعون سزد موسی عمرانی را
 تا نثار سر من داشتے ایرانی را

نہ شکایت ز عدو عرض سلطانی را
 نیست جز مرگ ستم دیدہ ہجرانی را
 بردے بار ز منت دم تعبانی را
 در کد خاک نماید تن بے جانی را
 گرزبان داشتے سینہ نورانی را
 ہمہ بہتر ز غم فرقت او جانی را
 ہر دو ز دوست نشان چہ بیابانی را
 کہ جز این نیست مداوا سر حیرانی را
 لعل نجشہ نہ لباس تن عریانی را
 غرق فرعون سزد موسی عمرانی را
 تا نثار سر من داشتے ایرانی را

ما گرفتارِ خم زلفِ سیہیستم و بس می تپد دلِ ہر دم در سبستانِ شما
 منت ایندرا کہ با این تابش نور فروغ باغِ رضواں رشکِ ارد بر گلستانِ شما
 نغمہ بلبیل نباشد جز ز فیضِ عشقِ گل
 شد من مہل نغمہ سنج اما ز فیضانِ شما

دو شینہ گشت زیب لبِ بامِ ما (۹) آخر ترمید ز اشجارِ آہِ ما
 شوخی و عشوہ ناز و کرشمہ سپاہِ آہِ و فغانِ گریہ زاری سپاہِ ما
 از روزگار قطع تعلق نموده ایم بس رومی و معنی دوستِ سفید و سیاہِ ما
 آں جلوہ ہائے دلبر و دکنش گناہِ کسیت گیرم کہ لافِ عشق تو باشد گناہِ ما
 عریانیم ز ماںِ جہاں بے نیاز کرد محتاجِ تاجِ نیست سربے کلاہِ ما
 تسبیحِ ماست رشتہ زلفِ سیاہِ تو ابروئے ست سجدہ کہرِ خانقاہِ ما
 بیمار و خستہ را تو میسجائے کاملی لہو دار و سائے پے حالِ تباہِ ما
 از نقشِ پائے دوستِ بیاہیم دستِ بنود بغیر لطفِ خدا زادِ راہِ ما

من مہلا ز درد و الم کس خبر شد

ہر کس بر غم خویش بود خیر خواہِ ما

بہن در راہِ عشقِ سخت افتادہ است گلہا (۱۰) چہ محملہا چہ منزہا چہ کشتیہا چہ ساحلہا
 ز حالِ اِرعاشتہا شنیدنِ گرمیوںِ اری بطرفِ گلشنِ نبشین و بشنو از غنادلہا
 طراز و طرز و طور و محل از لیلی نشان دارد و گرنہ روز و شب بر نا تما آرنند محملہا
 ز بندِ ماسوہا بستم و یادِ دستِ پیوستہم تعالی اللہ عجیب شغلے گزیدیم از شاغلہا
 گل آدم فقط دارد فروغ و نور جانِ دل و گرنہ از ازل اندودہ شد بس آب در گلہا

لے زلفیہا سارباں باشد کہ محبوبِ مرا آرد

چو دست یار برگردن در آید دل برافروزد
درینا سالها سرگشته می گردم بهر وادی
هنوزم تا در دلدار باقی ماند منسرها
چگونه می توانم بر شمارم ظلمهایش را
نه من تاب بیان دارم نه تاب ضبط دردا
ز نفیس سنجست این شعرهای غنچه فقل
و گرنه من کجا و ذکر من نقل محافلها

درینا عمر من شد صرف در بخت آزماینها (۱۱) مگر حاصل نه شد غیر از بجوم نارساینها
برندیا مکن عیب من سرگشته ای زاهد
که عمری نیز بودم من بخیط پارساینها
فغان کایں ابلهان بے خبر از عشق و تاثیرش
بمن طعن و ملامت می کنند از نارواینها
به زاهدی که خود را ناخدا می خواند
معاذ الله خدای می کند در ناخدا ینها
بنامزم ربط و ضبط خویش را با حضرت حسرت
ز من طبع آزماینها از وعظت فزاینها
خدا را رحمت فرمایک دیدار خود بمن
که تنگ آمد دلم از ریخ و آلام جداینها
مزمحل مست استغنائے خود باشد که می دارد

ز نظم و نثر گنجے شایگان در مینواینها

اے که به روی تو در آفتاب (۱۲) رشک ده چهره صد آفتاب
آفت جان چشم شرر ز اے تو راحت جان گر نبود در عتاب
قامت تو غیرت سر و سہی از نگمت برق بعد اضطراب
اصل زحل لبست از غصه خویش از دور دندان تو گوهر به آب
زلف پریشان تو بر روی تو لکه ابر آمده بر ماه تاب
از پس صد پرده کنی دار دیگر عظمت شد چو شوی بے حجاب

حسن تو لے غیرتِ حور و پری
ساختہ در ہر دو جہاں انقلاب
فلتہ دین دل ایماں شدہ است
حسن بلا خیر تو اندر شباب
مار سیہ منفعل از زلف تو
تا چہ کند گر نخورد پیچ و تاب
ماہ دو ہفتہ نخل از عارضت
مہر ہفتہ رخ خود در سحاب
رحم بجز میل بے چارہ کن

۱۹/۱۰

چند پسندی دل من در غدا

نگہ یار کجا برقی شرر بار کجا است (۱۳)
چشم عیار کجا ز گیسب بار کجا است
شکوہ یار کجا طعنہ اغیار کجا است
گل کجا خار کجا، نور کجا، نار کجا است
از رہ مدرسہ و کتب و مسجد بگزار
سخن از ماست بگو خانہ خمار کجا است
از گراں خوابی بخت آمدہ ام سخت بجا
دوستاں بہر خدا طالع بیدار کجا است
مسجد و مدرسہ و صومعہا گر دیدم
ہر کجا بے خبر اند خبر دار کجا است
بہ مشامم نخورد بوی گللاب و عنبر
جادہ عشق عیان ست رہ زہد نہاں
سخن حق کہ بود باقی و دیگر معدوم
سرخسور کجا ہست سر دار کجا است

تلخی ہجر سازد بمن اے مرقط

باعث فرحت دل شربت یار کجا است

بہ دام گیسو و زلف کجاست ولم بندست (۱۴)
خلاص کارند اندستہ ام کہ تا چند است
بیا کہ بے تو بجان من آتش افادہ است
جگر بتابش و دل در پیش نفس بندست
ز شربت لب نوشین یار کن تجوین
طیب گول چہودائے شربت و قدست
علاج من کن از آفتاب رس گلقد
کہ عارض لب جان من گل و قدست
بیا بہ حلقہ زندان و عظم من ز اہ
کہ ہر کلام ز عشق ست و سخن نپدست

نظم و لہجہ کجا ناز و ناز کجا است

یہ بزمِ پیر خراباتِ مآتماش کن
 کہ ہر منہ زار سطر بہ عقل مانند ست
 نہ ہجر یار بہ من کا صعبا فادہ است
 بوصلِ دوستِ دلم سخت آرزو مند ست
 ز صدمہٗ تپِ فرقتِ تم چو خار شدہ است
 مرا بوسے میانِ حبیب سو گند ست
 ز شرمساریِ عصیاں شدم چو تیرہ گاہ
 بہ پشتِ بارگنا ہم چو کورہ الوند ست
 بترسِ وزخ و بیم سقر مشو دل تنگ
 دلت ز حبتِ شفیق الودا چو خورند ست
 ہر مصل از تو گنہ کردن - از خدا بخش
 کہ بندہ بندہ و آخر خداوند ست

بوادی کہ درو میت گداختہ است ^(۱۵)
 ز خفگانِ اجل کس خبر نمی آرد
 زمانہ در پئے آزار و من ز خود غافل
 دلِ من ست کہ غافل بود ز کیدِ رقیب
 چنان فادہ دل از فرطِ خشکی بدرش
 بیا بہ میکدہ و فیضِ مے تماشا کن
 بہ حسنِ قسمتِ قسام ہیں کہ شمنہٗ بخت
 نگاہِ گرم تماشا دُل بہ فکرِ وصال
 کنید صبر و نہ محشر بپا کنید کمی
 ہر مصل اللہ رنجور حالیاختہ است
 عکس از گلگونہ اش اندر شراب افادہ است ^(۱۶)
 طوقِ خود داری بہ گردنِ ریشابا فادہ است
 از تبِ تلے کہ اندر سینہ می دارم نہاں
 چرخِ راگوئید ہاں بر بدرِ خود دیگر مناز

ماہ را منزلِ قرینِ آفتاب افادہ است
 آتشِ مانم کہ بر دریائے آب افادہ است
 جاں پریشان ست مرغِ دل کیا با فادہ است
 از رخِ دلدارِ من مشب تاب افادہ است

از شمع گیتی افروزِ جہاں سوزِ خوش
آتش اندر دلِ ہر شیخ و شاب افتادہ است
المدد اے ہم نشیناں کنہِ ہجومِ اشتیاق
جانِ من در ورطہ صد انقلاب افتادہ است
در سلسلِ طرہ پر تابِ خم اندر خم
ناگہاں دل در شکر پیچ و تاب افتادہ است
شعر گفتن گرچہ آسان است اما مشکل است
ہر کہ کش باز مینداری حساب افتادہ است
نقد ز سنجہ را باید نقدِ دل آں سیمبر
کیست گذر دہر چوینِ مکیاں افتادہ است
دوشِ نفیسی با مزلِ گفت در ہنگامِ خواب
نائب از شوخی مباد و احتساب افتادہ است

خاندانِ سلسلِ خراب افتادہ است

ہر چند نالہ ام ز دلِ آسماں گزشت (۱۶) اما بگویش بایر نہ شطری از اں گزشت
ہمدم دہد صلاح و مداوا کند طبیب
لیکن چہ سود کارِ من از این دواں گزشت
در شوقِ پایے بوس شد م خاکِ راہِ دوست
وا حسرتا ز راہِ دیگر کار و اں گزشت
حال دلست و حسرت و امانِ درد و رنج
ہر گام عیش و عشرت و نام و نشان گزشت
در رہ گزراہ او شدم از بہر عرضِ حال
قسمت نگر کہ برقی تجلے از جاں گزشت
مزلِ ملامت زمانہ شناس و خموش باش
عہدِ شبابِ شورش تاب تو اں گزشت

طرحِ این غزل مطلع حضرت مولانا عبد الغنی خان صاحب ست مد ظلال فیوضہم

مطلع مولانا ممدوح ۵

عید آمد روزہ شد سالِ رواں در گردش ست

ساقیا مے دہ کہ حالِ مے کشاں در گردش ست

فقیر عرض میکند ۵

باسحاب تند خو برقِ دماں در گردش ست (۱۸) محتسب حیرانِ جام میکشاں در گردش ست

طرح مولانا ممدوح
بر صوفی آئینہ
از بزمِ

وقت فرصت ان بریں میوہ حسن عمل
 کہ نظر پر است اور اگر کرم بر حال غیب
 من نہ تھا تابع فرمان آں عاشق کُشم
 صورتش در چشم من قائم دل من مضطرب
 شہرہ حسن ملیح و قصہ سوداے عشق
 دوش بے نیل مرام آمد رقیب تشنہ کام
 از شعاع حسن او گر رنگ گردانم چہ عیب
 حسن و اخلاص عمل عاشا بود تسلیح شیخ
 لطف من بر من بلا آورد و اندر قالم
 اعتذار بلبل گویا پذیر و قفس را
 دیدہ ام تا شعر ہائے مولوی عبد الغنی
 از خطایم و رگزرا اندر عطائے خویش باش
 در شمار حضرت سبحان حی لا یموت
 گردش اجرام و اجسام و زمین و آسمان

۷۳ میہاں غلت گزین میزبان در گردش ست
 ۷۴ ہجو فتوائے جناب مفتیان در گردش ست
 لے تعالی اللہ نصیب دشمنان در گردش ست
 کز فروغ مہر رنگ زعفران در گردش ست
 بہر وصل حوریں اورا بنان در گردش ست
 در قفس چوں بلبل شیریں بیان در گردش ست
 گر سکوں خوابدہ - بیچارہ جان در گردش ست
 از شائش در دہان من زبان در گردش ست
 من گداؤ تو غنی پائے خساں در گردش ست
 بچہ قدوسیان آسمان در گردش ست
 حکم یزدان ست کجائے این آں در گردش ست

گر تا خواہی ہر مثل شعر در ایراں پیر
 نیاک می دانی کہ حال ہندیان در گردش ست

۱۔ حضرت مولانا عبد الغنی خاں مرحوم المتخلص بہ غنی از عطاءے ذی جود تصنیف کئے گئے ضلع فرخ آباد و اہل تلامذہ دور و
 حضرت مفتی لطف اللہ علیہ الرحمہ استاد نواب صدریہ جنگ پناہ درود الہیات نفیس دکن صاحبہ درودانہ - علاوہ تبحر و علم
 معقول و منقول از ادب شاعری عربی و فارسی ہم خط وافر روزی داشتند کتب عدیدہ خاصہ ارمغان آصفی

بر دست نظرو وقت فکر و ذوق سلیم ادشاہ عدل ست
 مرتب

عراق و شہرِ صفا ہاں حبیب گنج من ست (۱۹) کہ مسکن و وطن یارِ نکتہ سنج من ست
 مرا بہ نشہ و مستی ہوس بود حاشا خیال دست کہ تریاک باد و پنج من ست
 مرا بہ گنج گہر ہیچ احتیاجے نیست معانی و لغت و نظم و شرح من ست
 بہ جرح و قدح معانی و لفظ مصروفم ہمیں دو گنجفہ و نزد شطرنج من ست
 گلہ ز صحبت نافرمان شکوہ نا اہل بجان دست کہ بس این لال و غنچ من ست
 بے بے نعم و لا ز درج لعل لبش اگر غلط نہ کنم شادی ست پنج من ست
 بود تملق کم مائیگاں عذاب الیم غلط تقاضہ نو دولتیں شکر من ست
 ہمیشہ در شش و پنجم زہیم روز جزا مگر پناہ من آں در چار و پنج من ست
 دشنے بہ یار نشینم نہ رخسار من کس ہمیں قدر ہوس خاطر مرغ من ست
 غزلند کہ ز بکار کے ذہن بکار

ملاحظہ شدہ است
 سچ طبری

بگوشتہ چو شینم انیس و مونس من
 مر ملا بگر طبع بندہ سنج من ست

لا مستقر ریاست نواب صدر یار جنگ ہمار در مقر و مخزن گنج کائنات کتاب خانہ مشہور عالم
 از

ایں غزل بر طر ح حضرت مولانا محمد عبدالغنی خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی

بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۱۰ء وقت سہ پہر بمقام بھیک پور گفٹہ شد

شعر طر فرمودہ مولوی صاحب مخدوم

ہیچو گیسویت شب دیخو رہ میداغم کہ نیست ہیچو رویت ہر دمہ را فور میداغم کہ نیست
 بندہ عرض می کند

نکتہ سنج ہیچو من مشہور میداغم کہ نیست (۲۰) زین چنین شہرت ظلم سرور میداغم کہ نیست
 چشم قتان ترا ستار میداغم کہ ہست لیک چوں من دیگرے مسخو رہ میداغم کہ نیست
 دارا معراج می گویند عاشق مشرباں ہر ہونہ کے مگر منصور میداغم کہ نیست
 معنی القلب بھدی تاشیند تم زد دوست این دل خود از دل او دور میداغم کہ نیست

ہر زمانے گوشت من پر باشد از الطاف غیب
حکم لاندہب قم عیسیٰ نباشد فی المثل
بہر تسکین از لب بعلت شفاعت خواہم
مدعی حاشا کہ داند راہ و رسم عاشقی
(ہر کمالے را زوالے ہا قلاں خوش گفتہ ام
پیش دشمن خم نباشم زان کہ از تاثیر چار
بہر ایدائے من دل خستہ خواہی غیر را
از کمال یاس بر ہر کس تسک جستہ ام
حال زار خویش گویم پیش علام الغیوب
سوز جان و سینہ را تنور گفتم فی المثل
منکر اسلام را فی النار میدانم کہ بہت
عذر تقصیر و خطا پیش تو آوردن خطاست
شعر گفتم ز امتثال امر مولانا جلیب
فیض رحمان ست کارم ہمو اشعار بلغ
جاں فدائے حضرتے کورائے قل خواند حق

حاشا با چنگ و با تنور میدانم کہ نیت
ہر نیت خرداے صور میدانم کہ نیت
ورنہ دیوان ترا دتور میدانم کہ نیت
زاہدے چون بلغم با عور میدانم کہ نیت
خارج از این زاہد مغرور میدانم کہ نیت
بیج غیر منصرف مجبور میدانم کہ نیت
ورنہ آن بیچارہ ات منظور میدانم کہ نیت
گرچہ ہر برگ گیا سا طور میدانم کہ نیت
جزو وکل بر خاطرش متور میدانم کہ نیت
ورنہ مثل سینہ ام تور میدانم کہ نیت
بہتر از شرع محمد نور میدانم کہ نیت
زانکہ بخشش از بتاں دستور میدانم کہ نیت
ورنہ زینگونہ مرا مقدور میدانم کہ نیت
ورنہ چون شیراز بھیک پور میدانم کہ نیت
ہر گلے در قرآن مذکور میدانم کہ نیت

ناکسان دہر را ناچار می گویم سلام
انگیس در حسانہ ز تنور میدانم کہ نیت

مرا بہ ملک جہاں ہیج دوستدارے نیت (۲۱) ہر کہ شکوہ یارے کم نہ کہ یارے نیت
شیدہ ایم بے داستان مہر و وفا
چنان شدہ است بزم تنگ عرصہ گیتی
نغوز باشد گرازے دہن بیالایم
مگر ہیج کسے ہیج اعتبارے نیت
ہوئے مدغم اندر سرت دارے نیت
کہ نشہ لایق در دہر و خارے نیت

بہ پاخلیدنِ خارم ز دردِ دل ہوس ست
 تمام عمر بہ فکر و تلاش یار گزشت
 بوادیے کہ من خستہ تشنہ لب با تم
 غنودہ یا کہ بخوابم و یا کہ بہوشم
 زرنج و درد کنم نالہ کس نہی شنود
 بہ ملک ہند کس از کس خبر نئے دارد
 فقط بہ گوش من آواز می رسد از دور
 ز نارسائی من میں کہ من باوند رسم
 چہ خوش بود کہ من و سحر سخن آرا
 مرا گلہ نہ بود از عذاب تنہائی
 ز بخت بد چہ بود شکوہاے سحر زند

بوادیے است عبورم کہ تو کی خارے نیست
 ولے ہنوز بفراک من شکارے نیست
 ز قطرہ اثرے در بچے بارے نیست
 چو روزگار من القہ روزگارے نیست
 مگر بخلق جہاں گوش و گوشوارے نیست
 و گر گوے ہ از ملک من دیارے نیست
 صدائے سحر غمیدہ کہ یارے نیست
 ز یاس او بگر کش بہ من گزارے نیست
 شویم یار در این دم کہ غمگسارے نیست
 کہ بہ ز حضرت ایشان صلاح کارے نیست
 کہ ز بہت من ست و بچ مارے نیست

ہر مملہ بجواب غزل سرای دوست
 غزل بخوان ز رافشاں کہ گیر دارے نیست

بلا غلط
 پنج گویا

اگر یار حرفے بہلامی زند (۲۳)
 سرم بشکند تیر بر من زند
 اگر سرزنش کرد و گر گفت بد
 غلط کردہ بر من نگہ افکند
 مخاطب بغیر ست شکوہ ز من
 دل من ز دنیا ندارد ہوس
 شدہ نوش من نیش در کام غیر
 نہ لا بلکہ تیغ بلامی زند
 نگویم کہ آخر چہرامی زند
 نگویم سخن ناروامی زند
 نہ است تیر از خطامی زند
 سخن خیرہ بر گوش مامی زند
 بریں پرد غل لبت پامی زند
 ہماں نیش بر جان مامی زند

منہ گوشت بر عود نکلتے ہیں کہ مہ تابد و سگ صدامی زند
 سخن فہم از شرم آید بوجد سخن نارسے طعنہ می زند
 رہاں سخن چیں بگیری اگر نماز سخن از قفس می زند
 منزل بہ حکم قصائن سپار لا غفلة است
 کہ او میزند بر ملا می زند نہجہ

نامہ منظوم

(۲۳)

نظمی کہ از نظام سخن با خبر بود یاد صبا ترا بد ریش گزر بود
 از من با و سلام رساں بعد اشتیاق شوقی کہ از قیاس گماں بیشتر بود
 زیں پس بطرز دلکش و آئین دل فریب عالم بگو چیاں کہ بیاں مختصر بود
 منزل حزن است نہ در خورد تنہیت قلبش نہراں پارہ و خاکش بہ سر بود
 بخشید خدا طفیل محمد گناہ او
 در جنتش وصال بہ بخت جگر بود

ملہ الغیب کہ این نظم در جواب تنہیت نامہ خطا کتابت پادشہ است و اشارہ در نامہ مذکور بکار نشد تا جوہر نامہ
 پس در دین گماں صاحب رتہ با شہد مرتب

(۲۴)

بے ہنجو خویت بے ہرگز بہ گلاب اندر کے تاب چو دندان در در خوشاب اندر
 صد حقہ غیر ہشام نہ رساند بولے کہ بکولے تو باشد بہ تراب اندر
 گر جلوہ حسن تو بیند بگہ مستی در شمع شود پیداشورے کہ بشاب اندر
 گر پرتو لطف تو بر پیر مگس افتد شہر زند از قدرت در چشم عقاب اندر
 شد خلاصم کن و از ہجر نجاتم دہ خوشنودی یزدان ست در عشق تو قاب اندر
 گر بوسہ نہ لعل لب معشوق مرا بخشد زیباست ز کوۃ حسن نہ حد نصاب اندر
 از گفتہ من دشمن باشد بہ تب و تابے چوں میت زندیقے افتد بجزاب اندر

ترسم نہ شود صرف اشعار طرب افزا صد نکته کہ می دارم در رای صواب اندر
 سرشارم و ہشیارم - چوں صوفی سر حلقہ با کارم و بے کارم چوں چشم بخواب اندر
 صد قافیہ می دارند زیر روغنی و حسرت تا من چہ زخم حرفی حالا بہ جواب اندر
 بیچارہ مزل را ارشاد غنی دارد *بخت بخت*
 در فکر غزل گفتن چوں پابر گلاب اندر

(۲۵) گیسوئے دلبرین مشک نشان ست ہنوز اندر ایں سلسلہ صد بستہ نہان ست ہنوز
 دل گرفتار خیم زلف بتان ست ہنوز و ان در ایں سلسلہ دیوانہ بہان ست ہنوز
 مردم از کش مکش ہجر بہ تحقیق مگر دل بامید وصال تو تیان ست ہنوز
 استخوانم سگ تو خایہ و زراں خرندم کہ ز من برد تو نام و نشان ست ہنوز
 جگر من سوخت مگر مہر تو در دل باقی ست خاک شد دیدہ ولیکن نگران ست ہنوز
 کشتہ عشق شدن عین حیات ابدی است قصہ لیلی و مجنوں بہ جهان ست ہنوز
 پاکش از نفس من مسکین قاتل کہ بجاناں نگرانِ دیدہ جان ست ہنوز
 ز پے قتل منت حاجتِ تشمیر چہ بود کہ سگ کوئے تو ام پائے کشان ست ہنوز
 سالہاشد کہ مرا بال و پر و لولہ ریخت لیک بر یاد تو دل را طیران ست ہنوز
 یک نگاہت بدلِ مردہ من جاں بخشہ شد الحمد کہ ام بخت جوان ست ہنوز
 کعبہ ہا گشتہ ام و صومعہ ہا گردیدم دل من شیفۃ پیر معان ست ہنوز
 بمنزل چو فرستاد غزل فرخندہ
 تا چہا کرد کہ مسکین بہ فغان ست ہنوز

ل بیابنوز من افسانہ دل (۲۶) بچش یک جبرہ از خنجانہ دل

دل من اے کہ عرش و ابلال
بیارا از صفا کاشانہ دل
نگہدار احترام قلب ہو من
حریم کعبہ باشد خانہ دل
بہ راہ پیچ در پیچ صعوبات
بود ہادی من فرزانہ دل
شود آسان ہزاراں کار دشوار
بہ سعی ہمت مردانہ دل
بہفتہ تفسیر در جمع اعدا
ز پا مردی بے باکانہ دل
ہزاراں آتش حصار بدخواہ
بمیردیش یک خس خانہ دل
بسوزاند دل اعداے بد بخت
شرار و جوش آتش خانہ دل
دل من راز دان راز حقے است
ہمدان ست ایں دیوانہ دل

مزل چند چوں سنجری خوانی

بہ حسرت نالہ مستانہ دل

گرچہ من پیرو نحیف و ناتوان خستہ ام (۲۶)
فیض یا ہم از دبستان کمال سنجری
دل نشیں باشد و لے ہر مصرعہ بر جستہ ام
ہست افسوں رکلام شستہ و شالستہ ام
از گلستان مضامینم شود تازہ مشام
بار عصیاں بر سرست و قلب بریاں در بغل
یا آئی رحم فرما برو وجود خستہ ام
از تہی دستی نباشد شکوہ ہر گز مرا

نقش مزل بہ بازو از ارادت بستہ ام

شمار شوق ندانم حساب راچہ کنم (۲۸)
بوقت ہجرت تو عہد شباب راچہ کنم
دماغ بحث ندارم کتاب راچہ کنم
بروز وصل ندانم حجاب راچہ کنم
بتاب روئے نکو آفتاب راچہ کنم
ہوئے سنبیل مو خود گلاب راچہ کنم

لے "قلب المومن عرش اللہ (حدیث نبوی) مرتب

لے مراد حضرت حسرت شروانی مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں الملقب بہ نواب صدر یار جنگ مرتب

چشم

فغاں کہ جان دلم سوخت عشق عشوہ گزشت
بمہر و قہر تو کارم فدا دہ است دگر
مرا خلوص بہ سپیر فغاں بود ز قدیم
مراد من بلبل لعل دور دندان است
عمل بگشت نہ ناصح تو اں نمود اما
بعد ہزار مشقت تو اں رسید بدست
از این پیش خرد و خورد و خواب راچہ کنم
ثواب راچہ کنم یا عذاب راچہ کنم
جناب شیخ مشیت مآب راچہ کنم
بگو کہ بستہ دور خوشاب راچہ کنم
پیدن دل خانہ خراب راچہ کنم
نقاب راچہ کنم سد باب راچہ کنم
نزل چو حضرت حسرت نمی توانم گفت

من صلا ہو پس انتخاب راچہ کنم

تیغ ابرو بر من مسکین نباید آفتن
آرمیدن می نخواہم من بجات انعم
شدہ کہیتم نگاہ سینہ نگاہ عقل و ہوش دہک
ئی توانم ساختن باز ہر مار و پیش خار
بار قیام ہر روز ز با جیبیاں ہرجو
عشق اگر خواہی بر ریاض مذلت غوطہ زن
بستہ ہجون من را خوش بود نواختن
بس ہی خواہم کہ اندر کسے تو سر باختن
دور منزل کا مشکل تین نہ تو اں ہاقتن
بار قی زشت خود اللہ تو اں ساختن
کار ہر کس نیست آرمے آدمی بشناختن
ور نہ کے زید کہ خود را در بلا انداختن

اے مر قتل یانی چوں در حریم کوی دوست

بایدت از عقل و ہنگ و ہوش دل برداختن

بیا

بتاریخ ۱۳ شہر در راہ علی گڑھ از ست

بتاریخ دہم مئی ۱۹۰۱ء یوم عروسی خاکسار بمقام ڈھولانہ محمد احمد سعید خاں صاحب
رئیس دادوں کہ ذوق صوفیانہ و عقیدت بحضرات چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم دارند طرح ذیل
بایں حقیر وادہ فرمائش کہ دند کہ اگر چہ سہ دریں گفتہ شود خوب است۔ جرات کردم و

پا از اندازہ بیرون نهادم متوکلا علی فضل اللہ العظیم۔

حضرت واقف لاپوری فرماید

صد غنچه بشکفت الادل من اے وادل من صد وادل من
عرض مشور

از دست جان رسوا دل من (۳۳) غارت دل من یجادل من

چیربے که چیم یا هم درین دل دنیا دل من عقبه دل من

از خوشین رست بادوست پیوست زیرک دل من دانا دل من

از تار زلفش ز تار بسته هندو دل من ترسا دل من

در بحر عشق در باغ تنفس لولو دل من لاله دل من

بر روی و موئے آن شاه خویا والہ دل من شیدا دل من

یا قوت و گوهر باشد بهر سو معدن دل من دریا دل من

گر آرزوے وصل تو دارد هرگز نلاید یحیا دل من

از بهر جور و ظلم تو باشد ملجادل من ماوا دل من

اندر شعاع شمس جمالت صد رنگ آرد حر با دل من

وقت نظاره تاسیر بنیم یارب پماند بر جا دل من

بهر نثار پاے محمد اے کاش بودے صد با دل من

یارب دم نزع بر مدح احمد باشوق باشد گو یا دل من

یک باغنی دادے یک به سنجر گر کاش بودے جزا دل من

ساعت دل من مینا دل من ساغر دل من مینا دل من

بامریغ بسمل مانا دل من بامریغ بسمل مانا دل من

مزل آخرت چند باشد بایاس و حماں پویا دل من

در مدح احمد گو یا دل من
یارب که باشد اندر که نزع

این مطلع از مطلع واقف لاپوری است

بسیار خوب

بسیار خوب

ناله

این دل بیچاره روزی منتحن خواهد شدن ^(۳۱) از گداز ناله شیخ انجمن خواهد شدن
 اے دل بهیوده لب عایت ز تن خواهد شدن جسمت اندر گوارا خرم تر تن خواهد شدن
 گریه بیری در بیا باں رسته از قید وطن بارک الله فارغ از بار کین خواهد شدن
 در بیا باں با صبا به دوش گیر خاک تو بے نیاز از غم های گوارا خواهد شدن
 فخر بهیوده کن بر زور بازو س قوی این تن بالیدان رفته کن خواهد شدن
 مرگ باشد ناگزیر از دست غم آزاد شو خاکما بر فرق شیخ و برین خواهد شدن
 تابکے باشی بفکر اطلس و دیبا و خز فکر روزی کن که خاکت پیرن خواهد شدن

برون

اے منزل نصبت دنیا نباشد خرف

هر تفریح گاه تو بیت الحزن خواهد شدن

از این رومی کشم آه رسا آهسته آهسته ^(۳۲) نگار من شود تا آشنا آهسته آهسته
 پیای ده لباب ده بمن ساقی ز جام می که فصل گل بجام ست صبا آهسته آهسته
 جوان شتم کن از شغل و منعم که لے و عظم به پیری می توان شد پیرا آهسته آهسته
 بگو بے یار شوقم می برد پویا بعد غمت ادب گوید الا بگزارد پا آهسته آهسته
 خدارا زود آرید آن مسیحا دم طبعم را که جانم می شود از تن جدا آهسته آهسته
 بت سنگین دلم تیر نظر از ترکش مرگای کند بر لبم جانم را با آهسته آهسته
 ز نفرت شوخ من بگزشت غبت را میباید بفضل الله یا بجم مدعا آهسته آهسته
 گئے پیر و چو چکان باز و برق انداز و صحرا گئے در گستا با دل را آهسته آهسته

منزل وقت فرصت گاه گاه به شرمی گوید
 ترقی می کند فکر رسا آهسته آهسته

ملاحظه فرمایید
نسخه خطی

ملاحظه این غزل را گاه گاه به نوا صیاح صوم و غنور برابر با بنی دق و هم نشینان با شوق می خواند بطوریکه آواز خود را
 آهسته آهسته و جسم را در ناله می نمود و مطلق سخن را بعد از چ می افزود

حرف

غزل کہ بر طرح مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب حسرت گفتہ شدہ
 اے قد تو رشکِ سر و کشمیری (۳۳) سنبھل از زلفت بخوید برتری
 اے جنتِ ماہِ ابرویت ہلال عارضِ تو رشکِ شمعِ خاوری
 بوسہ خواہم ز نقشِ پاے تو گر نصیبِ من نماید یاوری
 صد ہزاراں عشوہ دارِ شمعِ من یک نباشد زان کہ کیشِ کافری
 اتخوانِ من ازیں خواہد گذشت شورشِ عشق نباشد سرسری
 زاہد از پیری ندارد تابِ عشق عصمتِ بی بی است از بے چادری
 عشق جاں بخشِ ست چوں آبِ حیات اے سکندرِ تاکِ چلے می بری
 کیشِ دآئینے نداند عشقِ دوست نہ موحد باشد و نہ ینچری
 آں پریشاں می کند ایں جاں دہ شورِ عشق خوش ز شورِ محشری
 موسے بہرِ جنونِ خاص نیست نزدش کیسانِ ست چوں جنوری
 شعر گفتن گوہرِ جاں سفتن ست ایں نہ تجارتی است ز آہنگری
 سخت حیرانم من از اشغالِ خود کہ ز مینداری کنم یا شاعری
 من نمی دانم عروض و قافیہ شعری گویم بہ از شکر تری
 نظم من فہم نہ ہر شوریدہ سر قدر گوہرِ خوب داند جوہری

ایں غزل از حکم حسرت گفتہ ام
 لے مزمل کو مفر از چاکری

لاخطہ
 سنجہ پرنی

پہچو مولانا غلام فاضل

لے آغاے موصوف ہر شعرایں غزل را ص فرمود خدا داند کہ باعسندل طحی چہ معاملہ کرد بظاہر
 الفضل للمتقدم - مرتب

قصیدہ

نہذا برکتی ہاں بکشتی رسا صد قندار

نیر

(۱) می سزد امروز گرسر بر فرازم تاسما
 نہ سیدار خود را شمارم کامگار و کامیاب
 فی المثل خود را اگر گویم کہ من شاعر شدم
 زانکہ دارے خصائل کردہ تا من مرحمت
 حضرت عبدالغنی خاں فاضل عالی مقام
 اوتنا و فیض بخش و فیض بخش مہرباں
 بر کمال او کمال علم او باشد دلیل
 ذات پاکش را تا کس کے سزد از چوں من
 مختصر امروز آن حضرت کلام خویش را
 جو شش حسانت بجان نا تو اتم در گرفت
 فی البدیہ شعر ہائے چند را آراستم
 پیش استادان غلط گفتن بے فخر من ست
 کار ہا بسیار و وقت تنگ و جان بے ہنر
 بادعائے خواجہ گوش و گوش کن الامام قدس
 رحمت حق باد بر خواجہ جہاں اندر جہاں

زیدار خود را شمارم کامگار و کامیاب

من بہ شغل و صف او باشم ہمیشہ تر زباں
 او بہ شغل شکر حق باشد زت سلیم و رضا

(۲) مرجا اے ہم نشین بادہ پیما مرجا
 شاد باش و خوش نشین و بادہ پیما و مبہم
 الصلوات اے مہ جبین مہر پیما الصلوات
 ساز بر کن نغمہ سر کن بر تر تم لب کشت

دست خود بهر دعا بعد ثنا بفرزد و باں ^۱ ق از زبان خویش گویاشو که یارب العلام
 انی عبدک ظلوم انت غفار الذنوب ۱ فیک توفیق الیک الخیر منک الیقین
 کن باحسان و انعام و من بعد فضل ۲ لا تکن بالقهر من عبدک محمد ارضا
 امتکن فی قلبنا حب النبی الهاشمی ۳ اختتم بالخیر و الرضوان فی حین القضا
 اشتعل فی قلوبنا من نور وجه لمصطفی
 اجرنا خیراً بوعدهم انت تقضی بالجذا

(۳)
 نسیم عیش می وزد پس از صد انتظار با ^۱ الا که دور غم گزشت و دقت انتشار با
 خروش و جوش و باغ و هو کنند می گسار با ^۲ سرور و وجد و خرمی نصیب پوشیار با
 غرض که وقف عشرت ست شهر با و دار با
 نه شهر با که دهر با نه دار با دیا را با
 ز هر طرف که بگذری صدای نغمه بشنوی ^۳ به هر مکان که بگری نگار خانه بشمری
 چمن بصورت پری سخن بشان دلبری ^۴ بسر کلاه قادری به بر قبا بختری
 ساده سر و کسری بطرف جویبار با
 چمن ببل به یک طرف به دشت و کو ساری ^۵ ز کار باغیاں گزر به صنع کرد گاری
 به هر شجره هزار گل به هر گل هزارین ^۶ هزار راز و چش عشق مست و بیقرارین
 چگونه رقص می کند بفرق شاخسار با

صلی حضرت آغا شاعره گانه نشان زده را من فرمود "تلك عشرة كاملة" و چار گانه آخر را
 بسیار خوب نگاهت "منها اربعة حرم" مرتب

ہواے دشتِ عنبریں فضائے کوہِ دل نشیں بساطِ سبزہ برزیں خنک چو فردِ رشیں
 ریحِ زمیں زمردیں حریرِ چین بساطِ این نگار و نقشِ برجیں زلسترن زیا سین
 خوش از ہزار باغِ خلد طرفِ مرغزار ہا

مے کہ غم برد ز دل ز سر برد خمار ہا
 بہن ہزار حیف اگر دینِ زمانِ خوب تر بدمح یارِ نامور ز کانِ طبعِ پیر ہنر
 نثار ہا نیاورم ز شعر ہائے چوں گہر بہائے شعر ہائے من خراجِ چین کا شجر
 ہزار چین و کا شجر نثارِ فرقِ یار ہا

ازیں چہ خوش نصیبِ من کہ یارِ من جلیبِ من غزنیہ من قریبِ من ادیبِ من اریبِ من
 بہ درد و غمِ طبیبِ من پناہم از رقیبِ من ز دشمنانِ حبیبِ من بہ دوستانِ لبیبِ من
 سزا ست بر بختش مرا صد افتخار ہا

فقط مرا نہ فخر ہا ست بر نیازِ مندیش زبا نہ فخر می کند بہ بخت و ارجمندیش
 سر بلند و بارگاہِ نگوں بہ سر بلندیش منظم ست عالمے ز عدل و حق پسندیش عقل

ز ملک ہند تا دکن ہزار جاں نثار ہا
 خطابِ صدر یارِ جنگِ لیر و چیرہ چوں پلنگ بہ جہر و جنگِ چیں ہنگ بہ کار نہ ہی پشتک
 امیر ذی شعور و ہنگِ میس باوقار و ہنگ ز علم تو زمانہ دنگ دی بذیلِ کعبہ چنگ
 زندوہ و زکاتِ نفس ز شکر است بار ہا

منم برادرِ ہمیں معترفِ تو ادا لیں چکد ز کلکم انگبین مہج تو زان و این
 تو بہ مہر من کنی یقینِ جز قفلِ ست نہ آفریں چہ بود مصیبتِ بیش ازین منم از تغافلِ تو عین
 کہ بہ یار ہا بدیار ہا نہ کنند ایں ہمہ کار ہا در سیرتِ سید ہا

ت خواجه سرہار کورٹ بلکہ هست
 عالم و فاضل و ادیب و عقل
 ہمہ ارکان کالج اند نجوم
 صاحب عزم و سلطنت اقبال
 خوبصورت خلیق و خوش اطوار
 ایں نہ گوید مگر ہماں کہ کند
 انچہ گفتہ دریں مبالغہ نیست
 آمد و لطف کرد بر کالج
 کرد اصغارے عرض حال زما
 الغرض گفت و گو تمام شدہ هست
 کیسہ رند قوم خالی بود
 ہاں بگویم دعاے دولت شاہ
 تاجمان ست شاہ ما ماند
 لطف شہ باد بہر گور نہ ما
 کہ بفضل خدا گور نہ هست
 بر سر اہل علم افسرہ هست
 پیٹرن ہیجو ماہ انورہ هست
 ہر کجاہست او موقرہ هست
 دولتش رام و نجت یاد رہست
 بکند آنکہ خوب و خوشترہ هست
 سخنم نزد عقل باورہ هست
 دلِ سلامیاں مسخرہ هست
 گفتہ است انچہ خوب خوشترہ هست
 شکر نعمت ہنوز مضمرہ هست
 از عطاے تو محو بساغرہ هست
 جارج نجم کہ بندہ پرورہ هست
 آنکہ بر جبر و بر مظفرہ هست
 ایں دعا از منزل اکثرہ هست
 ہیج دانی کہ کیت مرقل
 پیش سرکار و قوم چاکرہ هست

لے آخرین لکھٹ گورنران داؤلین گورنران صوبجات متحدہ آگرہ داودہ کہ دوبارہ گورنری ایں صوبجات
 دوبارہ گورنری برہما فائز شد مرتب لے ایم لے او کالج علی گڑھ مرتب

آصفی آنکہ در ولایت شعر
 نام نامیش عبد جبار است
 آنکہ در این زمان تاریکی
 آنکہ در این زمان بے ہنری
 آنکہ در این زمان بے خبری
 آنکہ در این زمان بے علمی
 آنکہ در این زمان گمراہی
 آنکہ نظمیں نظام را محبوب
 در بلاد علوم و کبر فنون
 شعر غراش سکے بر زر نظم
 سخن نسخہ شفاے صدور
 برسد بر لطافت سخنش
 شہرہ اش از شمال تا جنوب
 رام پورست مولد و وطنش
 بہ منزل کہ از خزینہ علم
 بفرستاد گنج تصنیفات
 نشر او خوب نظم خوب ترست

حکمران ست و مقتدی باشد
 منکسر بندہ خدا باشد
 دیدہ علم را ضیا باشد
 ادب آموز اذکیا باشد
 واقع را ز ماسوا باشد
 عالم شرع مصطفیٰ باشد
 سالک مسلک رضا باشد
 نشر مقبول پادشا باشد
 رہنما ہست و نا خدا باشد
 طبع و الاش نکتہ ترا باشد
 علت جمل را دوا باشد
 ہر کہ زیر فن آشنا باشد
 ہر کجا باشد آں بجایا باشد
 حیدر آباد متکا باشد
 مفلس محض و بے نوا باشد
 طرفہ گنجی کہ بے بہا باشد
 خرد افروز و جاں فزا باشد

لفظ او از معانی روشن
بیت او از شکوه افش
قره نثر او فصیح و بلیغ
این هم از فیض او بود که مرا
شکر واجب بود بدمه من
گفته ام زود زود این اشعار
اے هنرمند گزین طول کلام
لطف شاه دکن بفضل اله
هر مرادے که هست در دل تو
نارسیده به لب روا باشد

حشر تو باد بار رسول کریم
بر تو انعام کبیر یا باشد

بسمه تعالی شانده

(در تینت سال نو ۱۹۱۹ء)

سال نو آمده - بسیار مبارک باشد (۶)
به رعایا و به سرکار مبارک باشد
به شهنشاه فلک جاه سلیمان رگه
نصرت ایزد غفار مبارک باشد
فتح و رسائی افواج دلیر شاه
صلح این سال منور مبارک باشد
به امیر خرد آگاه جناب میرکس
دولت طالع بیدار مبارک باشد
پیشش با ذرا انعام خدا مال مال
علم و دانائی و آثار مبارک باشد

به هنرمند بود از میرس ذی رتبه کرم

خواجہ را رحمت داد مبارک باشد

که جنگ بنام صلح نام دارد
با قشام آمد
۱۹۱۹ء

مربی
گوشت آفت نوبت اکیط از ترتیب و تدوین است - فارسی همی داشت - مرثی

له سر ولیم میرس که زمانه دلی گره کلک بود - بعد از ان براتب جلیله مختلفه فائز شد و بعد از گورزی آسام گورز صوبجات ماست

بسم الله المقيت والمعبد تبارك وتعالى شأنه

(۷)

سال نو آمد و این سال مبارک باشد	بهمه وقت و بهر حال مبارک باشد
به شهنشاه جهان بخت جوان دولت سال	شوکت و حشمت اجلال مبارک باشد
فتح مروانه افواج شهنشاه به یار	صلح فرزانه امسال مبارک باشد
عزت و دولت اسودگی و امن امان	به رعایا و به عمال مبارک باشد
به بهمن که بود ملین ثانی به علوم	فصل و ادار و الافعال مبارک باشد
طالعش رو به ترقی بود و بخت به کام	نعمت صحت احوال مبارک باشد
خوشی و خورشی و شادی و آبادی و عیش	بیش زامانی و آمان مبارک باشد
ذوق و شوق سخن پارسیش میمون باد	هم به آغای خوش اشغال مبارک باشد

به منزل بود الطاف بهمن شایان
خواجهر را دولت اقبال مبارک باشد

۹۱۸
ابتدای ۲۵ دسمبر ۱۹۱۸ء اتمام ۲۵ دسمبر

بسم الله الرحمن الرحيم

قصیده که از غایت خلوص و محبت بهرج و دست یک رنگ و محب با فروز فرنگ
چودھری محمد حمید اللہ خاں صاحب رئیس سہا و ر ضلع ایہ گفتہ شد از تاریخ

۱۷ مراد از جنگ عظیم ۱۹۱۴-۱۸ء مرتب ۱۸ مراد از صلح وارسای ۱۹۱۹ء مرتب
۱۹ در علی گڑھ جنٹ مجسٹریٹ بود۔ بغاوسی ذوق دافرمی داشت مرتب

۲۸ مئی ۱۹۱۰ء وقت سے پہر شروع کردہ بتایں ۲۷ جون ۱۹۱۰ء وقت

شہد
دریں عالم زلزلے کے گھبراہٹ
میں تھیں

سہ پہر تمام کردہ شد (۸)
منزل را بجز حسرت کسے گھر میں باشد
تعالیٰ شانہ الباری چہ نام ست این کہ جانم را
مرا خست بر بدش کہ فخر و دمان ست او
چہ گویم از صفات ذات والا لیت کہ البتہ
مگر فرض ست بر من شکر احسان و لائے او
ز تو صیفش چہا گویم چہ نتوانم چہا گویم
زمانہ طرز و آئین نوی بست ست و معذورم
روم بر عقبہ والا بخوانم چاہم غمرا
ز کوس مدح او آواز بر خیزد چہ برگردد
بہ شوق مدح و تعریفش ز حسن اعتقاد من
کنم انشا دتا زہ مطلعے در شان ممدوحے
الامدوح من رباغ خوبی باغبان باشد
بہ میدان و غابیل دماں شیر زیاں باشد

بہ بنم دوستانش نیک دل بانی چو یعقوبے
بہ پیش ذکر رایش راے افلاطون نجل گردد
بہ صبر ایوب باشد موسیٰ معجز نشان باشد
بگاہ وصف جایش جاہ افریدیں گماں باشد

۱۰ نقل فقہ تحریر ممدوح :

”جو کچھ آں جناب نے تحریر فرمایا وہ آنجناب کی شایان شان تھا ورنہ میرے حساب تو فی الواقع اس طرح پر ہو کہ ۵

دریں عالم منزل را کسے گھر مدح خواں باشد

نگوں بخت و زبوں دولت حمید بے نشان باشد“

(تحریر ۳۱ جون ۱۹۲۶ء - پرچہ تراشیدہ از خط چودھری محمد حمید اللہ خاں صاحب ممدوح - منزل اللہ - ۲ جولائی ۱۹۲۶ء)

بهنگام گنجش بوقت مسند آرائی
 یلے چوں ستم و گریے چو گیو و مرد چوں گمن
 بهشت زین چو بنشیند فروغ از برق بر چنید
 بفر و حشمت و شوکت بظفرل هم کاب آید
 اگر گیرد بهنگام ستیزه تیغ برق افکن
 بگاه بزم جمشیدی فروزاں همچو خورشیدی
 بر آئے اجتماع قوم که مندیل گردانند
 مبارک منزلش باشد بهر یک بخت و اثر و نی
 مکان او جهان او جهان او مکان او
 چو فردوسی سخن پرور چو سعدی زبان او
 اگر سقراط و بقراط است و گر لقمان بن مقفع
 ز حاتم در سخا و اولی ز نعمان در کرم اعلی
 تو بے مثل و دیکتائی تو بے مانند و یمتائی
 مرا عمریست تا مهر تو مهر جان و دل دارم
 شدم سی سال دشمن بالا که جز مهرت نیم کالا
 ز آیت که هر دو طفلها بودیم تا اینک
 محبتها و الفتها و صحبتها بفرصتها
 مرا باست نسبتها چه نسبت نسبت ادنی
 تو گراز پاریسی و تازی آخر بهره و گشتی
 تو وقت دشتی دوتی به علم حرف انگریزی
 تو گاه که نظم می گفتی چو می گفتی گشتی

چو بحر استین و آسمانش آستان باشد
 و لیکن این عیاں آن استان پاستان باشد
 گاهه نخبه چوین بهرام در دشت سناس باشد
 بچو و دولت و ثروت ببحر هم غناس باشد
 بدشمن نارسیده سینه اش از غم پتیاں باشد
 بهتخت بخت دولت اردو شیر با بکاس باشد
 تعال الله که مندلش درفش کاویاں باشد
 بر آئے ستم دیده بلے دار الاماں باشد
 عجب عالی مکان باشد سلیمان زماں باشد
 چو قاتانی و خسرو ماہر و شیریں بیاں باشد
 بوقت ذکر ریش حله راعقه اللسان باشد
 نصیبش از همه بالا که او را میسماں باشد
 چو از وصف سخن را غم چه بهمان فلاں باشد
 مرا قرنه ست تا ذکر تو ام و در زبان باشد
 برین کالدلم شیدا مرا خورسند جاں باشد
 من یزداں که حجت راحت روح رواں باشد
 میان ما همی رفتی که ذکرش دلساں باشد
 که ذکر برخه از آنها طراز دستان باشد
 الموش خوان استادان مرا هم قوت جاں باشد
 مرا هم خوب تر شوقه بانگریزی زبان باشد
 زمین امروز بیکم پور رشک اصفهاں باشد

تو مرد قادر اندازی به بزم صید متمنازی
 ترا محبوب باشد گر حبیب آں صدر دانشور
 ترا پیر طریقت بود پیر و مرشد بر حق
 بحمد الله که ای سنی و حنفی نقشبندی را
 مرا یک نسبت تازه بدست افتاد و خوش آمد
 ز نسبتها که من گفتم مجازاً با تو پیوستم
 فقط این قدر می دانم تو دانا بنده نادانم
 تو گر خورشید سیمای منم چون ذرات شیدا
 هما، میرا، خرد مندا، جوانا، بخت بیدارا
 قدم رنج کن و اینجا بیا و لطف بر من کن
 بقول شیخ شیرازی شود دهقان زین اضی
 مزمل تا کجا حسرت غنیمت می شمر فرصت
 الهی عزت و اقبال دولت را قرب باشی
 خدا یا دولت اموال دنیا بخش و بخشش
 خداوند اگر امت کن با و پوری که چون یوسف
 الا در سایه بال و پر روح الامین باشی
 فلاح هر دو عالم با تو و بردوستان تو
 مرا هم نیک می دانی بفروست شغل آں باشد
 مرا هم با همه حسرت نیازش بکراں باشد
 که روح پاک لایش بگلگشت جنان باشد
 از آن حضرت زبعت نقش ایمانی بجای باشد
 که ایام از آن نسبت بسوی دهنوئان باشد
 خداوند که اگر جزای حقیقت در میان باشد
 باقلیمی که شایهی تو گذار این خسته جان باشد
 گرش خورشید بنواز و فروغ خاک راں باشد
 هر مثل عرصه که دارد اگر اصغای آں باشد
 که دهقان آبرو دارد چو شاهش میماں باشد
 کند با خور هم انبازی مگر شه بهیمان باشد
 خیال مقدس راحت عالیش بر زبان باشد
 ز ماه و مهر برج طالع را اقراراں باشد
 عطا اولاد صالح کن دل او شاد ماں باشد
 چراغ خانداں سعد نور الله خاں باشد
 نگهبان خدا ماند ز حسادت اماں باشد
 پشیمانی و حیرانی نصیب دشمنان باشد

به دنیا کامراں باشی به عقی شاد ماں باشی
 ضیاء ملت بهیض دلیل کارواں باشد

۱۰ مولوی حبیب الرحمن خاں شروانی نواب صدر یار جنگ مرتب ۱۰ کنایه بلغ بلغ به تخلص حسرت شروانی (م)
 ۱۱ حضرت شاه عبدالغفور خاں علیه الرحمة شاه جهان پوری مرتب ۱۱ مامح و ممدوح هر دو را در موضع و هولوئ صلیح
 ایضا قرابت صریح بود و زنان هر دو از یک پدر و مادر بودند مرتب ۱۱ پدر ممدوح - نور الله مرقدہ سال
 فوت اوست مرتب ۱۰

پیام برق ز نواب نامدار آمد
 بہ رام پور کہ دار السور بہت بیا
 ازین خبر بہ تن خستہ ام تو اں برسید
 ز جاے جتم و بر خاتم دواں گشتم
 ہجوم کار کہ زنجیر پائے آزادی ہست
 گستہ بند علایق ز فرق ساختہ پا
 ملاذ عالم و محمود خلق حامد علی
 بلے تو شاہ جہاں صاحب قران اسی
 عمارتش ہمہ کہنہ بنائے تو ہمہ نو
 تبارک اللہ ز نظم و ز نسق مملکت
 بہ رائے و علم و عمل حسن صورت و سیرت
 ہر مملکت ادب آموز و قدیر خود شناس
 دعا و نلیفہ کن و عذر عجز خود می خواہ
 عطائے حضرت مٹان بر تو بے پایاں
 رسول از تو بود راضی و معین تو باد

کہ تم مزمحل و غافل مشیں بہار آمد
 ترا حضرت ماصدق بے شمار آمد
 بجان مضطرب من زیں خبر قرار آمد
 زباں بہ کلمہ لبتیک در نثار آمد
 پیہم گرفت و مرا مانع از فرار آمد
 دواں رسیدم و بردگمش قرار آمد
 کہ میر و سید و سردار کا مگار آمد
 گواہ دعویم این حصن استوار آمد
 شناس قصہ و وصف تو آشکار آمد
 رعیت ہمہ منقاد و جاں نثار آمد
 کسے مشیل و نظیرت نہ زینہار آمد
 کجاست حوصلہ مدح شہر یار آمد
 اجابت از در حق بہر انتظار آمد
 چناں کہ بذل تو بر خلق بے شمار آمد
 کہ حب آل محمد ترا شعار آمد

ہمیشہ قلب ہوا خواہ تو بود امن

گلوے دشمن تو زیر ذوالفقار آمد

دوی شب در حکیم پور و قدرے در اثنائے راہ رام پور و باقی در رام پور جملہ

لے مراد از ہر نامی نس نواب حامد علی خاں بہادر والی رام پور مرتب

بست و چار ساعت جتہ جتہ موزوں کردم - ۱۳ اپریل ۱۹۱۶ء مہمان خانہ
رام پور پنج شنبہ -

(۱۰)

رسید مژدہ کہ گل سوئے گلستان آمد	بہار آمد و گلزار گل فشاں آمد
ہوا لطیف و لطیف ست و غبار فشاں	نوا کے طبل و قمری زربوستان آمد
بہ ہر کجا کہ روی شادی بہت فرج و سرو	نویں خیر قدیم ز ہر مکان آمد
ز بس کہ شکر خداوردہ مرزاں شدہ است	صدای نغم عبادی ز آسمان آمد
دریں میانہ ز ہاتف سبب پر سیم	نہا رسید کہ احمد سعید خاں آمد
سمی احمد مرسل سعید روز ازل	خطاب خان ز میراث لال خاں آمد
تورا چو توی و از نسل شیر مردانی	بفوج شاہ ترا رتبہ کیستیاں آمد
تبارک اللہ کہ ہستی تو حافظ قرآن	محافظ تو خداوند دو جہاں آمد
چھتاری است بہ نوابی تو فخر کنان	کہ چوں تو حضرت عالیش مرزاں آمد
منطری و پسش ہوم مہری ہر دو	برائے ما ہمہ صد گونہ امتناں آمد
ز کے سی ایس آئی و کے سی آئی	ز ایم بی ای خطابات شایگان آمد
گوریزی بہ تو بخشید جارج پنجم ما	شہنشاہ کہ بر آفاق حکماں آمد
و گزرت ملک گزرت ملک ملک ما	ز تو تفاخر و اعزاز ہندیاں آمد
جمال جاہ جلال از جبین تو پیدا	ز حسن خلق تو در دہر داستان آمد

تو شکر نثار خاں
تو شکر نثار خاں

لے ہو قے ورد و نواب حافظ احمد سعید خاں صاحب رئیس چھتاری دہلی گڑھ من حیث گورنر صوبہ

متحدہ آگرہ و اودھ مرتب

به بند و به مسلمان خلوص تو یکساں
 تر سادگی لباس و به سادگی مزاج
 ترا ز اچکن و پا جامه و به سرتربان
 بجاست فخر علی گر طره که میزبان تو هست
 هزار شکر که اولاد تو بفضل خدا
 نعوذ بالله ز کذب و تملق و افراط
 دعا گویم خستم کلام می خواهم
 تو زنده باشی خرسند شاد ماں باشی
 به نفع خلق بکوشی و مهرباں باشی
 به شکر نعمت حق کوشی و بخدمت خلق
 چنان بزی که ز جود تو خلق آساید
 به حج کعبه روی و زیارت طیبه

بزرگ

در باب محرابی خانم و همسرش

بورد سوره مزمل اردعا بکنی
 ز استجب لکم الله اقتران آمد

بسمه تعالی شانہ

منور فلک تا به انجم بود ^(۱۱)
 به فرق هوا خواه او تاج فخر
 نصیب عدو بوریا و پلاس
 به لکش همیشه سکون و قرار
 به بحر و به پر لشکرش فتح یاب
 شهنشاه ما جارج نجسم بود
 سر دشمن از دوش او گم بود
 بر دست سنجاب و قائم بود
 به اقلیم دشمن تلاطم بود
 به افواج دشمن تصادم بود

بود قہر بر عسکرِ خصم او از ایزد بہ فوجش ترحم بود
 چو جولاں کند اسپ شد در مصاف سرِ خصم پا مالِ ہر دم بود
 بود خادمِ شاہِ ما عز و جاہ غلامش نشاط و تنعم بود
 منزلِ قتل مدحش بگوید بسے
 ز نظمش جہاں پُر ترحم بود

بسمہ تعالیٰ شانہ

(بموقع تشریف آوری ہذا کیلنسی لارڈ کرزن و سیراے و گورنر جنرل ہند
 در مدرستہ العلوم علی گڑھ)

و جبذاے طالع بیدار قوم حق گزار (۱۲) مر جباے کوکب اسلامیان باوقار
 اے خوشا وقت علی گڑھ اے مبارک مدد اے نہتے قیمت کہ گشتیم ز نیساں کامگار
 از چہ بر ما آسمان اینک در راحت کشود از چہ مست شادی آیتیم از صفار و از کبار
 چیت تا عیش ابد مار نماید ہر طرف چیت تا دارد دل ما شادمانی بے شمار
 تا چہ باشد باعثِ ایں ہجرت و جد و سرور از چہ ہر مرد مسلمان ست باعثِ شرت و دوچار
 ماکہ بود یتیم یکسر و غم شہ خستہ حال ماکہ بود یتیم یکرہ سینہ کوب و دل فگار
 ماکہ مے بودیم از دستِ زمانہ در تعب ماکہ از جورِ فلک داریم رنج بے شمار
 از وفاتِ خسرو عالی گھر و کٹوریہ ہر یکے را سینہ بریاں بود و چشمانِ شکار
 در خپں و قتے پے تسکینِ خاطر ہائے ما از فلک آمد ملک گویا بغضِ کردگار
 لاجرم بایشیندن تاکہ ما چوناں ہمہ سر بسر شادی شدہ آیتیم دہمہ فرخندہ کار
 در ہمہ تخیلِ بودم گفت ناگہ ہائے پنبہ غفلت ز گوشِ خوشنیتن آخر بردار

ہاں مگر نشیندہ کا مروز از فیض قدوم
 جارج نیشنل لارڈ کرزن بیرن آف کیڈیٹن
 پی سی جی ایم ایس آئی جی ایم آئی ای
 آسمانِ مکرمت صدرِ جہانِ معدلت
 ماہرِ علم و ہنر دانا میسر دادگر
 ہم بہ پارلیمنٹ لندن پالیسیست مستند
 تجربہ باتے خوب آوردہ فراہم از سفر
 حالیا بر نظم ملک ہند باشند مستند
 وصفہ مالیش را اگر خواہم کہ آرم دریاں
 مختصر گویم کہ ذاتِ پاکِ آس عالی گھر
 الغرض از راہِ لطف و مہر و شفاق و دوا
 آمدہ از صید گاہِ شتر نہ شیراں با مراد
 اے فلکِ رگاہ۔ از نطقِ فیضِ آس جناب
 اے کہ وقتِ ماہمہ خوش کردی از لطفِ بیا
 گر اجازت باشد اے صدرِ جوادِ محترم

حضرت ایدور و ہنقم بادشاہ تاجدار

مالکِ تخت و تکیں آں شہر یابہ نامدار

داور دارا مناقب خسرو جم مرتبت
 پیش او از چاکرے کمتر بود افراسیاب
 یورپ و ہم ایشیا امریکہ و افریقیا
 کیست مثل او بجا مکش بوداں گوئے ملک
 امپراطورِ معظم قیصرِ حشمت مدار
 نزد او از نوکرے احقر بود ہنقدیا
 تابع فرمانِ ایشانند آرے ہر چہ چار
 کیست چون او کش بود بر برج مسکون عتیا

میرما بخشیدہ مارا صد ہزاراں افتخار
 ولسیہ اے اندیا۔ آں داور دارا دثار
 زیں ہمہ القاب بالا تر در اعزاز و وقار
 بر زمینش دستِ قدرت بر زمانش احتیاء
 قاصحِ ظلم و ضرر ز بیامشیر مستشار
 ہم ہندوستان دار و حکمائیش اعتبار
 ویدہ کابل را و زابل را و تورانِ تنہا
 بہر تدبیراتِ ملکی جملہ و نقش و قف کار
 قصہ طولانی شود و انکہ نیاید در شمار
 مثل بدر فی الدجی و الشمس فی نصف النہار
 کالج مارا شرفِ بخشیدہ آں نصفت شعار
 می کند اینک دل شیرانِ اسلامی سکار
 جملگی گشتیم خورم چون گلستانِ رہبار
 بر تو و بر خاندانت رحمت پروردگار
 مطلعِ خواہم بہ مدحِ قیصرِ عالی تبار

شہرہ فوجِ ظفر جو جس بہ افلقا و چین
شاعری ایشیا ہر خند بدنام ست لیک
مدحتِ مدوح من از این ہمہ بالا نیست
بہتر آن باشد صومل از ثناء دم کشتی
یا الہی یا کریمی یا مجیب السائلین
نیر اقبال شاہنشاہ ماتا بندہ باد
نصرت و فتح و ظفر شدیز اورا ہمہ کاب
شاہ ما اید و روم اند کز زرش باشد وزیر
در دعال ہر دو نطق من بود گو ہر تار

توت بحریش باشد بر جانے آشکار
حاش شد! من نمی گویم سخن ہستوار
انچہ من گفتم کم از کم باشد و یک از ہزار
ختم سازی چاہم ات را بر دعال شہریار
استجب دعواتنا لا تلقنا فی الانتظار
دشمنش مخدول و منکوب و دلیس و خوار و زار
صحت و شادی و دولت باد و با او ہنگامہ

لا غنۃ فی ہذا
منجی

(۱۳)

بناز بلبل شید کہ نو بہار رسید
ز بسکہ سبزہ دمیدہ ہست در نشیب و فراز
قباے سبز بر کردہ شیاہانِ چین
بسانِ شاہد سر گرمِ قص و محفل
ز کثرتِ گلِ نسرس گماں بر دم کہ مگر
زدانہائے فراموش کردہ و ہتھاکہ

صبا بہ ہنیت گل ز کو بہار رسید
گمانِ کانِ زمرہ بہ سبزہ زار رسید
ز حلقہ ہائے بہشتی کہ بے شمار رسید
غزالِ مست خرمش ہر غزال رسید
فلک بہ صبحِ گلستاں ستارہ بار رسید
بہیں ہنر بلہا تا چہ کشت زار رسید

“I congratulate you on your successful poem; you are the poet of the day.”

[illegible]

(بظاہر این نظم ناقص است مرتب)

(از ہم اکثر بہ ہیکلم نو پر شروع کردہ شد)

مبارک باد بر سر ولیم میرس خطاب سر
 بہ میدانِ ترقی اپ اقبالش کند جولاں
 اگرچہ ذاتِ ادا ز خواہش القاب مستغنی است
 اگرچہ ذاتِ ادا ز نسبتِ پر اے شنائے کس
 ولیکن واجب آمد بر ہوا خواہانِ دیرینہ
 بہ منزلِ سر و شغیب گفتمہ از سرِ صحبت

(۱۴) ز کے سی آئی ای بادشہ عالم و فنی و فکری
 بہ شان و شوکت و اجلاں و جاہ و خشام و فر
 ولیکن قدر خدمت بادشاہاں ابو ذریور
 خصوصاً دعوتِ مداحی او از من کم تر
 بہ تبریکِ دعا افشا زدن از ملک زبان گوہر
 سنہ ہجری ۱۲۸۰ - میرس فی جاہ و نام و

۱۳۳۵

$$\begin{array}{r} 135 \\ 2 \\ \hline 270 \end{array}$$

درستایش و نیایش حضرت امیر ذی جاہ و شیر شرزہ بارگاہ نواب جلال آباد و
 معنی القاب سرایونی پیکر میکڈائل جی سی ایس آئی، سی آئی ای بی اے
 سی ایس ایفٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر ملک اودھ
 دام مجدد و اقبالہ العالی

گزرانیدہ کترین نیاز مندان ارادت کیش حضرت موصوف محمد فرمل اللہ خاں
 رئیس تعلیم پور ضلع علی گڑھ
 (از جون ۱۹۰۷ء شروع کردہ بہ اوّل ہفتہ جولائی سن مذکور تمام شد)

بنام نیرداں بخشائیدہ مہرباں

محبذا اے شاعرِ فرزانہ شیریں کلام (۱۵) مرجبا اے آسمانِ شعر را ماہِ تمام
 بارک اللہ بر خیالاتِ درست و نظمِ چست سعی تو مشکور شد اندر یہ پیش خاصِ عام
 خاص ازین بہتر چہ خواہی نابِ شایستہ عام ازین اکثر چہ جوئی شہرہ ات در حقِ بام
 جارج نیٹنل لارڈ گزن بیرن آف کیڈسٹن ق ولیرے انڈیا فرخندہ بخت و شاد کام
 در علی گڑھ چوں مبدح و اورِ عالی گہر چامہ خواندی تاجپاں بستود و کردت احترام
 کانگریس لیٹ یو فار یور سکینر فل پوئم پوٹ آف دی ڈئے ترا فرمود آں فخر کرام
 جوشِ فخر افگندہ در جامِ قبولِ آں جناب در دلِ من فوق و شوقِ شاعری را شد مقام

۱۵ در او افریدی سچی گزشتہ لفظ گورنر ممالک شمال و مغرب (حال صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ) بود۔ فتنہ آرد و
 ہندی زمیندار و کاشتکار در عہد او خاست و غبارِ عناد و در دل رعایا نشست و تخم فساد جا گرفت مرتب

نظمہائے خوب گفتم کس بہایک بحر و کاں
چوں مہارت دست داد از فیض نیرانی مرا
بادل خود گفتم لے دل لے کہ جان من توئی
مشورہ کن با ظہیر دیگر فتوے از حسد
قصہ از عشق گویم یا گلہ از بخت بد
یا نولسیم نوحہ بر حال زار قوم خویش
عقل دور اندیش من گفت لے ادیب کتہ سنج
ہاں مگر نشیدہ ضرب المثل از پاستاں
شکر احسان ہاں آخر غذا لے روح تست
کوش اندر مدحت صدر لے کہ اندر روزگار

مطلعی ترتیب کن شائستہ اندر مدحتش

داد گر صدر معظم نامور فخر انام

انیٹونی پیٹرک میکڈانل ذی احتشام
رادلفٹ گورنر قسمان کامیاب
فخر اسلاف گرامی عزت اخلاف قوم
داد یہ حجم مرتبت ماہ سپہر مکرمت
رعلم را سازد علم چوں حکم را با شد حکم
ہمچو تدبیرش بود تقدیر متقاد و مطیع
ملک متوسط بہ یاد اوست خرسند و شکوہ
در زمان لارڈ الیگن کونسل نازاں از و
در شمال مغربی و در او دھریں بیشتر

جی سی ایس آئی عالی قدر میرنیک نام
حضرت چیف کمشنر مہربان خاص عام
شیخ بزم کامیابی شمس چرخ نظام
آفتاب داد و دولت آسمان آفتخام
عقل را بند و عقال خرم را بخشہ حزام
در حضورش حشمت و اقبال کتراز غلام
اہل بنگالہ ثنا گویش با یقاز و منام
ہسٹری جنگ آفریدی ز منیٹ او بوام
جز بہ او کے حاکم و محکوم بود ایں گرام

کیست کو خائف نبودست از پیو با ملک
 کیست کو رادل نباشد ریش از آفات محط
 کیست کو بے علم باشد ز آنچه کردی از و گیر
 تا توجہ سوے پناہ سروسست شد بے دریغ
 ایچو کشین ار کشین لیجین سیٹمنٹ
 صیغہ مینو نسیل را آں چیاں آراستی
 از برای یادگار خسرو غفران پناه
 با وجود ایں همه اشغال و افکار کثیر
 دور با کردی پے فین کشین ہر طرف
 مختصر در عہد دولت مہد کردی کار ہا
 ملک آئر لینڈ را بر سلطنت احسانماست
 تو از اں دریائے فیض آما گرامی گوہری
 تو بہ ملک خویش داری فخر و ملک مابو
 بر رعایائے مسلمان فیض تو پوشیدہ نیست
 مستحقان را باستحقاق دادی بلکہ بیش
 ہر کر انصاف در جان ست گوید مثل من
 لطف بر ہندو رعایا کردہ از عدل و داد
 آشتی و صلح و شفقت شیوہ و آئین تست
 اے ہنر پرور خرد آگہ امیر نکتہ سنج
 حکم فرمودی کہ آموزند ہندی اہلکار
 غم کردم ہندی آموزم ہسان پارسی

کیست کو آگہ نباشد تا چہ کردی انتظام
 کیست کہ زمین رلیف تو ندارد التیام
 بر بہ پولیس تا شود مخلوق فائز بالمرام
 آن چیاں نظم و نسق دادی کہ شد پاک از ہوام
 در نظام جملہ ذات کرد نیکی و اہتمام
 کا ندر و از جہر و رشوت نیست مانا ہیچ نام
 جہد با کردی کہ ماند یادگار او مدام
 ان ایڈیشن ٹو اوڈ ڈیوٹی تہادی چند گام
 شش جہت تسخیر کردی بہر خرق و التیام
 بہر تالیف خواص و بہر تسکین عوام
 ق از بسے سیٹمین و خبر لان نیک نام
 اے کہ دست بحر عمال را بود قائم مقام
 فخر دار و ناز دارد دیشکر دار و السلام
 کالج قومی مامہ یون احسانت مدام
 کور نصرت باشد آں کس کو نماید اتہام
 خانہ اسلام در عہد تو شد دار السلام
 جاں بہندی در دمیدی لے مسیحایت امام
 با مسلمانان سلام و با ہندو داں رام رام
 لے کہ چون خورشید تا بفیض تو بہر ہر کام
 نقش حکمت جہت اندر سینہ من ارتسام
 تا شود چون شپتو دانگریزی و تازیماں رام

لا کورین و کوریا

مثل من لائل سٹین جیف باشد گر کند
 لیک استدعاے من اینت لے بحر کرم
 بہرہ خود ہندواں بردند و تو دادی بد
 داو را میرا خیرا خوب می دانی کہ خود
 جیف باشد گر بہرہ پاری در ملک ہند
 یک رز و لیویشن کنی در صیغہ تعلیم پس
 چون بہ ملک خویش باشی بہرہ و راز وقت خوش
 تاکہ مثل من ہزاراں بذلہ سنج از خاک ہند
 منکہ افغانے سپاہی زادہ آزادہ ام
 منت ایزد را کہ عہد دولت برطانیہ
 آرزو دارم بنا رتیغ و با آب قلم
 پشت در شتم سپاہی پیشگاں بس بودہ اند
 جد اعلام بہ ہترہ صد و سہ سال از مسیح
 شہرہ آفاق جدم حضرت داؤد خاں
 در زمان غدروغوغائے بغات نابکار
 شاہدش اسناد اسلاف ست خود باشد گواہ
 چونکہ جدم سپاہی بود مخلص بس غیور
 کس ندانوش ہیچ او از ہیچکس چیزے نحوست
 شکایتہاں را کہ در عہد تو بودم با فراغ
 من نہ از کس شاکی و نہ کس بود نا لااں ز من
 دما لطف کرم می یابم از حکام ضلع

سرکشی از حکم حاکم گرم باغوغائے عام
 پاری در کالج و اسکول ماند بالہ وام
 خوش بود بخشی بہا گر نیز سہم از نہام
 پاری قدست و بخشہ قند شیرینی بام
 یادگار حضرت حیات ام شیریں کلام
 فارسی ماند بہ یونیورسٹی با احترام
 پاری در ہند ماند از تو باشکر تمام
 بر ثنائے ذات تو و رزند در گیتی قیام
 در پیر من لگام ست و میثم با حسام
 داد انگشت مرا زینت ز کلاک مشک فام
 دشمنت را غرق سازم خصم را سوزم عظام
 در بعد لودی و مغل ز میران فحنام
 یافت از حکام انگریزی زمینداری خام
 لارڈ بنٹکشن ہی فرمود عز و احترام
 از دل و جان کردہ خدمتہاں سرکار نصرت
 این زمینداری کہ من ارم مصول از ضبط عظام
 خواہش انعام ناکردہ او از حکام عظام
 آری آری شیر نواں کجا بے گریہ مام
 جامداد افرو دین و بر من پیشینے نیست ام
 دوست رہی دشمن امین چاکر غم خوش ملا
 ہم رہیان معاصر رعایت مستدام

قوم من جملہ مسلمان خیر خواہ سلطنت
 غرق دادند و در کالج شدم سکرٹری
 آنزیری مجسٹری دارم از الطاف تو
 بر زمینداران ملک خویش خدمت کردہ ام
 ہندوان دہم مسلماناں ز تو درخواستند
 آرے آرے من نبودم قابل این دارو گیر
 من بہ خاموشی تو انم خدمت سرکار ملک
 ہیج پروایم نباشد ز اتہام این و آن
 یک خطا باز غم مردم آرے از من فتنہ است
 گرازیں رنجہ کسے افسوس بر حرمان من
 من ز تو انصاف خواہم تاکہ از انصاف تو
 چوں بعد معدلت مہمت ز فیض لم یزل
 حسرت مدحت سرائی تو در دل دہستم
 بس ہیں حسرت بجانم شوریش و جہنم فلک
 لے جہاں اور جہاں پرور جہاں اور جو
 آنچہ من کردستم از آئین نو نظم سخن
 از تعلقہا چو تو بیزار و ز اغراق دور
 چامہ خود را بہ نقش تازہ پیراستم
 گلشن ایران را با گل فرنگ آراستم
 لے جہاں مرحمت دے آسمان معدلت
 قافیہ در چاہم ام چوں عیش خصمت گشت تنگ

آں چہاں قومے کہ تخت و تخت شال بودے غلام
 من بخدمت شال بگو شمع گاہ بے گاہ صبح و شام
 نیز و اس چہر منم از جانب خلق و عوام
 در حضورت عرضہا کردم بایشاں افتہام
 ممبری کو تسلیم بخشی با عزازت تمام
 داو را انصاف شد آزاد کردی یک غلام
 گر چہ برخاموشیم کردہ مردم اتہام
 زانکہ می دانی کہ چوناں کردہ ام یا تو کلام
 اینکہ در شوریش ظلمت کردہ ام با خاموشی
 قسمت من نارسا بود آہ از این اقسام
 کس نفیہ از زمیندار و رعیت در بدام
 یا فتم تعلیم نظم و نثر و تفسیق کلام
 زانکہ بے مدحت بہ نظم من نمی آید نظام
 تاکہ جرات کردم و آور دملت این نظم خام
 بسکہ جاں کاوی نمودستم دریں طول کلام
 کم کسے را بودہ باشد پیش ازین ایستہام
 ضعیف فکر مرا از راستی باشد گنہام
 نخل کاشان انگلش گولہ کردم ارتہام
 بیل شیراز را آموختم انگلش کلام
 گر قبول افتد ز رحمت گیتیم گرد و بکام
 بہتر آن باشد کہ آرم بردعایت اختتام

از خدا خواہد بقایت را منوّل کز ادب
بر خدا و بر خداوند دست او را اعتصام
بار الہا ذات ممدوح مرا خوش وقت دار
تو از خو خوردند باش ما از جو نیم کام
تا بدینیا کامیاب و کام بخش و کامگار
چوں بہ عجبی فیض یاب شد و فائز بالمرام
از دم عیسیٰ بکاش چاشنی ارتضا
لیڈی میکڈ ائل بود با مریم عالی مقام
قد تمّ الکلام

این قصیدہ را از ادب
و از جو نیم کام
چوں بہ عجبی فیض یاب
شد و فائز بالمرام

اے صنم سیم ساقی بیاقی گل پیرہن (۱۶)
باد بہاراں وزید مژدہ بیاراں رسید
موسم عیش و نشاط مایہ صدا بنشاط
شغل شراب کباب نغمہ چنگ و رباب
خاصہ بوقت بہار با صحنہ گلخدا
عیش فراواں بودہ رحمت یزداں بود
بادہ خورم نا صبور خیسرہ بعفو غفور
ترک کنم شغل مے رہن کنم چنگ و نے
ہدیہ قرآن کنم جدت ایماں کنم
مولوی عبد الحمید مرد جوان سعید

خیر و بیا در شراب یک دوسہ جام کہن
بادہ خورد آتشکار تاکہ توان ست و تن
جاء للتشویقنا سود و جہا الحزن
خوش بود اندر شباب و یشہ بطرف چمن
خاصہ پس از انتظار و یشہ بیا د وطن
قائل کفران بود ہر کہ کند لا و لن
کامدہ گاہ سرور توبہ کنم در خزن
تاکہ فراہم شود بہر کتابے شن
روئے بمکتب نہم درس دہد تا مبن
ابن وحید زماں پور فرید ز من

سینہ
نہایت شہادت

۱۶ فرزند ہین بہین حضرت مولانا عبد الغنی خاں مرحوم و برادر کہین و دل نشین جناب نقیصہ صاحبہ حال پر دہشت رسی
عثمانیہ پوینور سٹی حیدر آباد (دکن) ہنگام انشا دایں اشعار پر بہار ممدوح آسودہ وطن لبایہ پردہ مادر خوشبختی بود
اگر انداز زماں متوطن دکن بودے ظاہر کہ قافیہ ”دکن“ ہم برافج ممدوح مرحوم تنگ نہ بود شاید کہ چیزے ازین قبل کہتے
واقف صد علم و فن - پاک بستر و علن
طالع اوج پر ن - جوہر کان دکن
مرتب

حضرت عبدالغنی فاضل عالی مقام
علم و خرد مایہ اش بیش ازین پایه اش
شاعر شیوا بیاں منجر ہند و ستاں
خط تو مرغوب تر خلق تو محبوب تر
جو ہر ذاتی تو بہ ز صفاتی تست
وقت سبے تو ہا پاک دل و پار سا
شخص تو فخر زمیں خط تو ارژنگ صیں
وصف تو کم گفتہ ام بجزی و کم گفتہ ام
اے کہ پدیر بر پدیر با منبر و نامور
سیف بود ملک تو کان گہر کلاب تو
وصف تو لا انتہا فکر من نار سا
بر تو عطائے خدا شافع تو مصطفیٰ

وہ
بہ
بہ

شاعر شیوا بیاں بلبل شیریں سخن
فیض ازل دایہ اش صاحب علم و فطن
اے کہ صفات عیاں اے کہ ثنات علن
زیں ہمہ پس خوب تر نظم طراز سخن
کابل بے اکتساب شایق ہر علم و فن
اے بجزانی جو پیراے رزیت امن
امر حقیقی است این ہا نہ گمان ست و ظن
مرد قلم گفتہ ام خیز مرا تیغ زن
داور دشمن فلک صفر رشک شکن
نظم سخن سکاک تو غیرت عقدہ بہن
ختم کند بردعا بندہ موصول سخن
یاور تو چار یار حامی تو بختین

وقت تو مسعود باد بخت تو محمود باد
ذات تو محمود باد از کرم و دامن

بسمہ تعالیٰ سبحانہ

صبارساں جبیم تحت مسنون^(۱۷) بہ آں طریق کہ باشد مناسب موزوں
بہ بارعام مجال سخن اگر یابی بغرض رساں اشتیاق این محزون

۱۷ مراد از مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شہزادانی رئیس حبیب گنج المخطیب بہ نواب صدر یار جنگ
صدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی حضور نظام خدائے ملکہ مرتب

بہ آں کہ درد کن او شمع بزم اقبال است
 توئی بہ گلشن علم و ادب گل خداں
 بہ بوستان سخن طوطی شکر خای
 بہ رنم انف غزنیہاں خدے رامیند
 سوار و پیادہ و دہقان اہل کار قدیم
 مرا کہ شغل مہات بیش از بیش است
 نہ شوق صید و شکار و نہ سیر باغ و بہا
 نہ اہتمام امور و نہ انصرام مہام
 نہ اعتدال مزاج و نہ رغبت بہ مزاج
 کدام کس کہ کند مشکوہ از شکر ربخی
 غزیرہ و قوس باز و کس برادر من
 ز سبیل شک من اندر فراق رفته خوش
 بروے تو ہمہ خورم فضاے بھیکم پور
 عنان صبر و دستم رہا شدہ است و دیگر
 چہ حاصل است کہ گویم ہزار شعر بلیغ
 غم فراق نہ داند مصالحہ ملکی
 دوائے درد دل ما اگر بخاطر است
 ز بار گاہ فلک پانگاہ شاہ دکن
 ز پیشگاہ شہنشاہ ذوالجلال و منن

پیش

زمین بگو کہ چو پروانہ ام ترا مفتوں
 منم چو بلبل شیدا ت والہ و مجنوں
 مرا بہ آئینہ افسانہا ست پر فسون
 ز جوش آتش ہجران بسینہ ہا کانوں
 ہمہ بغیر تو بے صبر و بے قرار و سکون
 ز بے تو لطف ریاست ذوق علم و فنوں
 نہ مشورت نہ صلاح و نہ شجہ را زدروں
 نہ حل عقدہ لا یحل از بن ناخوں
 نہ بزم ذکر ارسطو و شیخ و افلاطوں
 کدام کس کہ کنم از تلافیش ممنوں
 الا کہ بے تو دل من غمیں حال نبول
 بہ نیم رود تلاطم فتادہ چون جھوں
 بغیر دوست وطن بہ ترست از ہاموں
 ہزار موعظہ بے حاصل ست و صد مضموں
 چہ حاصل ست کہ گوئی تو عذر گوناگون
 سروصال نہ داند قواعد و قانون
 بیاؤ زود بہایے چراؤ چون چگون
 تفتہ ست بحال تو از شمار فزون
 بحال شاہ بود فضل از قیاس برون

خوشنواز

لے رودے کہ موسوم بہ "نیم ندی" است۔ بھیکم پور میں برکنار آں رود واقع است
 مرتب

محی ملت و دیں حاجی ضلالت و ظلم ہمیشہ حامیِ اوباد قادری بیچوں
 بہ جان مالِ عزیزاں خیل و سلطنتش بود عنایت پروردگار روز افزوں
 بہ التماس تو شد حکمِ احترامِ صیام وقارِ شہ بفرزاید بہ امرِ کن فیکوں
 دے شاہ بگفتم ثنائے ذاتِ تویم نہ ماندہ است مگر این کہ گویت اکنون
 شوی ز قدرِ منزل بہ آں زماں آگاہ
 کہ شادماں برود زیں سرے بوقلوں

آمین

(نظم سال گرہ)

شاہِ مایہ در ڈھنم مالکِ تاج و نگین (۱۸) آنکہ گزشت اوجِ اقبالش ز چرخِ ہفتیں
 صاحبِ تدبیرِ رای و باعثِ اکرامِ خلق قابلِ تعظیم و تکریم و نہاراں آفریں
 حامیِ انصاف و جود و قاطعِ جور و جفا ناشرِ امن و امان و حاجیِ بنیادِ کیں
 علم و حکمت در ضمیرش ہجوِ خدو در آفتاب جود و رافت در تہادش ہجوِ بودریاں
 شہرِ یارِ تامل و تاجدارِ کامگار بادشاہِ ملک پرورد اور نصفت قرین
 ہیبتِ فوجِ ظفرِ موجش بہ قلبِ بحر و بر صولتِ حکمِ ہماگیرش بہ مصر و ہند و چین
 اے منزلِ بردے شاہ کن ختمِ سخن شکرِ نعمت واجب آمد بر گردہِ مسلمین

ملکِ شہ آید باشد خاندانش شادماں
 ذاتِ اوتادیر ماندہ یا الہ العلیس

بسمہ تعالیٰ سبحانہ

(۱۹)

متیں میرزاے عطاے حسین قزلباش مرد شجاعت قریں
 خردمند و خوش فکر و نازک خیال سخن دان و شیریں بیاں باہقین
 ادیب اریب و لبیب و حبیب گزین و بہین و تمین و ذہین
 سخن ملک و باشد از چار پشت کند کسب معنی ز روح الامین
 بہ تبریک خلعت تواریخ چند بہ من کردہ ارسال خوب گزین
 مزمل سنہ عیوشیں بگفت تواریخ راجع عطاے متیں

۶ ۱۹ ۱۹

سنہ ہجریش نیز گفتہ دلم
 جلیل المراتب عطاے متیں
 ۳۶ ۳۳ ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قصیدہ ایست کہ کمال اخلاص بشان جناب مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب رئیس حبیب گنج
 و حضرت قبلہ مولانا محمد عبدالغنی خاں صاحب نظام حقیر فقیر سرایا تقصیر تاریخ ۱۹ مئی ۱۹۷۶ء گفتہ و
 عرض کردہ

بجز
 تاریخ
 ۱۹ مئی ۱۹۷۶ء

شبان در آمد و نہشت ماہ سیماے (۲۰) ز عشق اولیہم صد ہزار سوداے
 بہ کوہسار مروت چو کبک طنّازی بر غزار محبت غزال رعناے
 بہ شاخسار حیا یاسمین نازک بوے آبشار وفا گوہر مصفاے

بہ قد کشیدہ الف یا چو بہ نستعلیق
 دو چشم نگرسد بر فراز عارض او
 دو قہر بینی و یک کمترک نشان دین
 جو حیم جعد مجعد، چو حار رخسار سادہ
 زمانہ چوں کمر دال خم بہ تغلیطش
 ہلال ناخن اور اسے خط خوب نگار
 دین پر از در و دناں چو سینہ دناں آ
 بود رصاص و بوصف جمال او صد صا
 زہرا و بہ سر سینه ام خطے زازل
 برائے دفع نظر خال سرمہ بر عارض
 چشمین عفاف و علاؤ نور العین
 سرش لبان سر فاماسب و موزوں
 فلک خمیدہ بہ جکش چناں کہ مرکز کاف
 زمیم مہر و محبت مرا کرم بخشی
 شکم چو زن بدور زناں نقطہ بڑ
 لبان وا و نگو گو شوارہ اش در گوش
 منش مطیع کہ تا ہر چہ او بفرماید
 بہ مجلس گزیرین مگر بصف نعال
 زہرا و بودم فتح و قہر او کسرم
 گئے ز غصہ چو تشدید سینہ بشکاف
 چو دیدمش کہ قدم رنج کرد و لطف نمود

چو باد و ابروے او خوب چہرہ آرائے
 چو نقطہ ہاکہ گزارند بر سر تائے
 فراز آں لب نوشین نقاط بر تائے
 بہ سر کلاہ مکمل چو نقطہ بر خائے
 چو ذال نقطہ بسر از عصا بہ خضرائے
 بدست خاتم و خضر چو نقطہ بر زائے
 چو شیش کشادہ بہ بازو و سینہ پہنائے
 چو ضاد مختلف الصوت نغمہ پیرائے
 چناں الف کہ نگارند بر سر طائے
 لبان نقطہ موزوں فراز یک طائے
 ز عین گسیوئے او ماہ رخ بہ ہالائے
 بقاف شہرہ حسنش پریش شیدائے
 چو لام زلف معبر مگر چلیپائے
 بہ لاغری کمرش ہمچو موئے مویائے
 مگر چو نکتہ پہنان مرد داناں
 چو ہا دو گوش مذتب چہا ہوں نائے
 رکوع کردہ اطاعت کنم چو ہمائے
 چو پاکہ درج شود در پس الف بائے
 مگر بہ پیش رضایش دے نہ یارائے
 گئے بہ لطف سکون بخشم با یائے
 بر کشیدمش خم شد مہمنشائے

ہاں ہیں

چو شعلہ از بغم جست و گفت کای صبر
نمائے صبر کہ دارم ز تو تھا ضائے
نثار او شدم و گفتش کہ بسم اللہ
بجز اطاعت حکمت نیم تمنائے
بسان غنچہ بجنید و گفت شاعر کم
مگر تو یاد نزاری کہ دوش درجائے
دو مرد زیرک و دانا و فرد و کامل فن
ز شعر خود چو منت کردہ اندشیدائے
بیا بہ مدحت شاں کوش چاہمہ بنگار
کہ تا وہاں تو بوسم ز لعل ہمزائے
بوجد آدم دست گشتم از شادی
بہ من ز فیض ازل گشت مطلع القائے
مرا ستودہ با شعار دوش یکتائے

نہایت غم

کہ ہست در سخن او طوطی شکر خائے

نہایت غم

زبان کثودہ بتاید او خرد مندے
بعلم و فضل مرا مغزی و مولائے
یکے جوان بفتانت چو پیر دانشمند
و گر چو پیر طریقت بعقل برنائے
یکے بہ شعر بود در مذاق جان شکر
و گر بہ نطق حدیث بود چو حلوائے
یکے چو کان بدخشاں لبان او لعل
و گر نہ گوہر مغیش طبع دریائے
یکے امیر بہ رفیق معانی و منطق
و گر بہ ملک فصاحت بود چو پاشائے
یکے بہ بزم سخن کا مگار جمشیدے
و گر بہ زم بیاں کام بخش دارائے
یکے بلند نشینے بہ اوج فضل و کمال
و گر بہ غلو گزینے سپہ فرسائے
یکے بزم زباں آوری چو فردوسی
و گر بہ بزم رتبہ بود ہیچو طور سیتائے
یکے شکار مضامین کند ز طائر قدس
و گر اسیر سخن آوری و ز عنقائے
یکے بہ شعر بود در شکال نوری و ظہیر
و گر بہ عقل ندارد د نظیر و ہمتائے
یکے ہی کندم قدر در سخن سخی
و گر ز لطف بیان ست قدر افزائے
یکے حبیب لبیب ست و مایہ فخرم
و گر غنی ست کہ باشد نصیب گویائے

دو کیک بقل و دانش پیر

نہایت غم

کیے کہ جان من از لطف او بود محتوم
 صفات ہر روز توصیف من بود ارفع
 کجا زبان من کو بیان شان حبیب
 کجا صدائے گداؤ کجا شنائے غنی
 کجا بیان صفات جناب لم یزلی
 بہ دج شاں چو من بے ہر سخن گر گفت
 ہم از محبت شان ست کہ ہندل فقیر
 مرا مجال کہ دم از سخنوری رانم
 مثال نظم من و شبہ چامہ ممدوح
 بہ پیش سحر بیانان دم از فصول سازی
 فقط اطاعت حکم حبیب بہست کہ من
 بہ شکر لطف خزن پارہ چند آوردم
 و یا کہ غرہ شدم ز التفات حضرت شاں
 بحسن علم و عمل ہر دو اہم و یوسف
 سز و چوناز کنم بر نیاز مندی خود
 ازیں تفاخر جائز بجاں مرا ہوسست
 خوشست کز پئے تعیم سر کنم تخصیص
 حبیب من نہ غلط۔ بل حبیب مولائے

کہ حُب و رحم بود اسم را مستما
 مقابل ست بنام و سخن بہ قسا آنی
 کریم ابن کریم و جوان رعنائے
 امیر و عالم و صالح فہیم و دانشمند

دگر بہ قلب من از مہر دست طغرائے
 کہ یافتند زیزداں مقام اعلائے
 کجا ست کعبہ اطہر کجا کلیائے
 کجا صنم کہہ و کو مقام بطائے
 کجا زبان کیے گنگا ہرزہ پیمائے
 جناب حضرت شاں را بود نہ پروائے
 ز لطف جود نمایند سمع اصغائے
 عجب کہ دعوائے لبت ز سنگ خارائے
 چناں کہ در طبق گل نہی تو خرفائے
 مرا بجل زرسد این چنیں معنائے
 ز سبک نظم شدم درفش چو دریائے
 از اں کہ وزن شود سیم وزر بہ خارائے
 کہ ہر کیے ست مرا جاں فرامیوائے
 خلوص من کند عذرائے و زنجائے
 کہ ہیچو من بدیشاں ہزار مولائے
 کہ مطلع دگر آرم بد رح یکتائے
 جدائے گانہ نہم نکتہ بہر جائے

بود سلیم و علیم و متین و دوراندیش
سخن رس عربی فارسی و انگریزی
چو من که علیم از خیر و از شر عاری است
اگر منم بجاں زنده و نفس نہ ہلم
دریں دیار کہ کس از کسے خبر نہ بود
مگر نہ بجز نقیض کشم بہ جانب خویش
زمین مقدم او من چو فکر شعر کنم
طلوع مطلع من مدح مند آراءے

خجستہ حضرت عبدالغنی دانائے

عروج و اوج کمالش برون اندازہ
بکام علم و فراست بود چو آب حیات
بہ تشنگان بہر فیض او رساند آب
سحاب فضل و عطا آفتاب حلم و حیا
بہ علم و فضل بود فخر رازی و طوسی
کماں او بہ عروج و عروج او بکمال
شگفت نیست گرا زمین صحبتش چو منے
خوشا کہ بہر تبار سیر مبارک او
غرض کہ انچہ توانم بہ مدح او کہ شتم
منو قلا مگر از حد و ادب بناس
و عاکن و ز جلیسان خویش آئین خواہ
دعاء شاں چو ثنا شاں گزای بجائی

خلیق و بر و تقی و فرشتہ سیائے
برائے کسب علوم و فنون شیدائے
چو من کہ بدکنم او نیک کار فرمائے
فقط جزاں کہ ز حبش کنم مدادائے
برائے من بود او غمگسار مولائے
بکام تشنہ ہم لطف او دہد مائے
ز مطلع دگر آرام بہست یغمائے

خجستہ حضرت عبدالغنی دانائے

غنی ز خلق بود بے نیاز و مستغنی حبیب نایب نازش عزیز دلمائے
برائے قاصی دانی جنائشاں بلجا برائے حل معانی بوند ماوائے
مرا معاینه حب حبیب ایماں باد مرا خطبہ شہادت
نہ دیگرے بسر مباد شور و سودائے پنج گونہ

بسمہ تعالیٰ سبحانہ

فرودے دل سحر عالی تبار آید ہی (۲۱) آنکہ قلم سخن را شہر یار آید ہی
قاصد فرخندہ خو یعنی بشارت را بشیر بر در من بے غبار و پر غبار آید ہی
فرودے آرد کہ از تاثیر پر تنویر آں دل درون سینہ من نور یار آید ہی
یعنی آں صدر فصیحاں باز زبان بند است باز در بزم احباب در نثار آید ہی
دوش در بزم حرفیاں مبدہ خورد و شب گرا مآچہ کردیم کز نادل فگار آید ہی
مضطرب گشتم ز جا بزم خاتم آسیمہ سر دل درون سینہ من بے قرار آید ہی
منکہ بودم در فراقش از زمانے سینہ ریش تاچہ شد کاینک دل من داغدار آید ہی
آمد و جا و دیگر بکشد او بار سفر ایں چہ رسم تازہ از آن نادر آید ہی
بر جگر دندان فشر دم قاصدے کردم سل تا بداندا ز چہ رویش شعار آید ہی
گفتش از من بگو بعد از سلام و صدایا کار باجاں اوفتاد و جاں بکار آید ہی
تاچہ را روتا فتی مارا پریشاں ساختی شکوہ از تو بر لبم بے احتیار آید ہی
صورت در منزل دل انتظار می کشد نامہ ات اندر فرات اشک بار آید ہی
قاصد رفت و گفتش آنچه بوش گفتنی باز آمد داد پاسخ وقت چار آید ہی
چار را باقی ہست شش ساعت کجا صبر و کسب سخت تر از موت گویند انتظار آید ہی

تو چہ کردستی کار از تو دل نگار آید ہی

نہ

فکر کردم تا چگونہ خیر مقدم گوئمش
قلعہ ملک تنم را خواب چوں تسخیر کرد
دست تسکین بردلم نہما داز روئے کرم
گفت این اشعار اندر خاطر فاطر گزید
دل غماں چوں خفتہ بودم شاد دل بر غما
شعر مار و سرج کردم با کمال عقل و ہوش
باز گویم آفریں استاد کارے کردہ
خانہ من خانہ خود دان و فایز دل نشین
ہمچو تو استاد یکتا شل من شاگرد فرد
گر بہ شاگردی پذیری منت بر جان

درمیں حیرت کہ خواب خوش گوار آید ہی
صیغہ ہائے بگویش اعتبار آید ہی
وزن بان نش چند شعر آید آید ہی
خیر مقدم خوشتر از این نہینا آید ہی
برزبانم شک ذات کردگار آید ہی
تا بخوانم پیش آں کو ہوشیار آید ہی
کز خیالش مرد مرا صد شرم و عار آید ہی
خانہ یاراں ہمیشہ وقف یار آید ہی
می توانم گفت کے در روزگار آید ہی
ورنہ خود از صحبت تو خوار آید ہی

نہایت صحت و شجاعت

مختصر من مصل عاصی سزائے مہر تست
کم چو او در این زمانہ مرد کار آید ہی
بسم اللہ خیر الاسماء

اے صناید قوم شروانی (۲۲) دے مفخر بہ نسل افغانی
اے بزرگانِ حنا وادہ ما دے جو امان ایلہ خانی
از قدم شریفِ تہاں امروز فخر دارم ز فضلِ یزدانی
وز قدم رنجہ کردنِ احباب شد دلم شاد و چشم نورانی
شکر واجب بود بدم من کہ چنین ست حکم قرآنی
بعد اظہارِ منت و احسان عرضِ مطلب کنم باسانی

لے بموقع جلہ شروانی کول چھو ضلع علی گڑھ کہ باہر گشت ۱۸۹۶ء انتحار پزیرت مرتب

خواہم این شعر ہائے لغز و لطیف
 چہ حکایت کنم ز قضیہ خویش
 دل من پر ز درد مندی قوم
 جگر من کباب سیخ الم
 ہمہ روزم بہ فکر می گزرد
 در خیال عروج و پستی قوم
 یاد آیام شہر یاری خود
 یاد آں جد پاک شاہ حسین
 یاد ابنائے عم لودی ما
 یاد اقبال و شوکت سوری
 یاد اوج زمان شاہجہاں
 یاد آں ثروت شجاعت خاں
 یاد شان و شکوہ راجہ سو
 یاد ہنگامہاں مرہٹہ ہائے
 یاد جنگ و جدال با جاٹاں
 یاد انعام از گشائیں ہا
 بر بہ اجداد ماکرامت کرد
 یاد شہرہ صد و سہ سال مسیح
 یاد تسخیر قلعہ کوئل
 یاد آں افسران انگریزی
 یاد آں باز خان با اقبال
 گر توجہ کنید ارزانی
 اے بسا درد ہائے پنهانی
 جاں بود مبتلاے حیرانی
 تن من پیکر پشیمانی
 ہمہ شب این من و پریشانی
 منم و صد ہزار حیرانی
 یاد آں صولت خراسانی
 کہ بعر غشت کرد مہمانی
 یاد آں طمراق سلطانی
 یاد فرو شکوہ شاہانی
 مرحمت ہائے ظل سبحانی
 و اں سپہداری عمر خانی
 یاد آں مرد یوسف ثانی
 حملہ شیر مرد درانی
 یاد زخم سنان و پیکانی
 کاں و بنگر میسر لاثانی
 آنچہ بودش بجد امکانی
 یاد فتح عظیم برطانی
 یاد تخلیص از پریشانی
 یاد بخش وسیلہ نانی
 بر روانش درود یزدانی

بود چوں شیر شمر زه در میدان
 یافت عزت ز نیش نگلش
 کرد جنگ عظیم در داد و دوس
 زخم ها خورد در صف بیجا
 یاد داد و خاں نیک اختر
 یاد اوج و عروج و اقبالش
 یاد حج و زکوة و صوم و صلوٰۃ
 هر یک در محبتش کوشاں
 گردید گرد خوان انعامش
 خوش بای خوش مذاق خوش بزم
 در سخاوت چو حاتم طائی
 صاف گوشت باز صدق بیای
 ربط ضبطش بجا کمان زباں
 خیر خواہیش در زمانہ غدر
 کوششش از برای امن و آماں
 رب اغفر له و ارحمه
 تا کجا قصہ سلف خوادم
 آن سلف صالح و خدا آگاه
 آہ از جہل و اند تجاہل ما
 آہ از کینہ و نفاق و حسد
 آہ از معصیت پشای ما

دردہ باز

تجہ

جان ایمان در سلمانی
 گشت اقبال قوم را بانی
 بہ تفنگ بتیسر ترکانی
 آخرش یافت فتح تا بانی
 صدر اعلاے بزم انسانی
 همچو خورشید در درختانی
 یاد حب و داد امیانی
 ہند و کوہم ہند و نصرا نی
 عربی، کابلی و ایرانی
 ماہر فن طب یونانی
 در محبت چو سپہر کنگانی
 متوکل بفضل رحمانی
 عرقش در عیان و پیمانی
 و اں خلوص بہ تاج برطانی
 ہمہ با صرف مالی و جانی
 انت باق و کلتا فانی
 از خلف بایدم سخن رانی
 این خلف غرق بحر عصیان
 آہ از خود سری و خود دانی
 آہ از اہتساری و دیرانی
 آہ از جذبہای شیطانی

آہ از غفلت و تغافل
 آہ از کرد و ماؤز نا کرد
 آہ از این زمانِ شهر آشوب
 شرم از خسرانِ بیهوده
 آوخ از کرد و ماؤز ناہمو
 حیف بر ماؤ بر شرافت ما
 قوم من بست خواب ناز و غرور
 تا کجا کاہلی و سستی و جہل
 از براے خداؤ بہر رسول
 ہمہ بالاتفاق برخیزید
 ہر یکے با کمالِ صدق و صفا
 جملہ کو شہید در ترقی قوم
 اطلب العلم بر زبان آرید
 دین دنیا تلاش افغان ست
 نیزہ شان شد قلم زبان شمشیر
 گر زمانے بریں روش باشند
 گوشت خاتمِ سلیمان چسیت
 علم باشد عصا ہر موسی
 علم جاں بخش چون دم علیی است
 علم در ہر زبان کہ بود نیکو ست
 مختصر در زمانہ امروز

آہ از بے سربس و سامانی
 سہل انکاری و شغف رانی
 آہ از این زمانِ طوفانی
 شرم بر غمزاے شترانی
 آوخ از سلبِ ننگ افغانی
 حیف بر غلبہاے شہوانی
 وقت خواہانِ سعی مردانی
 تا کجا دستِ غم بہ پیشانی
 واگزارید راؤ نادانی
 ہمہ با یک دل و یک جانی
 ہر یکے در رضاے یزدانی
 اسے بزرگاں اقا صیوانی
 ہمہ از دولتِ سلیمانی
 علم و دولت معاشِ شروانی
 کاغذ آما جگاہ چو گمانی
 حق دید خاتمِ سلیمانی
 علم دنیا و علم عرفانی
 علم شہ را کند نگہبانی
 ہم جہاں بخش و ہم جہاں بانی
 عربی یا زبانِ سریانی
 علم حاجت بود بحر رانی

لکھنؤ کے مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے "آہ از غفلت و تغافل" کے تحت ایک نظم لکھی ہے جس کا ترجمہ انگریزی میں ہے۔
 "آہ از غفلت و تغافل" کا ترجمہ انگریزی میں ہے۔
 "آہ از غفلت و تغافل" کا ترجمہ انگریزی میں ہے۔

مگر از آسمان بنسار و علم
 علم خواہد کہ جاں بہ من بازید
 علم گوید کہ صرف زربکنید
 پس عزیزان ز نوشتار سے علم
 بس منوصل زبان بکام گزار
 تا کجا و عظم ہائے نغز و شکر
 تا کجا رزم گو چو فردوسی
 تا کجا فیض خواہ از سنجر
 ہاں بہ شغل عالمے قوم بکوش
 رب ارحم علی جماعتنا
 بہ طفیل نبی و آل نبی
 شوق علمی بخش و ذوق عمل
 دولت حب دین دنیا بخش
 دوستان شاد و دشمنان پامال
 سعی ہائے حبیب رحمن خاں
 درس گاہ علوم مدرسہ را
 من سوداے خیر خواہی قوم
 شکر گویمان فضل تو باشم
 تا باں دم کہ جان بستانی

بملاحظہ رسیدہ است
 سنجہ طرانی

مثنوی

رسمت کہ مالکانِ تحسیر
آزاد کنند بندہٴ پیر

شعرا اعلم

عرض کردہ ام

مژملِ خستہ دل کہ پیرست (۱) در مجلسِ قوم ہنوز اسیرست
نے پائے فرار و رستگاری نے جائے قرار و استواری
نے تابِ فغان و شیون و آہ نے طاقتِ صبرِ قصہ کوتاہ
نے کیسہٴ زر بقدرِ ہیئت نے کارِ بمقتضائے فرصت
نے سنگِ دلم نہ آہنی دل از دستِ دلم بہ سخت مشکل
دل گرچہ فراخ جیبِ تنگست انکارِ سوالِ عارفِ تنگست
در خدمتِ خلق استوارم ہر چند ضعیف و خاکِ رام
مقسوم نمی توان خمیدن برباد نمی توان پیریدن

کشتِ اُمید رفت برباد

فریادِ خداے پاک فریاد

(بوقتِ صبح بمقامِ کوٹھی ندائی موزوں کردہ و بموقعِ جواب ایڈریس)

مارہرہ اسلامیہ اسکول خواندہ شد - ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء

حکایت و شکایت

حبیب ماکہ مہیات صید دلہارا (۱) بیک را وہ کند خونِ صدہ تمنا را
 گئے بہر کند رام مرغ وحشی را گئے بقہر بر اندادِ یکتا را
 گئے بہ غمرہ برد ہوش از سیر زاہر گئے بعشوہ فرید ہزار دانارا
 گئے حلال کند خونِ عاشقِ مسکین گئے حرام کند بادہٴ مصفارا
 گئے بمصطبہٴ شعر دریں عشق دہد گئے فروغ دہد منبر و مصلارا
 گئے بمنزلِ من آمدن کند وعدہ وفا بغیر کند گاہِ عہدِ فردارا
 غرض کہ دوش مرا منتظر گزاشت گزشت بہانہ کرد تماشا کے کوہ و صحارا
 براے سیرِ حریفِ دگر بہرہ برد خبر نہ کرد عزیزانِ ناشکیبارا
 سفرِ مبارکِ عمرش دراز و بختِ بکام خدا کند نہ پسندد دگر جدا مارا
 قیام گاہ چو معلوم نیست نامِ گیل چساں کنم کہ ندانم مقامِ عنقارا
 صبا پیامِ من ایں شعر بلبلِ شیراز ق رساں جلیس و انیس نگارِ عنقارا
 چو با حبیب نشینی و بادہٴ پیامی بیاد آرہ حریفانِ بادہٴ پیارا
 من غریبِ تمنا کے وصلِ تو بہیات بہرِ حریفِ بخشند من و سلوی را
 غلامِ سیرتِ خویم و جاں بھی بازیم براہِ دوست اگر خو کند تو لا را

من و خدا کہ موزمل نیاز مند شماس

سوا کے مہرِ نخواستہ ہست پیچ الف بارا

قطعات

قطعہ تاریخ

تیغ فولاد و قبضہ زرین (۱) کمر و فرقہ و قبا و عبا
سند خدمت و رضامندی بمن از وایسرای شد چو عطا
سنہ ہجرتش اں فروغ دوم
بہر قتل سر و شکر دندا

(۲۴ دسمبر ۱۹۱۸ء)

لیس للانسان الاماسعی

سعی کن در کاراے مرد خدا (۲) کار در دنیا و در عقبی جزا
کار دنیا ہم بغیر از جہد نیست "لیس للانسان الاماسعی"

(بوقت سہ پہر ۳ ستمبر ۱۹۳۳ء - بھیک پور)

هو الغفور الرحیم

عمرم بہشت ہفت رسیدت اے خدا (۳) از صد ہزار طاعت تو یک نشد ادا
قد جئت عند بابک یا غافر الذنوب املتجی بعقولک یا من لد البقا
(شب مابین ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

بناقارۃ الغفر

۱۔ اجزائے خلعت بہ سلسلہ و صلہ خدمات جنگ عظیم مرتب

اللہ الصمد

(۴) سرگرم کلام آئندہ ام مدح رسارا
 حکم آئندہ در محله ہر کلمہ در آرم
 ممدوح مرا علم و عمل حاصل طالع
 دادار کرم دادہ کرام الامرا
 موصول علامہ دعا کردہ اعادہ
 در درگاہ اللہ سحر گاہ و سارا
 (حب فراتش مشرطن صاحب با در جنبہ تجبیر علی گڑھ
 بتاریخ ۵ جنوری ۱۹۱۹ء)

هو القادر

طرفہ تر جا نیست بھیکم پور ما (۵) نیست کس تا پہ کند ناسور ما
 از بلائے تیرگی اختلاف شد سیر ما یہ سپہ کا فور ما
 (شب مابین ۳ و ۴ ستمبر ۱۳۳۷ء بھیکم پور)

هو المستعان

رحم کن یا رب بھیکم پور ما (۶) فضل کن بر تیرہ رنجور ما
 دور کن از منافق و اختلاف صدقہ جود اب مغفور ما
 (۴ ستمبر ۱۳۳۷ء قبل دوپہر بھیکم پور)

بسم اللہ سبحانہ
 در رسید زور رسیده نظم تابان شما (۷) شادمان گشتم ز شعر شکر افشان شما
 زر کہ در ملک من ست البتہ انعام خدا ہدیہ نظم بر جزئل احسان شما
 (۲۷ ستمبر ۱۹۳۱ء)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

حول و قوت نیست کس را غیر ذاتِ کبریا (۸) با علو و عظمتِ او کار ہا گہ دور و را
 ایں عقیدہ پیش گیر و در عمل مردانہ کوش ہمت از مرداں بود ایداد باشد از خدا
 (شب ۱۸ و ۱۹ د اگست ۱۹۳۲ء)

ب شعر گفتن چیست؟ گویم باتو اے عالی جناب (۹) گنج پناں را عیاں کردن برائے قضا
 خونِ دل خوردن جگر کا ویدنِ جانِ سوختن چیدنِ گلہاے معنی در امیدِ نتخاب
 (شب ۷ جولائی ۱۹۳۳ء)

شبِ بہتاب ست غافلِ خواب (۱۰) نداند بہاے شبِ بہتاب
 شبِ بہتاب اے کہ جانِ پدر نباید کہ ضائعِ گنم جاںِ خواب
 (شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

اے شاعر و سید و ستارہ نشینے رانی ساعۃ العسرۃ دست گرفتہ بودند مرتب

سال نو یاد ا مبارک با طرب (۱۱) بر عبید اللہ خاں از فضل رب
 این رباعی را من مقل عرض کرد فی البدیہہ با خلوص و با ادب
 (بجواب مبارک باد سال نو این رباعی گفتہ بخدمت کنور محمد عبید اللہ
 خاں صاحب رئیس دھرم پور ضلع بلند شہر ارسال کردہ شد۔ ۵ جنوری
 ۱۹۰۸ء یوم یک شنبہ بمقام بھیک پور وقت نہ و نیم ساعت صبح نوشتم)

من مقل رحمت حق بے حساب ست (۱۲) کسے راکے مجالِ اعتبار ست
 بجائے چار بارش پنج مہ شد ہمہ روئے زمین دریاے آب ست
 (سہ پہر ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء اشائے راو دادولہ)

خیام گوید کہ جہاں جملہ سُر اب ست (۱۳) سرمایہ گیتی ہمہ عیش ست و شراب ست
 من نیز جہاں راگزراں دُغم و لاشے در مشرب من حاصل آں کا صواب ست
 (شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

برزمیدارانِ یوپی - عرصہ تنگ افناوہ ست (۱۴) نا خدا بیچارہ در کام نہنگ افناوہ ست
 نیست چوں سرکار را اصلاح و کارے را کاشتکار اغوا شدہ از ناجنگ افناوہ ست
 (بہ اشائے سفر الہ آباد - دریل ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱۔ مراد از چار مصرعہ تغذہ - مرتب ۱۵ اشارہ بمعاملات فی مابین حکومت کانگریسی و طبقہ زمینداران مرتب

بسم الله تعالى شانه

در میان ندرت سائیں جنگ افتاده است (۱۵) برگروہ حق پرتاں عرصہ تنگ افتاده است
دور تیر و نیزہ و شمشیر و خنجر در گزشت
حالیہ نگاہہ باتوپ و تفنگ افتاده است
(شب مابین ۱۱ و ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء)

طرفہ شغل شاعر عم اختیار افتاده است (۱۶) کار با بسیار دول در انتشار افتاده است
شب تخلیہاے مضمون روزہا موزوں گم
جان مؤمل رہیں خلفشا افتاده است
(شب مابین ۱۱ و ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

ضیاء الدین احمد ڈاکٹر در علم اعداد است (۱۷) ضیاء الدین دانش از برائے او خدا داد است
بہر کس آدمی بخشد ز ہر یک آدمی گیرد
فقط بر بندہ مؤمل نبی ہریش بیدار است
(شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

مادیانے کہ ز لندن بھار آئدہ است (۱۸) دور دم ہست کہ از راہ دراز آئدہ است
رنگ مشک است چو گیسوے بتانِ طناز
ورنگا پو ہمہ رہ شعبدہ باز آئدہ است
(شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

لے تلمیح لطیف و ملیح بقول من غزوت "لہا قضی الامران اللہ وعدکم وعد الحق
و وعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان" (من ادب الی اخفاء)
مرتب

ہوالقاہر فوق عبادۃ

ہر کینے رامکانے دیگرست (۱۹) ہر زبانے را بیانے دیگرست
 حکمراں درہند بسیارند لیک مالکم پہلی بٹا نے دیگرست
 (۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء در پنج دقیقہ موزوں کردم)

ہرگز گماں مدار کہ شیطان قوی ترست (۲۰) متاع خیر بہت وز انساں قوی ترست
 در جہد کار خیر ہماں - و سوہ گزار دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی ترست

شاعری در موسم باران خوشست (۲۱) سیر جوئے نیم با یاراں خوشست
 موسم سرما شد و خون سرد گشت مشق باچوگان اسواراں خوشست
 (شب ماہین ۲۱ و ۲۲ نومبر ۱۹۳۳ء)

چیف جسٹس سرسلیمان آنکہ فخر قوم ہست (۲۲) بندہ را ممنون کرد و حاضرئی من بخوات
 حاضر مچوں مورد پیش سلیمان بنی خواہ کش یا دانہ وہ قربان تو - فرمان ترا
 (باشناے سفرالہ آباد در ریل ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(حال لارڈ پہلی) سابق

لہ سرسلکام پہلی

گورنر صوبہ ہذا مرتب

لہ نیم بری کہ بھیکم پور قدیم عین برب آں واقعہ ست مرتب

لہ آزیل ڈاکٹر سرشاہ محمد سلیمان ناٹ ایم اے، ایل ایل ڈی بیرسٹراٹ لا - سابق چیف جسٹس لاہور

ہائی کورٹ، حال جج فیڈرل کورٹ انڈیا وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی مرتب

حُب الوطن من الايمان

اگر وطن چمن است از سیاست بدن است (۲۳) و گرنہ فز بلہا جاے زارغ وہم زغن است
باتفاق کبوش از براے خوبی ملک کہ اتفاق سبیل ترقی وطن است
(شب مابین ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر ۱۳۳۳ء)

فضائے عالم خاک ہمہ برباد ویران است (۲۴)
منہاراں فتنہا درد من این ال نہایت
مشو نو سید چوں شرے درین عالم پدید آید
”عسی ان تکرہوا شیئا لک خیر“ تہران است
(شب مابین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۳۳۳ء)

محمد رحمتہ للعالمین است (۲۵) سزاوار ہزاراں آفرین است
حدیث اوست شرح سیر عرفاں ہدایت نامہ دیا و دین است
(شب مابین ۱۹ و ۲۰ اگست ۱۳۳۳ء در وقفہ ہائے خواب بیداری نوشتہ شد)

هو الله السميع العليم
زباں کہ مضغہ بے استخوان است (۲۶) ولیکن زیر فرائش جہان است
بہ لا گفتن بلا ہا بر سر آرد بلی گفتن برات عاشقان است
(شب مابین ۲۰ و ۲۱ اگست ۱۳۳۳ء)

الله باقی من کل فانی

ریاض الحسن اس امین ریاست (۲۷) کہ بد صاحب عقل و ہوش و فراست
”ظفر منزل“ ایں قلعہ را نام کردہ روانہ شدہ زیر جہاں سحے جنت
(شب مابین ۲۳ و ۲۴ ستمبر ۱۳۳۳ء)

۱۷ ریاست خود ۱۷ مادہ تاریخ ۱۳۳۶ء ہم دارد۔ مراد از قلعہ نو کہ باسم ”نئی گڑھی“ ہم موسوم است مرتب

۱۹۲۶ء در سال نوزده صد و بالاش بخت و سفت
 این خانه خدا که به تمام نقش بست
 یارب قبول کن زمین این پدیده حقیقه
 منزل غریب گنہ گار و بیکس بست
 (شب مابین ۲۴ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

بعلیم و فضل خود نازش فہم بست
 تقا خبر برہمہ دانی سقیم بست
 مگر آگہ نہ از نص تراں
 کہ فوق کُلّ ذی علم علیم بست
 (۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

مفتی شام کہ باجمہ شکوہ و شان بست
 اے خوشا وقت کہ درخانہ من مہمان بست
 شکوہا از طرف ملک خودش بست
 بندہ از غفلت یاران و طن حیران بست
 (۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

حاصل دنیا فقط کار نکو بست
 کار نکو مغر و باقی جملہ پوست
 مرد صالح بخش از طالع گریز
 از ہمہ بگسل سولے ذات و دست
 (شب مابین ۲۹ و ۳۰ اگست ۱۹۳۳ء)

هو العلیٰ العلیم
 کشتی قوم در تلاطم هست
 اتفاق از میان ماگم هست
 بر نفاق ست انحصار عمل
 اے خدا جاے صد رحم هست
 (۱۱ جون ۱۹۳۳ء شب)

اے مسجد قلمہ ظفر منزل

خانہ دیران ست دروہ آستانہ لکھنؤ

مسلم و اسراف ہر دو لازم و ملزوم ہست (۳۳)
برکت اسراف ہیں درخانہ اعیان قوم
ہر کہ مسلمیت اندر این زمانہ شوم ہست
خانہ دیران ست بر شفق صدائے بوم ہست
(۸ جولائی ۱۹۳۳ء)

قطعہ تاریخ باغ دادول

جناب اقدس احمد سعید خان مرحوم (۳۴) چورے پاک ز چشم جہانیاں بہ نہفت
دل غزیز ابو بکر حناں بہ ماتم اد ہمیشہ رنجہ بماند و بہ ہیج کہ نہ شکفت
بہ یاد گار پیر از سعادت ازلی "سعید باغ" نصب کرو و در ریخت
منزل از سرحدت برائے تاریخش
بنام والد ماجد سعید باغ "بگفت"

(۳ جولائی ۱۹۱۸ء)

۱۳ ۲۹
ج ۳
۳۲ ۱۳ ۳۲

اے عزوجل پیچ میدانی دل در بندیت (۳۵) جلوہ بے حاصل معشوقہ دنیاں چسپیت
حیلہ و مکر و فریب و بے وفائی و نفاق بر چنین محبت الہ دل بستن کمالِ ملیست
(شب مابین ۲۲ و ۲۳ نومبر ۱۳۳۷ء)

عجب ارچو شعرم ز عشق و بادہ تھی است (۳۶) نہ ذکرِ مطرب و ساقی نہ گل نہ سرو سہی است
سخن درست بگویم اگر کنی باور گئے نہ بادہ کشیدم نہ عشق و بلوالموسی است
(شب مابین ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۳۳۳ء)

ہمّ مَلا زخیر بہ فرد تو نام نہایت ^(۳۷) اندیشہ ات ز فرق حلال و حرام نہایت
 لا تقنطوا بیا دم و بخشایدم خدا ”در عفو لذتے ست کہ در مقام نہایت“
 (۷ جون ۱۹۳۲ء در اثنا سے راہ علی گڑھ)

هو الله الولی
 دوستانہ کہ با تو ہمہ شاں خندہ لبیست ^(۳۸) دشمنان را ہمہ آزر دگی بے سببیست
 تو بشغلِ عملِ خویش بہانِ خوش باش ایں ہمہ دوستی و دشمنی حرامِ طلبیست
 (شب مابین ۹ و ۱۰ ستمبر ۱۹۳۳ء و بقیہ بوقت صبح ۱۰ ستمبر)

اے آنکہ بجز ذاتِ تو فریاد نہایت ^(۳۹) غیر از تو مرا درد و جہاںِ داؤد سے نہایت
 بکشاے در رحمتِ خود بر من مسکیں جنج و زیارت بدلِ من ہوئے نہایت
 (شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

مولوی گر بد کند ہم مولوی است ^(۴۰) من اگر نیکی کنم عینِ بدی است
 درسِ قرآن خوانم و درسِ حدیث مدعی گوید کہ این ہم جاہلی است
 (شب یکم اگست ۱۹۳۳ء)

الغیاث از بارِ عصیاں الغیاث ^(۴۱) الغیاث از جہل و نسیاں الغیاث
 المدد اے مالک الملک المدد الغیاث اللہ رحمن الغیاث
 (شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ج رواج بہت کہ ہر ہر سرے کہ باشد تاج^(۴۲) بہ ہند طرز نوی درخیا لہا باشد
بہر طریق کہ آساں بود بگیرد باج نہ تاج باشد و نہ باج در کف سولج
(شب مابین ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسال نوزدہ صد سی و ہفتم پنج شدم فارغ ز افکار و غم و درنج
مشرف گشتم از حج و زیارت رہ بودم از سعادت گنج درنج
(۱۹۳۵ء)

ح ز خواب گاہ چو خورشید برود بہ صبح صلا و ہد کہ بود خونِ بے گناہ مباح
چو سر بہ تکیہ خواب آورد بوقتِ غروب بہ شرف غاسق شب می دید بظلم صلاح
(شب مابین ۲ و ۳ نومبر ۱۹۳۳ء)

خطبہ صدر عبیدی کہ بیانے ست فصیح بہ عبارات و بلیغ و بہ اشارات ملیح
پند ہائے کہ درو بہر مسلمانان ست جانِ تعلیم و عمل راست چو اعجازِ مسیح
(شام و شب ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

د درالہ آباد کہ آباد باد حضرت سپر و کبھال و داد
گفت کہ آیم بحضورش ضرور چاہے خورم غم نخورم از فساد
(بانتہائے سفر الہ آباد و ریل ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

اشارہ رفصیح و صریح تبدیلیں و تلبیس کا کرکس مرتب مولانا عبید اللہ ندوی عالم مشہور۔ ندوی کچھ رازک گفتہ و آغوشِ سلام
آمدہ۔ جو فی حکومت انگلیسی در ۱۹۱۵ء از ہند بیرون رفت و در اواسط ۱۹۳۸ء با جازتِ حکومت کانگوسی واپس آمد و در کلکتہ
صدر جمیعت علمائے ہند شہر خطبہ سیاسی داد مرتب ڈاکٹر سر تیج بہادر سپر و مقنن داد پٹنہ سیاسی شہر و فنشن

شب
مرتب
بانتہائے سفر الہ آباد و ریل ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء
درالہ آباد و ریل ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء
درالہ آباد و ریل ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء

بسمہ تعالیٰ شانہ

چہ نسبت ست بہ اقبال بندہ ناستاد (۴۷) بغیر این کہ بود داغ ہر دور استاد
دگر ہمیں کہ زور دو غم تب سہی قوم یک از لہور و یک از کول می کند فریاد
(شب مابین ۳ و ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

دلم ہر خطہ ہر جانم ز ہر سو انتشار آرد (۴۸) بکار دیگران مصروفش صد خلفشار آرد
ہزاراں بار گفتم صد ہزاراں بار می گویم کہ اے شوریدہ سراپ قصہ پنج پیشمار آرد
(شب مابین ۲۵ و ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

ہو العلیم

شاعرک طرفہ ماجرا دارد (۴۹) کہ بیاک لحظہ شعر با آرد
کہ پے مصرعے وقافیے مدتے سر ز فکر می خار د
(شب مابین ۲۴ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

یارِ ماطرفہ خصلتے دارد (۵۰) مخلص خویش را بیا ز آرد
ہر کہ پرواے او ندارد پیچ پیشِ اولایہا سہمی آرد
(۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

سبحر آہنگِ الاماں دارد (۵۱) گلہ از جورِ آسماں دارد
اے مزمل بہ داد آدمی رس قول مردانِ دہر جاں دارد
(۴ جون ۱۹۳۷ء ساعت ۱۰ و نیم شب)

(۵۲) سخن ہا بہت در عالم کہ بر خاطر گراں باشد
ہزاراں فتنہ در دنیا ست کز آن خمیجاں باشد
خدا شترے بر انگیزد کہ خیمہ در اں باشد
(شب مابین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۳) دل من پہچ نہ اند کہ چہ آساں باشد
پہچ از من نہ پزیرد نہ کند گوش بمش
گاہ حیراں بود و گاہ پریشاں باشد
پس ہر میل صلح از من عجب خواں باشد
(شب مابین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۴) نوازش ہائے سپر و بہر ہر خرد و کلاں باشد
دوسہ روز ستا شد و سیرے ہند ہماں
بسان ابر فیضانش بکشت بوستاں باشد
بہیں امروز قتل غریبے میہماں باشد
(پہ انشاے سفر الہ آباد در ریل ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۵) پیجر ماکہ ڈاکٹرہ باشد
حکم فرمود تا شوم حاضر
نام رنجیت با طفرہ باشد
آرہ ڈرست د کے مفرہ باشد
(الہ آباد شب مابین ۱۲ و ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۶) دریں دنیا بغیر از غم نہ باشد
رخاک افتادگاں گریے نشوید
مگر بسیار باشد کم نہ باشد
بخون غلطیدگاں ماتم نہ باشد
(۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء بمقام بیگم پور بہ چند دقیقہ وقت
سہ پر درست کردہ شد)

مُؤَالِفَةُ

ہستی دہر مپندار کہ یکساں آمد (۵۷) شادی و غم ضرر و نفع بہر آں آمد
صبح بہر روز بہ سامانِ دگر جلوہ کند "کل یوم ہونی شان" بہ قرآن آمد
(۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

خدائے واحد است خدائے ماست حمد (۵۸) نہ ہیچ کس پوش و الدونہ ہیچ ولہ
نرشتہ اش بہ کس و نہ کفو اوست کس نہ از کس پوش احتیاجِ نصر و مدد
(متعلق مضمون رسالہ معارف گفتہ شد)
(۱۷ اگست ۱۹۳۳ء)

طغلاں پریش پر نمایند ریش خند (۵۹) غافل ازیں کہ ایں ہمہ طفلی ست تا بچند
گردانِ کشتی برگردانِ سال خورد از شوخی آوردند بہ اُمید و بند
(خطاب ہوا بجا نفاذ محمد علی اکبر خان صاحب بن پوری)
(۲۶ جون ۱۹۳۳ء بوقت ۱۰ بجے دن (درستہ دقیقہ)
المخلص بہرین بسیرا)

خداوندانِ یونیورسٹی آخر اماں دادند (۶۰) بزمِ پنج و چلِ سالم نوید شایگان دادند
چو کردم خولیش را از کار و اس چانسلی ڈسمس بمن از دگری ایل ایل ڈی نام و نشان دادند
(شب مابین ۲۳ و ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

مرا بغیر طلبِ ہجومِ مہسری دادند (۶۱) بکترین جہاں اوجِ برتری دادند
ز قدر دانی سر مالکم جزا کے عمل نواب بودم و حالا بہادری دادند
(بوقت صبح گورنمنٹ ہاؤس الہ آباد - ۱۰ نومبر ۱۹۳۳ء)
بہ عہد گورنری سر نواب صاحب چیتاری

هو العلی العلیم

دوستان کینہ وزیندہ خرد باخته اند (۶۲) بہر آزدنِ من انجمنے ساختہ اند
دوستی بہت بہ پیداوہ نہاں خفگی تیغ بیداد و چہا پر سرِ آختہ اند
(۳ و ۲ اگست ۱۹۳۳ء)

۱۹۱۰ء (۶۳) بہ نوابی مرا ممت از کردند
بہ سال یک ہزار و نہ صد و دہہ در انصاف بر ما باز کردند
مزمل گفت تحسین اس کار (بر بتر خواب شب مابین یازدہ و دوازدہ - بمقام بھیکم پور -
تاریخ ۱۲ جون ۱۹۲۴ء گفتہ شد)

(۶۴) اگر تو ست ضعیفی دلت فکا کنند و اگر تو چیت قوی از تو اعذار کنند
ز گاؤ شیر بدوزند و رم ز شیر کنند گیارہ بیچ کنند و حذر ز خار کنند
(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۶۵) عقل است حالِ میں کامل بود صحت و دولت گرت حاصل بود
بہر ہا یابی ز آرام و خوشی بہر یاراں فیض تو شامل بود
(شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶۶) مردہ کے مردی کند کر کے نشیند آواز خود باد پہ پیاے غربت بادہ پیا می چہ سود
در عمل می کوش مزمل پے مقصود بے عمل ہرگز نیابد دولت دنیا و دیں
(۹ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۶۷) صد عذاب الیم است و غصہ ہے سود
 سود رنج کند شکر می کند محمود
 مکن ستیزہ ز تقدیر و حکم رت قدیر
 بدست تو نہ دہند اختیار بود و نبود
 (۲ اگست ۱۹۳۳ء)

۱۹۲۵ء
 بسا لبت پینچ و نوزدہ صد (۶۸) شدہ اتمام این قصر مشید
 مزل منزلش موسوم کروم بہ یک گوشہ شدہ تعمیر مسجد
 (کوٹھی علی گڑھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶۹) ترا شورید گاں شیون نیاید
 کہ جوئے آب از گلخن نیاید
 اگر سوزانیم خاموش سوزیم
 کہ دود و شعلہ از آہن نیاید
 (۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء مقام بھیکم پور بعد مغرب در جلسہ اجاب بہ دود دقیقہ فی البدیہہ)
 و قلم برداشتہ نوشتہ شد)

دوش از دوست بن شکوہ و پیغام رسید (۷۰) کز تو ام عہد وفا ناقص و نا کام رسید
 گفتم از شکوہ چہ حاصل چو بہ قربان تو ام گفت از لایہ چہ سودست چو انجام رسید
 (از یکم تا یکم مئی ۱۹۲۲ء برائے آغا محمد اصفہانی تاجریں کلکتہ بجواب شکایت افزائے شاں گفتہ)

۱۹۲۲ء
 قطعہ تاریخی
 خطاب تازہ کے سی آئی ای ام چکن آمد (۷۱) بہ سال یک ہزار و نہ صد و بہشت چہار آمد
 عطاے جارج نیچم امپراطور عظم را متاع جان مزل بہ صدق دل تارا آمد
 (بتاریخ ۵ جون ۱۹۲۲ء)

خطبات تازہ "نواب بہادر" چو رسید (۶۲)
 بہ سن نوزدہ صدی و سہ سال مسیح زہدیشگاہ حکومت رسید لطف مزید

قطعہ تاریخ باغ داووں

پدر شجاع و خرمند و عاید و زاہد (۳۳) پسر خلیق و لائق و سخی و نیک و رشید
 پدر محمد احمد سعید خاں مرحوم پسر محمد ابو بکر خاں جوان فسرید
 پدر بہ رحمت پروردگار شد و اصل پسر زفضل خدا رونق قریب و بعید
 پسر بشام پدر از سعادت ازل "سعید باغ" نصب کرد و خوب و نغز و جدید

مزمّل از سرحدوت برائے تارخیش

گفت در سنہ ہجری وقوع باغ سعید

۱۳ ۲۹
 ج = ۳
 ۳۲ ۳۱

(۳۰ جولائی ۱۹۱۸ء)

ہو العزیز

ماہ جون سن یک ہزار و نہ صد و چار (۶۴) خطاب "خان بہادر" عطا شد از سرکار
 بود مبارک و میوں بہ قوم شروانی کہ تا بحال زبایاں کسے نہ کرد این کار
 (۳۰ اگست ۱۹۳۳ء)

دوش اعظمت بر منبر بشان افتخار (۶۵) گفتی ہا گفتی تلخ و تر شوق تند و جان فگار
 منع من فرمود از دعوائے عشق مصطفیٰ چشت مزمّل بگو، نہیں ہیں امیر بکار
 (۹ جولائی ۱۹۳۳ء)

لے نیز ملاحظہ باشد شمارہ (۹۰) مرتب

نواب بہادر "نواب بہادر" چو رسید

دوش اعظمت بر منبر بشان افتخار

بدشتِ نارتھ تمھیری جفتِ گلدار (۶۶) بیک ساعت شدہ از مرگ و چار
 ہمارا نی سنگھائی بالطف ضیانت کرد باتکریم بسیار
 (۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

رفتم براے صید بہ پائین کوہسار (۶۷) یک شیر تر بہ لال کنواں کردہ شد شکار
 گلدار نیز سہ چو ہلاکِ تنگ شد واپس شدم بخانہ شاخوان کردگار
 (۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

باسمہ تعالیٰ شانہ

آدم از بہر تبیل ہوا در کوہسار (۶۸) یک جہاں دیدم پیرا صنعت پروردگار
 پشتہ ہا بر پشتہ ہا استادہ از سنگِ سبطیر
 سبزہ ہا بر سبزہ ہا روئیدہ بر اندامِ کوہ
 چشمہ ہا از چشمہ ہا جاری بسوئے جویار
 سنگ ہائے رنگِ ناک افتادہ در دامانِ کوہ
 تودہ ہا بر تودہ ہا بین و قطار اندر قطار
 تختہ ہا بر تختہ ہا روئیدہ گلہائے عجیب
 ہر یکے خنداں لبانِ تارہ روئے گلزار
 در بیانِ لطفِ مالابش ز با ہم قاصرست
 کز صفائش تختہ بلور باشد شرمسار
 سطحِ آبِ نیلگونش ہیچ سقفِ آسمان
 زورقِ سپید بر ویچوں ہلالِ آبدار
 لعبتِ افرنج در کشتی بر آبِ نیل گوں
 مشتری گویا بہ کشتی ہلالِ آمد سوار
 حالِ اشجارِ سر کہسار چوں گوید کہے
 سر بلند و بے نظیر و بے مثال بے شمار
 آبِ آں آبِ حیاتِ مست ہویش جانِ فزا
 منظر او تازگی بخشِ نگاہ و جانِ زار

میوہ ہائے اولطف و چاشنی دار حسین
 از زمین او چہ گویم آسمانِ نعت ست
 خاکِ تخم سوخته گر افکنی بالائے آں
 آفریں بکائنات صد ہزاراں آفریں
 فی مثل گر کوہِ نینی تال ملکِ جنت ست
 سوخته جان و پریشان در اینجا آدم
 آریل برن لیدی برن خاتون گزیں
 از عنایت ہائے بے پایاں مرا بنواختند
 لارڈ مسٹن جاکم ذی ہوش و راہ و نامو
 اندرین حالت فقط آسودہ بودم پنج روز
 از پلنگِ جبرستم و ناگہ ز جابر خاستم
 آدم چون در علی گڑھ خستہ و تفتہ چہ پا

نازک خوش بود و خوش صورت لذت و خوش گوار
 خاکِ اں را نامیہ شد چاکر و خدمت گزار
 اندکے آید کہ تا بالہ درختِ شان دار
 ہر یکے ہماں نواز و نیک خو و نامدار
 بیگماں حور و ملائک ساکنانِ شمار
 از ہجومِ کارِ خویش و فکرِ کالج زیر بار
 مہر پرور، مہرستہ، مہربان و مہربار
 بندہ ام ممنون ایشان و محبت و جاں فشا
 لطفنا فرمود بر من بیکران و بے شمار
 ناگماں آمد خیالِ کار و افکارِ ہزار
 و از فراز کوہ بس دیوانہ و شکر دم فرا
 سر بہ انوئے تفکر بود جاں و خلفشار

کالج و منومل و منومل و افکارِ قوم
 طول لیلی مغشے طول التجلی المفاہ

(۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

جائے میں مصرعہ خالی بود۔ من ہیچ پداں پُر کردہ ام
 مرتب

۱۰ سالہ زمان میں سیر موسم گرما در سالے ما بین ۱۹۱۰-۱۹۱۱ء باشد کہ سرجمیں مسٹن (حال لارڈ مسٹن) ہم در آن
 زمان حاکم (لفٹنٹ گورنر) میں صوبجات بود مرتب

۱۱ سالہ نواب صاحب مرحوم از کار و بار و مستقر خود دور ماندن ہیچ گاہ پسند نمی فرمود۔ و تمامی راحت و
 آسائش خود در مصروفی و کار ہائے خود می داشت۔ نیز آجے ہواے سرد با مزاج او نمی ساخت مرتب

لے کہ شانِ غرور و کمال از کمال آتشکار
 آنچہ نوشتی بہ من در بارہ القاب خود
 یک حیرانم چہ گویم تا بودشایان تو
 نام تو خوانیم یا فرخندہ ات گویم اگر
 حضرت ارخوانیم آرس تو نہ اواری مگر
 الغرض ہمہ بفکر اینکہ تا پسید اکسم
 وہ آنچہ نوشتی بہ من در باب اکل و شرب خود
 در دوسہ روز دیگر بنویسمت تفصیل حال
 خشک مشکل گر شماری ترا زان آسان تر

(۸۹) نثر تو مرغوب و نطمت خوب قولت با وقار
 بندہ را ہرگز نباشد در قبولش اعتذار
 نیز ہفتان اینچہ را نباشد زو فرار
 این نباشد خالی از تصغیر محض احتقار
 بر رواج و بر قبول او ندارم خستیار
 یک خطایغز و خوب دل پسند و خوش گوار
 انتظامش ہیچ شکل نیست بر من زیہمار
 تا چگونہ بودہ باشی فارغ از این اضطرار
 می توانم کرد در این باب ہم قول و قرار

گر جواب نامہ خواہی ہیچ تعبیلے مکن
 وقت من محدود و کار من بہر ساعت ہزار

ہوالمعز

۱۸۹۴ء

ز سال ہیزدہ صد ہم نو دو ہفت شمار (۹۰) مجسٹریٹ بہ اعزاز گشتم از سرکار
 بہ ہفت سال دگر درجہ دوم دادند ز سال ہفت دگر رتبہ اول است بکار
 (شب مابین ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۳۳ء)

ہو الغفور الرحیم

۶۰

ہر چند گنہ گارم و ناشکر و خطاوار (۹۱) رزاق دہم رزق و کند رحمت بسیار
 با دوست وفادارم و فرمان پذیریم یک رہہ بغلط ہم کند شفقت ایشان

یکن بہ نزل کند شفقت ایشان

بعید حضرت جی ایچ ہرین (۹۲) کہ بود اندر علی گڑھ او کلکٹر
 رئیس ضلع (ہندو و مسلم) بنا کردند این فرزندہ ٹاور
 ”ہرین ٹاورش“ موسوم کردند زراہ شکر از اخلاص بیے مر
 پس از مرگش برے یادگارش نصب کردند این لوح منور
 بروح ہرین بخش خداوند
 تعالیٰ شانہ اللہ اکبر

بر شاہ راہ دادوں چی حافظ مظفر (۹۳) کردہ بناء چاہ و باغ لطیف منظر
 تاریخ فی البدیہہ منقول نسخہ گفتہ بہ سال ہجری باغچہ منور
 ۱۶ ۱۳۱۳ھ

(منور نام برادر حافظ مظفرست۔ بمقام بھیکم پور قلعہ جدیدہ ۱۵ اپریل
 ۱۹۰۸ء بساعت چہار بعد نیم روز)

زدوستان ہمہ دورم ز دشمنان محصور (۹۴) دلم ز آتش فرقت کباب و تن رنجور
 یکے تسلی خاطر بود کہ خالق من سمیع هست بصیر و نیست از من دور
 (شب مابین ۲۲ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

۱۰ منارۃ الساعۃ (کلاک ٹاور) کہ در ۱۸۹۳ء پیش عدالت ججی با تہام خاص محمد عبد الحلیل خان صاحب مرحوم
 رئیس بھیکم پور با تہام رسیدہ باسم ”ہرین ٹاور“ موسوم گشت۔ صاحب زادہ آفتاب احمد خان صاحب مرحوم
 می فرمودند کہ ادش ٹاورے باین خوبی و موزونی سیج جا (حتیٰ در شہرے برطانیہ) ندید بودند۔ و
 من نہ ہم در بلدے از بلاد ہند این چنین ندیدہ ام مرتب ۱۵ مردے خوب مرغوب از متوسلان ریاست بھیکم پور
 مرتب

هو الوالی

چو زیر کی ز غرض مند دوستی کم گیر (۹۵) ز بے غرض اگر ت ممکن ست محکم گیر
ز سفلہ پیچ نیابی فلاح و بہبودی ز قطرہ پیچ نہ خیزد تیرا بہ ازیم گیر
(شب مابین ۱۹ و ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

نگاہ دار خدا یا مرا تو از غمت از (۹۶) بہر کجا کہ رود فتنہ ہا کند آغا ز
نمود با اللہ ازین دشمنان دوست نما ز مکر می برند از دوستان دشمن را ز
(شب مابین ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

دل ہمیشہ بہ اصلاح حال خود پرداز (۹۷) ستیزہ با ستم دشمنان مکن آغاز
بہ خلق و رفیق و مدارات زنی شہنشاہ دوست ” زمانہ با تو نسازد تو بازمانہ بساز
(شب مابین ۱۱ و ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

سخن گو میت بصیغہ راز (۹۸) مکن از خد خود بروں پرواز
ورنہ گویم بطور استہزاء ” دست کوتاہ و آستین دراز
(شب مابین ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

پیر گشتی مگر حرص جوان ست ہنوز (۹۹) دل تو در پے آمال دان ست ہنوز
یکے وساعت چو من اندیشہ فردا میکن فرصت باد کہ در جہم تو جان ست ہنوز
(شب مابین ۱۱ و ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

س ۱۸۹۴ء (۱۰۰) مر از عمدہ مجسٹری دادہ انداساس
 ز سال سیزده صد ہفت و ہجرت ہجرت
 بہ ہفت سال دیگر درجہ دوم و پیش
 بہ ہفت سال دیگر تاحیات فرست کلا
 (ترمیم رباعی سابقہ دربارہ اختیارات آنریری مجسٹری بوقت واپسی از الہ آباد
 درریل - بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۹۳۳ء موزوں شد)

هوالمعظم
 سرگزشت عاشق مسکین پیرس (۱۰۱) پیچ و تاب کا کل مشکیں پیرس
 دست سوئے او کغم - نیشتم زند غنچه این افغی بے دیں پیرس
 (شب مابین ۲۲ و ۲۳ راکت ۱۹۳۳ء)

۱۰۱ (۱۰۱) اے عزیز از دل بروں کن بانیہ حرم ہو
 قوت کز محنت فراہم کردہ بہر تو بس
 از قناعت عزت دنیاؤ دیں حاصل کن
 پند مزمل شنو - رسوا مشو سچوں مگس
 (۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱۰۲ (۱۰۲) سلیمان آنکہ دردنیاست شور کلاک پر زور
 نگاہ لطف یکسان ست برینیاؤ بر کور
 سلیمان با چشمہ شست نظر با بود با مور
 سلیمان با کمن گر با مزمل لطفنا دارد
 (بوقت علی الصباح ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء بمقام الہ آباد)

۱۰۳ نیز ملاحظہ باشد شمارہ ۹۰ مرتب ۱۰۳ آنریبل ڈاکٹر مرزا محمد سلیمان ایم اے (کنٹ) ایل ایل ڈی، پریسٹریٹ لا، سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ، حال جج فیڈرل کورٹ انڈیا، دائنس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مرتب

(۱۰۳) صفای قلب گزین گرز زخوت خویش
 ز نیش کبر و تجتر مساز دلها ریش
 به یک پیشیر نیز ز غرور ندیب کیش
 بعلم و فضل تفاخر کن که روز جزا
 (۳ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۰۴) نازاں مشو به کثرت احباب جمع خویش
 دل های زار خسته دلاں را مساز ریش
 بگزار افتخار و مباحث علم و فضل
 پیش خداے پیچ نیس ز غرور کیش

(۱۰۵) ز دوستانست مرا آرزو ره خلاص
 که دشمنان به دخل می کنند قصه قصاص
 درین زمانه ز انصاف نیست کس آگاه
 نه از گروه عوام و نه از گروه خواص
 (شب ماہین ۲۲، ۲۳ د اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۶) اگر ز شکل ایام قصه تست خلاص
 بنائے کار کن استوار از اخلاص
 خلوص چیز دیگر هست و حیلہ چیز دیگر
 که اشرفی نتوان ساخت از حدید و رصاص
 (شب ماہین ۱۱، ۱۲ د اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۷) دل آریاہ چو قیرست دعوے راست بیاض
 چه حاصل ست بہ دیوانگاں ز سیر ریاض
 گنہ گزار و دل از یاد حق منور کن
 کہ هست درد و جہاں قدر عابد و متراض
 (شب ماہین ۲۵، ۲۶ د اکتوبر ۱۹۳۳ء)

غ زبان خود کن آلودہ از کلام دروغ^(۱۰۸) دروغ گوئے نیابد بہ ہیچ گاد فروغ
ز مکر تیرگی کذب گر سفید کنی بجائے شیر کسے کے خرد پیالہ دروغ
(سہ پہر ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ف زمانہ طرز نوی بستی شد براہِ خلاف^(۱۰۹) نہ مذہب نہ ادب شرم و نئے وفا و عفاف
لباس نیم برہنہ بدت و ریشے صاف نماز و روزہ کجج و زکوٰۃ جملہ معاف
(دوپہر ۲ دسمبر ۱۹۳۳ء)

ق فراقِ یار چو زہرست نیستش تریاق^(۱۱۰) نہایتش مرضِ دق و ابتدائش مراق
ز کارِ آخر او ہست تفتِ ساقِ سباق بحکمِ آیہ قرآن ست سحئے رب سباق
(بہ اثنا ۷۱۷۱۸۰۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)
لہ اشارہ بآیہ کریمہ ”والتفت للسان باللسان“

(۱۱۱) اکثرے اعمالِ ما از نہی و امر بہت بر حسبِ اِج و شرمِ خلق
خالصاً اللہ کم کارے کینیم از رہِ مکر و دغا پوشیم و لِق
(بوقتِ افطار - ۲۹ دسمبر ۱۹۳۳ء)

بزدلک اے منظرِ شانِ خالقِ پاک^(۱۱۲) چنداں کہ نہ راست ”ماعرِ فناء“
در شانِ تو آمدہ حدیثِ قدسی ”لولاک لما خلقت الافلاك“
(۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۳) دلیر باش و ز جورِ عدو مشو غمناک
 ز تند بادِ حوادث پر دُخ و خاشاک
 ہزار حیلہ کند دشمن از سیہ بختی
 ”ترا حساب چو پاک ست ترا حساب پاک“
 (در سفر ریل بہ اٹھائے دلپسی الہ آباد - ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(قطعہ بتقریب عید الفصحی بحجاب عید کارڈ مرسلہ نوابیہ حافظ محمد سعید خاں صاحب چٹاری)
 جشن عید البقر مبارک (۱۱۴) قربانی شیرِ زمبارک
 مزملِ اوفادہ رنجور گوید - سفر و حضر مبارک
 (۵ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۱۰ اردی اہجہ ۱۳۵۴ھ)

(۱۱۵) چو دوست با تو مخاطب شود گویا لیک
 ز خصم نیز کن نخل از سلامِ علیک
 بقدرِ خلق تو در خلق قدر تو باشد
 مزمل از تو کند عرض اختیارِ لیک
 (اٹھائے راہِ بھیم پور بوت و دلپسی الہ آباد - ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۶) ز تند بادِ حوادث دلا مشو دل تنگ
 زمانہ گہ بہ سرِ صلیح ہست گاہِ جنگ
 بجائے خویش باں استوار و باتکیں
 ز بادِ تند زیاں کے رسد بہ پشتِ سنگ
 (شب مابین ۱۷ و ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۷) مباحث در طلبِ جاہ و در خیالِ محال
 خیالِ بے ہدہ بختن بجانِ تست و بال
 ز فکرِ ماضی و مستقبل ست دل پر خوں
 بحالِ خویش قناعت کن ز غصہ منال
 (در شب مابین ۲۰ و ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء در پنج دقیقہ موزوں کردہ شد)

(۱۱۸) ہر روز و شب عمر تو سازند ماہ و سال
ہر روز و شب غم بود و شب شب مال
گا ہے اگر بعیش رسی شاد ماں مشو
ہر خطہ چوں ز عادت دنیا ست اختلال
(شب مابین ۲۲ و ۲۵ د ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۹) کتاب خوب مرغوب را بدست آید تر اے دل
برائے خواندنش فرصت آسانش بود حال
غنیمت دامن چو این نعمت ترا نیز دعا کردہ
مزمحل خوش نشین و علم را داں حل ہر مشکل
(شب مابین ۲۱ و ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۰) نصیحتی گنمت گر رسد بہ سمع قبول
حذر کن از سخن و اہیات نامعقول
زباں کلید در گنج صدق و اخلاص
ہزار حیف کہ مصرف بود کلام فضول
(۱۲)

هو العليم الخبير

وفائے عہد کن و بگز از کلام فضول
مکن بہانہ بے کار و حیلہ مجہول
بترس از غضب کبریا و خیرہ مشو
وفائے عہد بہ پیش خدا بود مسئل
(شب مابین ۳۰ و ۳۱ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۲۱) گرچہ من پر و نجیف و ناتوان و خستہ ام
دل نشین باشد دے ہر مصرعہ برجستہ ام
فیض یایم از دستان کمال سنجری
ہست افسوں رکلام شستہ و شایستہ ام
(۱۹۳۳ء)

اسپ آمیر نام سبک گام و خوش خرام (۱۲۲) در عرصہ مسابقہ کالبرق فی الظلام
در نہیر دامن بندہ بمیدان ترک و تاز سبقت پیر و برہمہ اسپان تیز گام
(شب مابین ۱۶ و ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

امشب بخواب در حرم کعبہ بودہ ام (۱۲۳) بر آستانہ ناصیہ عجز سودہ ام
جانم فدائے لذتِ این خوابِ خوش گوارہ . مزملِ این چہ گوئے سعادتِ بود ام
(۵ و ۶ اگست ۱۹۳۳ء)

(ویگر)

در خواب حج کردہ ام و کعبہ دیدہ ام (۱۲۴) در دامنِ مراد گل شوق چیدہ ام
یارِ جنسِ بکن بطفیلِ حبیبِ خویش بیدار بنیم آنچه کہ در خواب دیدہ ام
(شب مابین ۵ و ۶ اگست ۱۹۳۳ء)

آہوئے شاخ دار کہ حقیقت بود بنام (۱۲۵) بسیار خوب صورت و خوش وضع و خوش خرام
در کوہِ سار کا کا ڈوٹکی شکار شد واپس شدم بہ لکھنؤ فرحان و شاد کام

تاجواں بوم ہوائے عشقِ جانانِ دشت (۱۲۶) جانِ مضطر - دل چو اختر - سینہ بریاں و شتم
حالیا پیرم - نہ پیراں بواہوسِ بون بست دل ز عشق و عاشقی برداشتم ہر دشت
(شب مابین ۲۱ و ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۶) شبے بخواب کی طرفہ ماجرا دیدم
 سفید ریش بزرگے چو پارسا دیدم
 بمن گفت کہ ختام اے منزلِ محو
 دعارساں بہ شیشماں کرو و فادیدم
 (شب ماہین ۱۸ و ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۸) دی شبِ بین ز باقی غیبی ندر اسید
 کاے بندہ تا کجا بودت درد و رنج و غم
 تا چند نالہ می کشی و جامہ می دری
 تا چند سینہ را کنی از ناخنِ الم
 تا چند سیر بجیب تفکر فروبری
 تا چند دیدہ را کنی از اشک ہنجویم
 تا کے غریقِ تجر و ریاء و درویش
 آخر چراست این ہمہ طغیانِ غم و ہم
 لے بے خبر مگر نشیندی حبیبِ تو
 دے بے خبر مگر نشیندی کہ ابنِ عم
 دی روز شد بہشت ہر مقصود ہمکنار
 مشب بنوعروس طرب گشتہ ست ختم
 عقدِ نکاح حضرتِ حسرت بہ بستہ نقش
 بردار دست از خرد و ہوش و ہنگِ فکر
 ساقیت گو کہ ہوش رہا بد ز جامِ مے
 ہاں خیرہ باش و جامہ تقویٰ بہ تن بڑ
 تا از شرارتِ تو شود قلبِ عیش شاد
 چنداں ہوش باوہ کہ خم ماستودہی
 مژملا بس ست ز عشرت کینار گیر
 می خواں تو ان تکاد و بر خارا و بدم
 بر خیزد باوہ طرب افکن بہ جامِ جسم
 مطرب کجا سب کر کندت تا بہ زیر و ہم
 ہاں چیرہ باش بوسہ بزن بر رخِ صنم
 تا از ظرافتِ تو شود پشتِ زہد خم
 آں قدر بزل کن کہ شود کیسہ بے درم
 بہر دعاے یارِ جواں بر کشاے فہم

۱۔ مولوی حاجی سید سلیمان ندوی صاحبِ مدیر رسالہ "معارف" و ناظم ندوۃ العلماء مرتب
 ۲۔ نواب صدر یار جنگ مولوی محمد حبیب الرحمن خاں شہر دانی مرتب

یارِ طفیلِ بذلِ سخاوتِ مال دار یارب بحق صغیرِ بدنِ بے درم
 عمرِ حبیبِ من شود از صد ہزار بیش
 ابرِ دلِ رقیب رسد ناوکِ ستم

(۱۲۹) ما بنا چارہ اسیرِ غم ہستی شدہ ایم از نشینِ گمراہِ فلاحِ پستی شدہ ایم
 رفتہ از خاطرِ ماکلِ من علیہا فان غافل از فکرِ فنائیم و پستی شدہ ایم
 (از دوسہ شبِ بخیال بود و بہ اثنائے راہ علی گڑھ در موٹر موزوں شدم)

(۱۳۰) بدگوئی و بددانی و بدخوانیم اے دوست من نیک تر اگویم و ہم نیک بد انم
 اے کاش ز بد گفتن تو نیک شویم من مخلوق ترانیز بداند چو بد انم
 (شب ۲۶ جولائی ۱۹۳۳ء)

نہا تا تو را بود نہ از ہم انم
 ناخاک

(۱۳۱) کسے نیست تا بشنود داستاںم بہ ملکِ عزیزاں چو بیگانگانم
 نہ چیزے کہ می دانم ایشان نداند نہ چیزے کہ دانند چیزے ندانم
 مصارع ثلاث آخرہ بوقت صبح و مصرعہ اولی بوقت سہ پہر ستم جنوری دہیکم پوپ موزوں کر شد
 (۲۰ جنوری ۱۹۱۹ء)

(۱۳۲) نہ کس را نہ جوئے نہ کس از داغم نہ کس ہم صغیر و نہ کس ہم زباغم
 درینا منزل کس نیست ہمدم میانِ عزیزاں چو بیگانگانم
 (بوقت سہ پہر تاریخ ۲۰ جنوری ۱۹۱۹ء بمقام بھیکم پوپ
 موزوں کردہ شد)

هو العزیز

نہ کس ہمرکاب و نہ کس ہم عنانم ^(۱۳۳) نہ کس ہم خیال و نہ کس ہم زباںم
نہ کس غمگسارے نہ کس در و مندک فقط یک ہملٹن بود و ہر باںم
(مقام علی گڑھ یوم صباح سیر دہم فروری ۱۹۱۹ء موزوں کر دہندہ)

اشارہ بہ سٹر بلٹن جانتے محیر ط کہ فارسی خوب پیدا
مرتب

بدم خوانی و بد گوئی و بد دانی ہی و انم ^(۱۳۴) ترا من نیک خوانم نیک گویم نیک می دانم
ز بد دانی تو شاید کہ من نیکی بیا موزم ترا اے کاش ہر کس آں چنان اند کہ من انم
(۲۱ اگست ۱۹۳۳ء)

قبول خاطر اقبال گرشود ستم ^(۱۳۵) ہزار شکرت کم صد ہزار فخر کنم
چو دوست بادشہ کشور سخن دانی وظیفہ خوار ز سر کار ذوالجلال منم
(۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء سہ پہر بھیم پور)

بسم اللہ العلیٰ العلیم

لے دوستاں سرے بہ پیشانی خالیم ^(۱۳۶) گوشت خداے را بہ بیان ملا لیم
تہ ماہ پیشیت کہ تا شعر گفتہ ام ہرگز نہ کہنہ مشقمن و نہ دیر سلیم
حاشا کہ لاف شعرو بلاغت مرا سزد فردوسیم نہ سعدکم و نہ ہلا لیم
گستاخم ار مثال ز پیشینیاں زخم بائد کہ من نہ شبلی و داغمن نہ حاکیم

علیہ ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی، ایل ایل ڈی، ہیرٹریٹ لاشاعر شیر مرتب

من کہیں تھیں چہ کارہ ام و تا چہ بودہ ام
 نے پیشوا غلام و نے مقتدا غلام
 نے زند میگارم نہ ملے و کوہنم
 نے ز اہم کہ سجد و سجادہ آدم
 نے شیر گر نہ کہ ز آ ز خلق سیر
 نے چوں مرید نعرہ لاریب می کشم
 نے ہمچاں جناب مشیخت تاب تند
 نے پرچو پلین ز اہم از خوان غنیا
 نے مدعی جاہم و نے مدعی خلق
 نے شکوہ از جہالت ناہم بود
 بچارہ سر بہ جیب مذمت فکندہ ام
 از سخت دل کیا ہم و افشردہ جگر
 مارا سر بہ مال حرام و غصبیت
 یک بندہ غلام جناب محمد
 موزکلا بہ لاف و گرافار سخن کہنم
 استا و سبخت بد بد گوشتا لیم

فکر و تامل

فکر و تامل

قصہ و داستان نمی گویم
 گلہ از قوم و شکوہ احباب
 چشمتان و عارض گلگون
 سخن از این و آن نمی گویم
 دلی از آسماں نمی گویم
 ز گس و ضمیراں نمی گویم

(۱۳۶)

مہر و قہر تباہِ ستمیں را
 ناصح و زاہد و طبیبان را
 سخن از مدح و ذم نہی آرم
 مختصر قصہاے دور از کار
 عرض حال ست پیشِ استادان
 مینِ نادانِ جہان و آزاوم
 دودہ افغان و ایلہ شروانی
 مورثانم سپاہیان و امیر
 اللہ الحمد و اللہ الملت
 عالم و فاضل و خرد آگاہ
 سخن از تازی و زانگریزی
 فارسی انچہ می توان گفتن
 این کہ گفتہ ضرورتاً گفتہ
 مرد کارم کثیر الاشغال
 مستزادست کاں دریں یام
 چند ماہ است شاعر مگفتہ
 اولین نظم نو حہ گفتہ
 بعد از ان انچہ گفتہ ام پیشِ ست
 جاں دہ و جانستہاں نہی گویم
 خرد نادانِ صفاں نہی گویم
 وصف بہاں فلاں نہی گویم
 از شہسان و یلاں نہی گویم
 قصہ بر زبان نہی گویم
 قد چو سرو رواں نہی گویم
 گر چہ پشتو رواں نہی گویم
 رسم وارسلاں نہی گویم
 سیم و زر را گراں نہی گویم
 خویش را بے گماں نہی گویم
 نتواں گفت کاں نہی گویم
 حاضرست پیشِ ازاں نہی گویم
 از چین و چپاں نہی گویم
 یک یکے را بیاں نہی گویم
 شعر گویم نہاں نہی گویم
 فخر ہند و ستاں نہی گویم
 خوب یا بد چساں نہی گویم
 کہ عیاں را نہاں نہی گویم

لے در مستودہ د مبصنہ جائے این لفظ خالی ست۔ من بندہ پر کردہ ام مرتب

مرتب

لے سکتہ آیں مصرعہ را شاید باین طور رفع می توان کردہ کم و یا بیش ان مرتب

قدیر من گر کنند اہل سخن پس گویم کہ ہاں منی گویم
 وگرا از عرض بندہ بیزارند فاش گویم کہ ہاں منی گویم
 پس موزمل بخامشی بنشین
 ایں سخن را ییگاں منی گویم
 (۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۳۸) گرچہ خود مبتلائے حمی ایم خبر خیرت از خدا خواہیم
 تار و خط را اگر جواب نیت باز فرما چہ راہ پیایم

(۱۳۹) ما خیر خواہ ملک و سرکار بودہ ایم وقت تعب معاون ہر کار بودہ ایم
 در حاجتیم و پیچ یکے اعتنا نہ کرد گویا کہ مد فاضل بے کار بودہ ایم
 (باشائے سفر الہ آباد در ریل ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۰) ادیب شاعر و سیاح فیلسوف و حکیم بہ علم ڈاکٹر و نائٹ از پئے تعظیم
 بہ شعر مجتہد و ماہر سیاست ہم بگو کہے است چو اقبال واجب التکریم
 (۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۱) مدعی درس و ہدیرہ زحالات قدیم بعبارات طمع بہ بیانات سقیم
 بندہ اش درس و ہم جملہ بحالات جدید کہ نگر سوسے خود و شرم کن از بت علیم
 (شب ماہین ۱۷ اگست ۱۹۳۳ء)

لے تائے مخاطب مرتب ڈاکٹر سر محمد اقبال مرتب

بسمہ تعالیٰ شانہ

حاجی حافظ علی اکبر خاں (۱۲۲) ایم اے شاعر فصیح بیاں
سال عقدش بمونسہ خاتون

(شب مابین یکم و ۲ نومبر ۱۹۳۳ء)

پدر بلند مراتب صیب رحماں خاں (۱۲۳) پسر چو خان بہادر عبید رحماں خاں
پدر برادر و پورش عزیز جان منست منزلت دعا گئے ہر و باداں جیاں

(در خواب شب مابین ۲۰ و ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء بمقام بھیک پور)

بنا شکفت و عجب آیدم نہ بے خبراں (۱۲۴) کہ اعتبار بود برو لائے بے سہراں
الا کہ اندر خبر بے خبر تو بر نخوری مباحش بے ہرہ در بند مکر حلیہ گراں
(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

قسم بعصر کہ انسان ہست در خضر (۱۲۵) مگر کے کہ عمل نیک کرد با ایماں
بحق و صیر مسکن و باداں شان منزلت ایں ہمہ ارشاد ہست در قرآن

(شب ۱۸ و ۱۹ اگست ۱۹۳۳ء)

اے حافظ مولوی حاجی علی اکبر خاں شہر دانی ایم اے (خلف اکبر حافظ حاجی زکریا خاں صاحب) از نواب صاحب واسطہ
قربت قریبہ دارند۔ ادیب ہست خوب شاعر ہست مرغوب ہے دے کے کہ تعطل کنج خمول را محبوب دارو -
"انہ کان ظلو ما جھولا" مرتب اے نواب صدر یار جنگ بہادر اے خان بہادر مولوی حاجی
عبید الرحمن خاں شہر دانی ایم ایل اے ٹریڈر (وقائم مقام دالس چانسلر) مسلم یونیورسٹی مرتب

سال ۱۳۴۱
نیزہ صدیقہ بیگم صاحبہ
۱۳۵۰
نیزہ صدیقہ بیگم صاحبہ
۱۳۵۰
نیزہ صدیقہ بیگم صاحبہ
۱۳۵۰
نیزہ صدیقہ بیگم صاحبہ
۱۳۵۰

نمود باند اگر گریه است جان به شال

(۱۳۶) درین آیدم از فتنہ سیه کاراں
که خون ناحق عمال را کند رواں
نمود باند اگر گریه است کار شباں
(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۳۷)
اے خوشاروزے کہ بطحیم وطن خواهد شدن
دل ز یاد ماسوا آنداد و از گیتی نفور
پایر بہنہ سر بر بہنہ با خضوع و با خضوع
گاہ چوں پروانہ باشم گرد بتیش در طواف
گاہ زیر سایہ دیوار کعبہ سایہ کش
گاہ دستاخم بسوے آسمان باشد دراز
گاہ میل اشک ز چشم رود چوں آب جہے
نعرہ توبہ بر آرد از گناہانم و مار
اے زہے قہمت اگر گوشتم آوازے رسد
یک تعلق باز ماند در دلم از ملک ہند
بعد حج خانہ کعبہ کنم قصد سفر
جاں ببالد ز اشتیاق دیدن بیت الرسول
طرقوا گوید عرب از جان من خیزد طرب
اندر اں وادی شود خار مغیلا نم حریر
لے باشد کہ اشارہ بسوے فوختون ہم باز رفتہ باشد مرتب

فارغ از فکر معاصی جان تن خواهد شدن
پاک از خاک خوش صحن چمن خواهد شدن
برزباں لبیک یا مولے من خواهد شدن
جہہ ام کہ سودہ سنگ کہن خواهد شدن
کہ بجای تشنہ ام ز مزم لبین خواهد شدن
گاہ بردامان کعبہ چنگ زن خواهد شدن
قطرہ ہر اشک چوں درِ عدن خواهد شدن
جان من امین ز کبرا ہر من خواہ شدن
کہ مخور غم شاملت الطاف من خواہ شدن
کہ بدل ذکر حبیب خوش سخن خواہ شدن
ایں سفر بر جانب جد الحسن خواہ شدن
بر گلویم از ولایے اور سن خواہ شدن
ناقہ من رشک آہوے خن خواہ شدن
غیرت جنتا تم اطلال دمن خواہ شدن

چشم من بر قبۃ اخضر چو افتد غش کنم جان من بامرگ شادی مقررن خواهد شدن
 چوں بهوش آیم دوباره باز از سر بکنم تا گزارم بر دریشاه ز من خواهد شدن
 الصلوٰۃ والسلام آن قدر آرام بر زبان که جہاں از آن پُر از مشکِ خن خواهد شدن
 یا رسول اللہ گویاں جاں بر آید از تنم ایں اگر خواهد شدن کای ز من خواهد شدن
 لے مزمل غم مخور بر فضل یزداں تکین
 در حجازت دور سر رنج و محن خواهد شدن

هو العلیم الخبیر

(۱۳۸) گفتن اشعار عشقِ مصطفیٰ خوب حسن
 سنتِ حسان ثابت شاعر شیرین سخن
 ترک ایں سنت خدا را ازین عاصی نخواه زاهد اللہ بگزرا نہ گناہ سورطن
 (۸ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۳۹) زمیندارا خدا را چشم واکن بہ حالِ خستہ خود اعتنا کن
 بودی آن خپاں کمزور ہستی نہ گرم دی چو زن آہ و بکا کن
 (الہ آباد شب ۱۲ و ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۰) زاهدانشہ پندار زر سر ہیروں کن حذر از کبر و ریاد و غل و افسوں کن
 رب غفورست رسول اللہ رؤف رحیم تو برد خاطرِ ماخستہ دلاں مخزوں کن
 (شب یکم و دوم دسمبر ۱۹۳۳ء)

لے آہ و بکا برنامدی دزن کاری زمینداراں بمقابلہ فتنہ کا لگرس مرتب

۱۵۱
 بکنہ ذات حق اندیشہ را ادراک ناممکن
 کلام او صفاتش را بہ عنوان بود معلن
 تعالیٰ شانہ الباری کہ خود فرمود و قرآن
 هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن
 (بہ اثناۓ راہ علی گڑھ در موٹر شام ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱۵۲
 شاعری جذبات نفسانی است از نیک زبوں
 آنچه در آئینہ خیالش گفت بے چون و چگون
 تانہ پنداری کہ ہر شاعر بگوید آنچه کرد
 بہت در قرآن یقولون ما لا یفعلون
 (شب مابین ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

صدق اللہ العلیٰ العظیم
 ۱۵۳
 کذب را بگزارد و راہ صدق میں
 خوار و بے قدرت کاذب بالیقین
 ایں فقط دنیاست در دیں ہم نگر
 لعنت اللہ آمدہ بر کاذبین
 (شب مابین ۱۳ اراگت و یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

هو اللہ الصمد
 ۱۵۴
 دل از زنگ کہ درت پاک ساز و آشتی بگزید
 بلاے دشمنی بر باد دی دنیا بود ہم دیں
 اگر آسایش ہر دو جہاں خواہی تحمل کن
 منزل نکتہ ہا دار دنیا و بشنو و بنشین
 (بہ اثناۓ سفر آگرہ در موٹر موزوں کردم ۱۷ اراگت ۱۹۳۳ء)

۱۵۵
 حمد خداے عزوجل رب عالمیں
 رحمن و ہم رحیم و ملاک یوم دیں
 خالص ترا پرستش ہم شہادت ست
 بنمائے راہ رہت نہ مغضوب بنائیں
 (۱۷ اراگت ۱۹۳۳ء)

(۱۵۶) دوستی را شرط اول آزمائش کن یقین
تا کہ بنی وقت حاجت کیست ہمدرد و معین
در نہ ہر مکار و عواسے محبت می کند
از گل قالیں مدار امید یوئے یاسین
(شب مابین ۱۹ و ۲۰ ریوم و شب ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ہوا بحمیل
(۱۵۷) رفت دور کا کل پچان و چشم سرمہ گیں
جہاں شکیں قطع شد نابود زلفِ عنبریں
دسمہ و پان و خا و غارہ را قدرے نماند
فیشن لورب شدہ مرغوب طبع مہ جبین
(شب مابین ۲۶ و ۲۷ اگست ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ الموفق والمستعان
چل سال ز ستیم بہ امید وصال تو (۱۵۸) دیدم بخواب لیلی لطفاً جمال تو
امروز از عطای خداوند فراموش
دست من رست دامن غم و ظلال تو
(بعد نماز صبح برائش سونی پت در ریل بہ اثنائے سفر واپسی مکہ معظمہ بتاریخ ۱۹ اپریل
۱۹۳۵ء بوقت صبح موزوں کردم)

(۱۵۹) شہا شہنشاہے جانِ مزمل فدائے تو دعائے حاضری کردم چل سال از خدائے تو
بجہ اللہ کہ اینک حاضرم بر عقبہ عالی
کف جو دوستی است دامن گدائے تو
(ایضاً)

(۱۶۰) مخلوقِ دو جہان بود مبتلائے تو بہر کس بطور خاص بچوید رضاے تو
مذہب ہزار باش ولیکن خدا کیے است اے واجب الوجود مزمل فدائے تو
(شب مابین ۷ و ۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

لے تعرض بر طبع رشہ حیا دایمان کہ دریں زمان علی الاعلان مبش ہرہ می آید مرتب

اللہ اکبر

اے کہ تلاشِ خداست دل تو آرزو^(۱۶۱) چند بہ دیر و گشت ہرزہ کنی جستجو
در خودی خود نگریکنتہ از من شنو معرفتِ ذاتِ خود معرفتِ رب تو
”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ“ شب در سالہ مضمون متعلق حدیث شریف مذکورہ دیدم۔
رباعی مذکور موزوں کردم عاقبت بخیر باد (شب مابین ۲۳ و ۲۴ اگست ۱۹۳۳ء)

معناے ارشاد نبی فقہادّ و اوتحابّا^(۱۶۲) داند فقط مردِ سخی یعنی حبیبِ نیک خو
بہر اجابہا آرد کثیر و بے بہا از جابجا از ہر کجا از سوبہ سوزا کو بکو
نفس (۲۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

اے کہ سیم و زربست آوردہ از جستجو^(۱۶۳) ہیج می دانی کہ مصرفِ چیت اے فرخندہ خو
رو بہ بازارِ عمل چوں مشتری ہوشیار صرف ز رکن در خریداری اعمال نکو
(بہ اثناے سفر آگرہ در موٹر موزوں کردم - ۱ اگست ۱۹۳۳ء)

مرو مرو بہ رہ کبر زینہار مرو^(۱۶۴) برو برو بہ رہ عجز و انکسار مرو
بکن بکن عملِ تیک رست گومی باش مکن مکن دلِ مخلوق ریش و نغزہ مشو
(شب مابین ۲۴ و ۲۸ اگست ۱۹۳۳ء)

اے تلخ و تحف و ہدایا کہ مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی از حیدرآباد (دکن) بعد فارغ شدن بر منصب
صدر لصدوری امور مذہبی سرکار عالی آوردند و پیش کردند
مرتب

ہوا الجمیل

معشوقہ رطنا زہری پیکر و خوش رو^(۱۶۵) سیمیں بدن و لعل لب و حنیم چو آہو
گلگونہ خد و سرو قد و کبک خدائے خوب ست اگر لبتے دفا دارد و خوش فو
(شب مابین ۳۱ اگست و یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

یک چند بودم از راہ گمراہ^(۱۶۶) ہر سود و دیدم از راہ و بے راہ
حالا من و شوق بٹھا و شیرب احمد للہ الحمد للہ
(شب مابین ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بزرگی است بہ سہ نوع گر کنی تو نگاہ^(۱۶۷) یک آنکہ از شکم مادر آورد ہمراہ
دگر کسے کہ کند حاصلش بعلم و عمل سوم چومن کہ بزرگش کند خواہ مخواہ
(صبح ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہو القوی العزیز

بہ سال یک ہزار و نہ صد و نہ^(۱۶۸) مرا نواب کردہ نائب شہ
پے تبریک این انعام شاہی مبارک باد آمد از کہ وہ
(۳۰ اگست ۱۹۳۳ء)

دی شب محرم بودم و امرو ز بخانہ^(۱۶۹) لذت کش بسیار ز اشعار شبانہ
تعبیر بہن گفت ابو بکر خرمند مقصود فقط حج بود و حلفانہ
(شب پنجاب حج و طواف خانہ کعبہ کردم - بیدار شدم و سرور و نور حاصل شد - ہاں وقت این ہر دو رباعی
موزوں کروں افتاد - بہ اعتراف توجہ و قدر دانی عزیز از جاں خاں بہادر نواب محمد ابو بکر خاں در و قضاے
خواب بیداری موزوں کردم و بخدمت شان فرستادم) (شب مابین ششم و ہفتم اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۴۰) زہنا رکن شکوہ ز رفتارِ زمانہ تا چند ز کوتاہی خود عذر و بہانہ
تو نیک ہاں جملہ جہاں نیک نماید گر خود تو بدی چند ز پیدا و فنا نہ
(باشاے سداگرہ در موٹر موزوں کردم ، ۱ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۴۱) گفتن اشعار عشق احمدی منع شد بر من جہکم مولوی
نعت گفتن بر گنہگار اں حرام غزم نیکی شد بر اے من بدی
(۸ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۴۲) اے کہ از وضع زمانہ گلہا می داری شکوہ از جورِ عزیزاں بزباں می آری
ہاں مگر غافل از حاصل کردہ خویش کہ ہاں می دروئی آئینہ خود می کاری
(۱۳ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۴۳) رنجورم و ہجورم احوال چہ می پرسی؟ حیراں و پریشانم و بد حال چہ می پرسی؟
شب ہا ہمہ شب نزلہ و سر درد و بخارست چون حال چنین ست ز اعمال چہ می پرسی؟
(بجواب مزاج پرسی حافظ حاجی علی اکبر خاں فی البدیہہ دیر پنج دقیقہ بوقت
دوپہر بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء موزوں کردہ شد)

(۱۴۴) چیدہ است از ہر گلتانے گلے سعدی وقت ست سیاح قے
بر منزل لطفنا فرمودہ است اے خدا محفوظ دارش از گے
(۲ ستمبر ۱۹۲۹ء)

(۱۴۵) پس از چهل سال این معنی محقق شد بنا دانی
 مزمل راست استحقاق دعوائے مسلمانی
 به پیری حکم شد تا جا بے فرسوده چون من
 صدارت را کند بدنام در بزم سخندان
 (شب مابین ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۶) بمن حکم آید از ارکان تسلیم مسلمانی
 که باشم صدر در بزم محاکات سخندان
 به پیش حله پوستان علوم عقلی و نقلی
 مرا شرم آید از بے مایگی خویش و عیانی
 (شب مابین ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۷) بمن خلعت ز حکم نائب شہ گشت ارزانی
 جبین ذرہ شد از پر تو خورشید نورانی
 تا شاکن عطار جود و بذل دولت برین
 به یک شرمندہ تقصیر اس لطاف سلطانی
 (۲۴ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۱۴۸) به سال نوزده صد بخت دوازده حکم سلطانی
 شدہ نواب موردی منوئل بندہ فانی
 مجازی هست ذکر ارث و فکر حق موردی
 خدائے ماست خیر الوائش از نقص شرآنی
 (۳۰ اگست ۱۹۳۳ء)

۱۴۵ صدارت آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس مقام میرٹھ مرتب

۱۴۶ آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس مرتب

۱۴۷ بصلہ خدمات جلیلیہ و ثمنیہ کہ بدوران حرب عظیم انجام دادند۔ آخر الامر خلعت و خطاب

ادبی ای یافتند مرتب

قطعه تاریخ و قصیده که به شکر به یاد آوری جناب منشی محمد رفیعی اعلی صاحب شرر
 کاوردی که بار سال تاریخ عقد قیرمنت بجان من گزاشته اند گفته شد -
 اشتغلت به فی یوم الجمعة فی اربع وعشرون خلون من شهر رملی
 سنه ۱۹۰۶ و شغلت عنه فی یوم الاثنين من تاریخ ستة وعشرون
 فی شهر المذکور قطعه الشری

”به بیت جدید آمده نو عروس
 شرر خواتم سال تاریخ هجری
 به آقا هایوں بودش دمانی
 بگفتا - مبارک شود عقد ثانی“
 ۱۳۰۸

قطعه که بشکریں جو ابرپا را گفته شده

شرر سال تاریخ عقدم نوشته ۱۴۹ که نبود چو او کس ادیب اریب
 مومل سن هجریش از سر بذل به من گفت با تف عجیب غریب
 سنه ۱۳۱۴ هجری

سر بذل (ب) ۲

سنه ۱۳۱۹ هجری

(دیگر)

جناب شرر و موجز بیانے ۱۸۰ چو تاریخ عقدم بگفته لطیف
 مومل سن هجریش از سر بنم به من گفت با تف عجیب غریب
 ۱۳۱۴
 ۲
 ۱۳۱۹ ه

کتاب تاریخ غلط است در تخری البیاضی درست است - لازم بود که اشارت کند
 فصلی ۱۳۰۸ - مثلاً بگوید: شرر خواتم سال تاریخ فصلی - باز در فصل
 اشاره نباشد هم

تا چند کنی بحث زلف و مستی ۱۸۱ این حجت و تکرار بود لایعنی
 زر زر چو ہزار بار گوی بزبا زرتست اگر بدست بے زمانی

(شب ماہین ۱۲ و ۱۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

نیکی بہ خلق گر بہ اُمید و فکری ۱۸۲ بے کاری کنی و پے خود جفا کنی
 اجرش اگر ز کس طلبی ز جرمی کند اجرت دہد خداے چو بہر خدا کنی
 (باشناے سفر آگرہ در موٹر موزوں کردم - ۷ اراگست ۱۹۳۳ء)

۱۹۰۰ء
 بہ سال نو زدہ صد قصر و قلعه ۱۸۳ بنا کردم بتائید الہی
 تا نم من نماید ہیچ برجہ فقط نام خدا ماند گماہی
 (شب ماہین ۲۱ و ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

رباعیات

(۱) اے آنکہ زعیش انتساب ست ترا دنیا ہمہ بہر خورد و خواب ست ترا
در فکر فضول خود پرستی شب روز این زندگی خویش عذاب ست ترا

(۲) از عمر کہ شصت و ہفت سال ست ترا ہر خطہ ز حال قیل و قال ست ترا
گا ہے غم دی و گہ بفرودا القعہ کہ زندگی و بال ست ترا
(شب مابین ۲۶ و ۲۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۳) اے آنکہ مدام مے بجام ست ترا از عیش و طرب جہاں بجام ست ترا
امروز حرام را چو کردی تو حلال فردا کہ حلال او حرام ست ترا
(شب مابین ۲۶ و ۲۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۴) مژمل ماچہ حال بودہ است ترا با دوست چہ قیل و قال بودہ است ترا
گہ بمرح کنی کہ ہیچ پایانش نیست گہ شکوہ از و کمال بودہ است ترا
(شب مابین ۲۵ و ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۵) اے آنکہ غم عمر جوان ست ترا اندیشہ عمر جاودان ست ترا
تا زندہ با خلق خدا نیکی کن نیکی تو عمر جاودان ست ترا
(۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶) لے آنکہ بہت نیست افتد است ترا
بر کردہ و نا کردہ در شمارست ترا
در ہستی نیستی امانم می ده
(شب مابین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہوالغنی

(۷) لے کر تو نہر شکوہ بودہ است مرا
خوش باش ز تو امید سودست مرا
دادی تو کتاب دل ز دم بہ دی
(شب مابین ۲۵ و ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۸) لے آنکہ ز ہر بلا پناہی تو مرا
بنمائے سبیل بے گناہی تو مرا
می ده تو پناہم از بلائے عصیاں
(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۹) لے بعد میجر نجات سنگہ افسر ما
غنیمت آرنشہاریم عہد میونس
منظمست بہر طور کار دفتر ما
ہزار حیف بر احوال ما و خیر ما

(۱۰) ہموارہ دلم درد و سرم در سودا
دادار کرم ده کہ روم آسودہ
روحم رسوا و در رہ حرص و ہوا
دادم وہ کہ درد دل دار در سودا
(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

لے از روساے عظام ضلع مظفرنگر (صوبہ آگرہ) و سکرٹری زمیندار ایوسی کشین صوبہ مذکورہ کہ از ذوق ادب عربی و
فارسی مشام را تازہ می دارد و کام را لذت بے اندازہ می دهد مرتب

گر بہتم نیستی امانم می ده

(۱۱) خیاَم بگوید کہ جهان ست سراب سرمایہٴ او عیش و نشاط ست شراب
 من نیز بگویم کہ جهان ست خراب در مذہب من حاصل آن کار ثواب
 (شام ۲۲، اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲) گویند کہ سرمایہٴ عیش ست شراب بے کار حیاتِ تست بے بادہٴ ناب
 مے خوردن تو براے مستی باشد بے بادہٴ منم مست و لائے اجاب
 (شب مابین ۶ و ۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۳) دنیا طلبا نگویت کاں مطلب یا بہر معاش ساز و ساماں مطلب
 فرق ست میان طلب باطل و حق از مالِ حرام قوت جاں ہاں مطلب
 (شب مابین ۲۸ و ۲۹ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴) در سلم بند خصلتے بہت عجیب گر پیر و جوان ست امیر ست و غریب
 جملہ در غفلت اند و جملہ کاہل الزام بہ تقدیر کنند و بہ نصیب
 (شب مابین ۲۳ و ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۵) روز ست پے معاش و تا شام مخسپ در شغلِ عملِ بپاش و ناکام مخسپ
 از خدمتِ خلق نامِ نیکو می جو نامِ تو مز قتل ست و گنام مخسپ
 (۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

مستی ست غرض ز خوردن بادہٴ ناب

ت پیری سرت سفید و دذانت رنجیت ^(۱۶) سمع و بصرت هست بہ آہنگ گرنجیت
در آخر عمر باش در فکر معاد زان پیش کہ بگل بہ گل بخوابد آمجیت
(شب مابین ۲۴ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

اللہ باقی مہکل فانی
در عرصہ عمر کار ہا کردم سخت ^(۱۷) کہ یار و گے فرار بود از من بخت
ایں ہاگزشت کاش وقت مردن از ورطہ عصیاں سلامت بہم بخت
(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

اللہ اکبر
علاّم غیوب واقف اسرار است ^(۱۸) در امر من تو مالک مختار است
گر با تو خطا کنم سزایش یا ہم بر من تو جفا کنی خدا غفار است
نابینا

بسم اللہ الغفور الرحیم
ز جبر و توہین شہا بر سر این بندہ چہ است ^(۱۹) راہیگاں خدمت الزام خطا از چہ روست
خیر! مژمل بیچارہ خطا کارے است فاعفوا واصفحوا آخر نہ سزاوار شہاست
(۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء)

لے مخاطب ایں رباعی بندہ بیچ ماں محمد مقتدی خان ست۔ دیں سلسلہ مکاتیبہ کہ فیما بین پیش رفت (و نقل آں
غالباً خالی از لطف نباشد) در کانفرنس گزٹ مورثہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء ہم اشاعت پذیر شدہ بود، البتہ بجذبی
اعلام۔ و ہو ہذا۔ (د ملاحظہ باشد صفحہ آئندہ)

(مکتوب گرامی نواب صاحب مرحوم بنام محمد مقتدی خاں شروانی)

بھیکم پور - ۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء

اقتدا مآب فضیلت انساب، مجمع اللغات و مستجمع الاشارات والکنایات والمطاببات و
جوامع الکلام والکلمات دت مکارمکم و من قاربکم و بارک اللہ فی مشاغلکم و محاسنکم و احتسابکم، آمین!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نامہ عریض و طویل موجب جرتقیل شرف صدور فرمودہ بالمش
انتباہ موفور شد۔ ہمانا ماثر عالم گیری زیر مطالعہ بود۔ دو شعر از نظر گزشت کہ بطور ہدیہ شینیہ عرض می شود
و ہوا ہذا

ہیچ دانی کہ شیر مردی چیست شیر مرد زمانہ دانی کیست ؟
آن کہ بادشمنان تواند ساخت آن کہ بادوستان تواند زبست
صبح کہ برخاستم چہا مصرع قطع بخاطرم گزشت کہ بطریق نذر صبحی پیش کن خدمتت گریز قبول افتد ز
عز و شرف۔

بسم اللہ العفو الرحیم

زجر و توبیخ شما بر سر این بندہ چہر است راگن خدمت الزام خطا از چہر رو است
خیر! منزل بیچارہ خطا کارے هست فاعفوا و اصفحوا آخر نہ نرا و اثر شما
این ست جواب نامہ تہذیب شما مہ جناب شما۔ حالاً عرض حال شما تہذیب شما۔ ای فقیر حقیر سرا یا تقصیر خطا فرما۔
یعنی باہمہ آشوب چشم و دل پر آشوب و فتن چشم براہ قدم رنجہ فرمودن حضرت شامی باہم۔ عزیزی صابر علی خاں
باوجود کسل طبیعت و گونہ حرارت عارضی آمدہ اند و قرار کردہ اند کہ صبح یک شبہ بستم نو میرا اگر رونق آید
ظفر منزل مرکوز خاطر ارشاد ماثر باشد و شکر اللہ خاں صاحب ہم اگر آں جا ہستند ہم کاب باشند این جا بندہ عابد
صابر علی خاں و نور العابدین خاں باہم باہم و اگر تہذیب برائے حل کار ہائے مالاخیل رود و بد خوب ست آمینہ
ہرچہ رضا و شما۔ دست نام۔

خاکسار اقتدا شعار سر پا گناہ خیر خواہ
منزل اللہ عفو اللہ و عافا

لے مراست اس چنین مکاتبت بزبانے اتفاق افتاد کہ ہر یکے از مایاں خوں می گزیت و سوسے پایہ عرش منتقم حقیقی و
بیچوں می گزیت مرتب

(جواب مکتوب از جانب محمد تقی خاں شروانی)

۸ ازلو میر شب

۸۶

اَللّٰهُ شَیْرِ مِیْدَانِ بِلَالَتِ
 سلام و رحمت حق بر تو بادا
 فرستادی بمن کتلی کتا بے
 غذاے بود جہانی و روحی
 و لے مامور گشتم بر جوا بے
 ماموری چو مغدوری است لایزال
 ہماں دم خانہ خود را گزافتم
 من بندہ کجاؤ تو کجائی
 کجا ماند ز میں با سطح افلاک
 چہ گویم اندر میں عالم جہائی
 کسے مثل تو گیرائے قلم نیست
 کجا تا شعر نفس بندہ را راہ
 ز افکار و الم بے کیف بہوش
 پسند خاطر اس گفتار گزشت
 جواب مختصر من می کنم عرض
 نمی باید مرا جز اخذ ایجاز
 تو دانی کار نور العابدین را
 بدست گردن صابر علی خاں
 ہمیں آئید شکر اللہ خاں ہم
 من آیم اندہ سر خود ہو ریاست
 ستم گرفت تنگی توانی
 سیاہی خشک شد اللہ کافی
 (امتنالاً و ارتجالاً نوشته شد)

لے بر عایت رنگ گندو سیاہی ۱۲

اگر چه منہ کجاؤ تو کجائی
 در دہر و دہر و دہر و دہر
 در دہر و دہر و دہر و دہر
 در دہر و دہر و دہر و دہر

لے اگر خطابت و سیاست
 و غیر ذلک گفتہ شود ہم ردا باشد ۱۲
 ۵۵ ملکہ کلام موسی الیہ ۱۲

بندہ جانی محمد تقی خاں شروانی

(۲۰) ہر صبح دلم بفکرِ کارِ دگرست
ہر شام غمِ بے گیر و دارِ دگرست
ہر شب در خوابِ خوابِ دیگرِ بنیم
الفتۃ سفینۃ ایم و بارِ دگرست
(شب مابین ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۲۱) دشمنِ خواہد کہ بہ کند از تن پوست
از دشمنِ بد سگالِ دوری نیکوست
مردانہ باش و از خدا نصرتِ خواہ
دشمنِ چہ کند چو مہربان باشد دوست
(شب مابین ۲۸ و ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ العلی العظیم
(۲۲) چوں من بوفائے تو کسے نیست کہ ہست
جو یارِ رضائے تو کسے نیست کہ ہست
فی الجملہ زینتِ سرنگی دنیا چوں من
بحرِ جہانِ جفا کے تو کسے نیست کہ ہست

(۲۳) بودم در فکرِ کاین ربا عیہا چیت؟
ہر شب پے تعلیمِ من آں آخر کیت
ناگاہ بگو شتم ز ادب گفت سر و ش
تلمیذِ رحمن بہ این بے خبری ست
(برخی در روز ۱۳ ستمبر و جزوے در شب مابین
۱۳ و ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۴) مے حرام ست با سلام و عجب مسئلہ است
نظم ہر زاہد و رند از پے مے مشغلہ است
آں کہ یک قطرہ مے کہ نہ چشیدہ است بخواب
شعر در وصفِ شراب ست عجب حلقہ است
(۲۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۵) دل دارم وہی شخص لدا رم نیست
سہ دارم وہی شخص سدا رم نیست
شادی بجاں پس ست من ناشاد م
جز کردن کار در جہاں کارم نیست
(شب ماہین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۲۶) گویند کہ اعتبار تقدیر گزشت
گویم کہ بسا کار ز تدبیر گزشت
بس عقدہ کشا دیم ز تدبیر دے
تقدیر پیش آمد و تدبیر گزشت
(۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء)

هو العلی الکبیر

(۲۷) انعام و نفا کے چو من کمتر یافت
یعنی صلہ اش جو روحنا اکثر یافت
دل گیر کم شو صبر کن اے مژمل
منظوم ہمیشہ داد از دا اور یافت
(۱۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۲۸) در خدمت خلق عمر برباد نہ رفت
از خدمت قوم ہیج ناشاد نہ رفت
صد بار گرت ز قوم بیدا و رسد
ہاں شاد بزی، بگو کہ بیدا نہ رفت
(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۲۹) از دشمنی خصم ملال ست عبث
بے مہری دوستاں خیال ست عبث
ایں ہاگزار و باباش در فکر معاو
جز یاد خدا جسم و بال ست عبث
(شب ماہین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۰) برستی من هست رضایت باعث
 القصد رضاست بر قضا ایامم
 بر نیستیم بود قضایت باعث
 به لوج و قلم مضایق مضایق باعث
 (شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۱) از نور احد بفرق احمد شد تلج
 منزل ام و غلام احمد پدرم
 یک پایہ از عروج او شد معراج
 میراث من ست نعت بر این منہاج
 (شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۲) اے آنکہ بہ محنت ہم آوردی گنج
 تا چند کشتی رنج حفاظت چوں مار
 دانی کہ بود قانیہ گنج تو رنج
 در منفعت خلق بکن صرف و مرنج
 (شب مابین یکم و ۲ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۳۳) زنجیر قضاست بر گلویت صد پیچ
 راضی بقضائشیں و خوش دل می باش
 بہبودہ مخواه رستگاری از پیچ
 دردت ہمہ پیچ دہم دایت ہمہ پیچ
 (۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء بہ سواری موٹر واپسی از علی گڑھ)

(۳۴) پیچ ست ز آمال و آمانی ہمہ پیچ
 چوں این ہمہ پیچ ست غم پیچ مخور
 چوں مرگ رسد جهان فانی ہمہ پیچ
 شادی و غمی و زندگی فانی ہمہ پیچ
 (۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ح خوشید که تافت ز افق وقتِ صبح (۳۵)
 که حیل ز غم آورد و گداز فلاح
 شادی و غم اند خواهر این توام
 از هر دو گریز نفس را کن صلاح
 (شب مابین ۹ و ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

خ این دل که ترامی برد از کاخ بکاخ (۳۶)
 چون مرغِ رم دیده پر دشاخ به شاخ
 گر مرده دلی دل تو تنگ ست چو گور
 گر زنده دلی دلت جهان ست فراخ
 (شب مابین ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

هوالمعز

د چون شاه مرا خطاب او بی ای داد (۳۷)
 از خاک سرم به اوج افلاک نهاد
 بر شاه و به خاندان و بر سلطنتش
 انعام خدا ز حدِ حصر افزون باد
 (۲ جنوری ۱۹۱۹ء)

(۳۸) مغرور مشو چو کار تو شد حسب مراد
 از نخوت و کبر گشت شیطان بر باد
 کوشش کن و بر فضل خدا تکیه کن
 فعال مایرید کند کل مایراد
 (۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء ختم شد)

(۳۹) امروز جیم به دو تشریف نواخت
 هم آمد و هم خلعت شریفم داد
 دادار نواز دشت به هر دو عالم
 دنیا شس بخیر باد و عقبی هم باد

۳۸
 آں دوست چو بخت بهشت سال ستم یار
 تبریک ولادت پسر بختا دل شاد
 آں پور عزیز جاں محمد مسعود
 از عقد نکاح گشت خانه آباد
 (شب مابین ۱۵ و ۱۶ دسمبر ۱۹۳۳ء)

گفتند لبب مخواں که نقصاں دارد (۴۱)
 گفتم که دلم شوق فراواں دارد
 افسوس که آخرش نظر شد خیره
 افراط عمل منتهی حراماں دارد
 (وقت صبح ۱۱ دسمبر ۱۹۳۵ء)

۴۲
 دل در پیوس بقا بود چنی باید کرد
 دنیا بره فنا بود چنی باید کرد
 فارغ از فکر هست نیست می باید بود
 انجام چو بر قضا بود چنی باید کرد
 (شب مابین ۲۶ و ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

اللہ باقی من کل فانی
 بسیار کس اند در پییم بزرگ و هم خرد (۴۳)
 گویند که حالات تو بایت شمر
 گویم که فقط این قدر هست خبر
 پیدا شدم و زنده ام و خواهم مرد
 (شب مابین ۷ و ۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

۴۴
 انکار معاد و دین آسان باشد
 ملحد ز قیود دین ہر آسان باشد
 بشکستن شیشه باشد آسان مگر
 صنعت گری شیشه نہ آسان باشد
 (شب مابین ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

۱۵ یاد عقد نکاح مولوی مسعود الرحمن خاں (پسر کوچک نواب صدر یار جنگ بہادر کہ رباعی (شمارہ ۴۷ و ۵۱) بوقت ولادتش ہم فرمودہ بودند مرتب

(۲۵) مفلس و فکرناں پریشاں باشد
منعم پئے مال و جاہ حیراں باشد
مزمحل اگر ز من ہر سی گویم
خوش آنکہ پئے رضائے یزداں باشد
(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۲۶) سر بیج بہادر کے سپرد باشد
در حکمت و علم چوں ارسطو باشد
قانون و سیاست و تمدن ملکش
خوش صورت و خوش سیرت خوش باشد
(۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۷) مولود بہ خانہ حبیب آمد
مسعود غریز و خوش نصیب آمد
در دلم از دیر جے می خواست
المنہ للہ کہ طیب آمد

(۲۸) در روز ازل چہ خوش عبارت گفتند
از امر شفاعت بشارت گفتند
معبود احد بود حبیبش احمد
العاقل تکفیه الاشارة گفتند
(۶ جولائی ۱۹۰۱ء بحجہ صبح)

(۲۹) چوں پارہ مرا خلعت زریں دادند
امسال خطاب شرف آئیں دادند
انعام ز قدر خد متہم بیشتر است
یک کردہ ام و ہزار چندیں دادند

۱۵ ملاحظہ طلب قطعہ شمارہ ۲۶ مرتب

۱۶ ملاحظہ طلب شمارہ ۴۱ و ۵۱ مرتب

(۵۰) از نام ترقی چه ستمها کردند
دین و ملت نصیب اعدا کردند
صورت سیرت شعار قومی ادب
بر باد بہ تقلید اروپا کردند
(شب ماہین ۲۹ و ۳۰، نومبر ۱۹۳۳ء)

(۵۱) مولود بحسانہ تو مسعود بود
در ہر دو جہاں کار تو محمود بود
ہر آرزو سے کہ در خیالت آید
ناکردہ و عایش تو موجود بود
(بمقام ہیکم پور بوقت ہفت ساعت صبح بتاریخ ۶ جنوری ۱۹۰۵ء فی البدیہ
بہ تقریب تولد پسر خانہ مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب سرت رئیس صبیح گنج گفتہ وہاں دم نوشتہ)
(نیز ملاحظہ طلب شمارہ ۴۷ و ۴۸ سابق)

(۵۲) روزے کہ و داعم ز جہاں خواہ بود
بار عھیاں بلا سے جاں خواہ بود
مداح رسولم و ز فرمان خدا
مداح محمدؐ بجناں خواہ بود
(شب ماہین ۲۶ و ۲۷، اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۳) مے خواری شاعران ز ایام بود
ذکر مے و معشوق در وعام بود
چوں سعدی و جامی نبود فارغ ازین
خیام غریب مفت بدنام بود
(شب ماہین ۱۹ و ۲۰، دسمبر ۱۹۳۳ء)

تہا عقل نہ بود با کس کار نہ بود (۵۴) در پیش و پس ز فکر انہار نہ بود
خوش باش ز دعوائے تعقل بگریز ہشیار بہان ست کہ ہشیار نہ بود
(شب ماہین ۱۱ و ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

اخلاص عمل چو شرط ایماں نہ بود (۵۵) پس دہری و گبر چوں مسلمان نہ بود
ایماں خلوص لازم ست ملزوم حقا کہ اگر ایں نہ بود آں نہ بود
(انشدۃ العبد الراجی الی اللہ المنان محمد عزمل اللہ خاں المتخلص بہ رتل
فی تاریخ سنۃ ۱۹۰۹ فی وقت الصبح حینما کان راجعا
علی فرسۃ الشکیلہ فی بھیکم پوس)

کینی کہ ز کیف سخن آگاہ بود (۵۶) شاعر ہمہ اختر اند وادماہ بود
بے مشعل علم و شب تیرہ جہل ہر کس کہ بر دورا حلہ گمراہ بود
(بہقام علی گڑھ ۱۹۲۳ء)

گیرم کہ ترا ز کس ملائے نہ بود (۵۷) از کردہ نیک و بد خیالے نہ بود
لیکن چہ تو اں کرد کہ از کردہ ن گاہے نہ بود کہ قیل و قالے نہ بود
(شب ماہین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

از نیک و بد خیالے نہ بود

۱۔ مولوی محمد معین گنی چٹیا کوٹی (فرزند اصغر مولوی محمد فاروق چٹیا کوٹی مرحوم و برادر زادہ مولوی غیاث پور
چٹیا کوٹی مغفور) مرتب

(۵۸) خواہم کہ تر از من ملائے نبود
از من بہ بدی ترا خیالے نبود
از شومی بخت ہست کہ خدمت من
اظهار رضا بہ ہیج حالے نبود
(شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ العلیٰ العظیم
باراں بارید و بس فراواں بارید (۵۹) در کوشک و کمرہ و بہ دالاں بارید
از کثرت ہائے وہوے مخلوق خدا
باراں گرماں و اشک باراں بارید
(شب ۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

هوالمعرّ

خطاب تازہ ”نواب بہادر چورسید“ (۶۰) زد دوستاں بن آمد پیام ہائے نوید
بہ سن نوزدہ صد سی و سہ سال مسیح
زمین گاہ حکومت رسید لطف مزید
(شب مابین ۲۶ و ۲۸ اگست ۱۹۳۳ء)

اے کہ جز در گہ تو نیست مرا ہیج ملاز (۶۱) نہ کہے ہست بغیر از تو سنرا و عیاذ
دشمنانہ ہزاراں بہ پناہم در گیر
دو تم ہست اگر ہیج کہے باشد شاذ
(شب مابین ۵ و ۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۶۲) در قالب علم و عمل ست جاں کاغذ
احکام رسانندہ یزداں کاغذ
ہر چند سفید ست سیاہش بکنند
از تیرگی قلوب ماست لڑاں کاغذ
(شب مابین ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہوالمعین

خوبست کہ یاران تو باشند ہزار^(۶۳) ہر یک با صدق و با دلاے بسیار
زین خوب تر ت نیز بگویم کہ چه باشد حاجت نہ بود تر از ایشان ز تہار
(شب مابین ۱۹ و ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

تعییل مکن عزیز در کردن کار^(۶۴) انجام ز اقدام مقدم انگار
گرفصلہ این ست کہ کردن فرضت بسم اللہ مکن بکوش تا آخر کار

نیست معبود کے غیر خداے برتر^(۶۵) بے شک و شبہ محمدؐ بودش پیغمبر
دین اسلام چہ دینے ست مبارک دینے کہ بہ دنیا و بے عقیبت کذت رفع ضرر
(۱۴ اگست ۱۹۳۳ء)

شکرت فراموش نہ شکوہ دراز^(۶۶) احساں کردی - در عداوت شد باز
از شکر و احساں بگزشتیم مگر چارہ چہ بود دشمنی لے ہمراز
(شب مابین ۳ و ۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

اے آنکہ بہ تو بخت رسا ہست بساز^(۶۷) فیاض بیاش و کار مخلوق بساز
امروز اگر خدمت مخلوق کنی فردا ست جزا از کرم بندہ نواز
(موٹر ۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۶۸) در دل ہوس معاش باشد شبِ روز
جاں در طلب و تلاش باشد شبِ روز
ہر کوزرہ قناعت آگاہ بود
قانع بہ دونانِ آتش باشد شبِ روز
(شب مابین ۲۶ و ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہر دم بدم و ساوس ست از حق اس
(۶۹) ہر کھنہ ز کالائے بد آرند اس
انسان بصورت اند و باطن ابلیس
اعوذ بک اللہ من الجنة والناس
(شام و شب ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ تعالیٰ شانہ

(۷۰) حریفِ من ہمہ جور و جفاست کافر کیش
برائے خود ہمہ نوش و برائے من ہمہ نیش
مگر کہ غافلے از دست برد دستِ قضا
کہ پیش او ہمہ کیساں بود چہ گرگ چہ میش
(شب ۲۶ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۷۱) اے تن پس جان تو دو ان است مرض
سرما آمد بلائے جان ست مرض
شب ۱۳ صبح نزلہ بر سینہ سوا
ہر روز ز صورت عیان ست مرض
(شب مابین ۲۵ و ۲۶ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۷۲) یک نکتہ ز بندہ است در گوشِ تو عرض
گو جاں برود مگر از دونانِ قرض
ناچار اگر بگیری از شخصے وام
پس دادن او شمار بر خود فرض
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

نہی

ط برجہات از نسخہ تقدیر است خط (۶۳) کا حوالہاں گزشتنی ست بر آتی غلط
آلودہ مباحش ز آب گندگی عصیاں آسودہ و پاک باش در آب چوبط
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہر آنکہ نوشتند ز تقدیر تو خط (۶۴) ہر گز نتوان کرد بہ تدبیر غلط
گر غم بفضیبت نشین و بخور این غم نشود غلط بہ چنگت بر بط
(شب مابین ۲۱ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۳۳ء)

نہی

ظ باید کہ ہر خطہ کنی پاس و کاظ (۶۵) کالاے بدی میار پیچہ کافر بہ عکاظ
از مغرب جوے نکتہ ہا از قرآن از پوست مکن و رد چو دو حقاظ
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ع چوں جان تو از تن تو آید بوداع (۶۶) گوید کہ مین بدہ گرت ہست متاع
ایماں اگر ت سلامت ست با او بسپا تا وقت نزع بصلح میری نہ نزاع
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

آزادی رائے زیر قانون و شرع (۶۷) اصل آزادی ہست باقی جملہ فرع
بے ضبط مباحش خوار و غلطاں پچاں بے ہوش و حواس ہنچو بیماری صرع
(ہر دو رباعی در آتشائے راہ علی گڑھ بہ سواری موٹر بوقت شام بتاریخ ۲۹ نومبر
۱۹۳۳ء موزوں کردہ شد)

(۷۸) اے ذاتِ تواریف و مکانِ توریف فریادِ سی و ہم بصیری و سمیع
مزمّلِ بیچارہ گنہ گار و بدست بخشائے برو کہ رحمتِ بہت وسیع
(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۷۹) عمرتِ ہمہ برباد شد افسوسِ دریغ جلا و قضا پر سر تو آختہ تیغ
ور آخر عمر از خدا ترس کین قہرِ شہ آتشِ ست و مهرِ شہ تیغ
(شب مابین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۰) یارے دارم کہ با من ست او بخلاف من نیز برائے او ندارم ایلاف
مہر دورا راہ جدا هست مگر منزل یک چوں بحثِ شوافع ز گروہِ احاف
(۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

نیا ز نشان
حبیب الرحمن

سہ بزرگے بود حافظ عبد اللطیف خاں نام کہ از نواب صاحبِ حرمِ قرابت داشت ہم خانہ انی و ہم ہمسائی و بالا
بر ہمہ قلبی۔ نواب صاحبِ مصوف را بحضور ”حافظ صاحب“ و در غیبت ”حافظ یار“ می فرمودند۔ مردے بود
سادہ دل مگر بسببِ خفقانِ مراقِ دل جوئی و دل داری او چنین شاق کہ گاہ گاہے دریں جگر خوں می شد۔
بارے (چنان کہ معمول بود) از نواب صاحب رنجید۔ نواب صاحب ایں رباعی نوشت بہ نواب صدر یار جنگ
بہادر نقل کرد۔ نواب صدر یار جنگ بہادر تفتنا تحریر فرمودند:

”جناب برادرِ مکرم من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ صبح بیدار ہونے پر ”حافظ یار“ پر
رحم آیا۔ بے تامل و مہرے زبان پر آگے پیش کرتا ہوں شاید پیوند کھا جائیں سہ

خلاف بہت و لیکن وفاق ہم داریم
چو اختلافِ میانِ شوافع و احاف

نیا ز نشان
حبیب الرحمن

حبیب گنج
۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

بالبعض عداوت ست ہر خطہ حریف^(۸۱) گر فصل ربیع ست اگر فصل خریف
خداں خداں دزد ہر خداں آید از طعنہ بگوید کہ مزاج تو شریف
(باشناے راہ علی گڑھ در موٹر ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

نہایت خریف

شیطان لعین ست بہرہ قزاق^(۸۲) گر راہ حجاز ست و اگر راہ عراق
اندیشہ ندارم بروم سوئے مدینہ اندیشہ چو کفر ست بکیش عشاق
(شب مابین ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ق

اے رب سما و ارض و اے رب فلق^(۸۳) اے عوذ بک ربی من شر ما خلق
از شر خلق در پناہ ہم در گیر خواہند کہ حاصل تخم سدر متق
(شب مابین ۲۱ و ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

خواہند کہ حاصل تخم سدر متق

اے رب سما و ارض و اے رب فلق

اے دل اگر تہ بخت جوان ست فلق^(۸۴) رو خدمت خلق کن بقدر توفیق
از خدمت خلق مرد مخدوم شود نعم الرقیق ثم نعم التوفیق
(در اثناے راہ قدس در ہیکم پور و قدس در موٹر راہ علی گڑھ - ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

جان ست چو باغ بنر و قضاہم جو تگرگ^(۸۵) چوں ترا لہ چکد بہ لالہ می ریزد برگ
صد سال اگر بر خوری از باغ جہاں باشد کہ رہائی تو اس شد از پیچہ تگرگ
(شب مابین ۲۷ و ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

گ

(۸۶) بحر خد کلاں ترم ز اجاب لبال
عقل فرسوده گشت و جسم پمال
شرمم آید چو کس بزم گم گوید
زیرا کہ به عقل ست بزرگی لبال
(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۷) از کثرت انہا و باران اسال
خلق خوش حال و خلق دیگر بد حال
از کثرت ابنہ ابنہ خوار بہ خوش
دہقان بد حال و سق خانہ غریب
(شب ۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۸۸) چشم ہمہ در دو آرمیدن مشکل
معشوقہ من کتاب و دیدن مشکل
گویند شب بخوان کہ نقصان دارد
نقصان آساں کتبہ دیدن مشکل
(شب مابین ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(قصہ مکرر)
(۸۹) چشم ہمہ در دو آرمیدن مشکل
معشوقہ من کتاب و دیدن مشکل
گویند شب بخوان در نقصان
نقصان آساں مگر نہ دیدن مشکل
(بمقام بیگم پور - ۳ مئی ۱۹۳۶ء بوقت صبح)

بسمہ تعالی شانہ
صد شکر متنائے دلم شد حاصل (۹۰) بیعت کردم بدست شیخے کامل
حضرت عبد الغفور خان نقشبندی مرحوم
کو در کف رحمت حق شد واصل
(شب مابین ۱۶ و ۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء)

سیر یوسف ماکہ بہت مرد کامل (۹۱) فرزانہ و فرماں وہ و فرد کامل
تسخیر کند ملک دل پر و جواں چوں یوسف مصری غریزہ مردل
(شب ماہین ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

از کردہ و ناکردہ منہ سخت ملول (۹۲) در دفتر حسن علم مہ فصول
یارب طفیل شافع روز جزا بخشاے بہ ہر فصل ظلام جہول
(شب ماہین ۱۴ و ۱۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ہو المعطی المانع

دنیا خوانے ست پر ز اقسام طعام (۹۳) باید خوردن از و بمقدار مضام
لیکن بہ ہوس چو زود و بسیار خوری بیمار شوی و در نیابی آرام
(شب ماہین ۱۱ و ۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

صد بار بہ تو عرض تمنا کردم (۹۴) فریاد بر آوردم و غوغا کردم
یک بار نہ کردی بہ من زار نظر مایوسم و از لطف تو ابرا کردم
(۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

مانیل فرو ختم و دیگر شدیم (۹۵) در دام افتادیم و بہ زنجیر شدیم
بودیم بفر سود و کردیم زیاں تعجیل نمودیم و ز تدبیر شدیم
راشدتہ عند النوم فی اللیل و اصلحتہ فی النہار فی بھیکم پور یوم الثلوث
(۲۲ دسمبر ۱۹۱۲ء)

۱۰ نواب سرحد یوسف بہر دیش جون پور دیار ست و قیادت مشہور ز دیکہ دور
در ارتقاے ملک و قلم ساعی او جو خور مرتبہ

م

عجیب راز کہ فاش ست باتومی گویم^(۹۶) دریں زمانِ دغل فارسی ہی گویم
عجیب ترکِ بخوابی شنو ز منزل نمی توان کہ بہ اُردو ز شعرِ تر گویم
(شب مابین ۲۹ و ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ہر شب تا چند سیر یعنی گفتن^(۹۷) از تارِ رگِ جاں دُریغی گفتن
ہاتف گفتا کہ بہر نفعِ مخلوق می گویم گو اگر توانی گفتن
(بوقت صبح ۱۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

اے دوست چہ بہشتِ سال ست کہ من^(۹۸) تبریکِ ولادتِ پسرِ گفتم علی
آں پورِ سعید یعنی مسعود الرحمن قد نالِ زواجا بطریقِ احسن
(شب مابین ۱۳ و ۱۴ دسمبر ۱۹۳۳ء)

چچہ طاووسِ بلذتِ فزون^(۹۹) پختہ رسیدہ است بن از دادوں
تحفہٴ جنت ز ابو بکرِ حناں حکمِ طیرِ بہتِ صما لیشہون
(شب مابین ۳۰ و ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

دنیا طلبا نہ پئے مالِ بنون^(۱۰۰) عقبی طلباں در پئے جنت و عیون
زاہدِ بسرِ عجب و منزلِ با عجز کلِ حزبِ بے مالِ یکمِ فرحون
(شب مابین ۲۲ و ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء)

سرتیج بہادر در سربال ہردو ^(۱۰۱) کشمیری و سپر و انداز نسل نکو
یک پنڈت یک سلم و ہردو مخلص یک لائیر و یک شاعر و کامل ہردو

(۲۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

مائیم و خطاری و تقصیر و گناہ ^(۱۰۲) شیطان رحیم کردہ مارا گمراہ
بر دیو پلید اے مزمل می خواں لاحول و لا قوۃ الا باللہ

(۲ جولائی ۱۹۳۱ء علی الصباح گفتہ شد)

افسوس کہ قوم ماست در حال تباہ ^(۱۰۳) بالقبض و عداوت ست ہر یک ہمراہ
گم شد زمینہ راہ اخلاص عمل اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

(برائشہ راہ علی گڑھ در موٹر - ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

عمرم ہمہ در الفت تو صرف شدہ ^(۱۰۴) موتے مشکیں سفید چوں برف شدہ
یک لحظہ نہ کردی تو بہ انصاف عمل انصاف ز سرکار تو بر طرف شدہ

(۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

خوش آنکہ زہد کردہ کس پشماں باشی^(۱۰۵) زانڈیشہ رست و خیز ترساں باشی
نیکی کن با خلق خدا شاد و بزی گرایں بکنی مرد مسلمان باشی

(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

رسم ست ز شاعراں بطور ز غالی^(۱۰۶) ذکرِ مے و معشوق و پریشاں حالی
درس نہ بود نشہ و نے دردِ عشق آوازِ دل بہت ز بطنِ حالی

(شب مابین ۱۳ و ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء بمقام علی گڑھ)

شہر آشوب

هو العليم الخبير

یعنی بہائے مرگ بصد جاں برابرست
با خوش بیان و منعم خوشخوان برابرست
کافر فضا کے اوخر و انساں برابرست
حالا بھل و شر بسوداں برابرست
در زعم خود بہ حضرت لقمان برابرست
با علم و حلم و عزت و باشاں برابرست
دشمن دریں زمانہ باخواں برابرست
اہل بغر و جاہ و سلطان برابرست
ہر مزیلہ بہ صحن گستاں برابرست
با مرد حق شناس و سخندان برابرست
در تمکنت پشیر نیستان برابرست
در خاک رنختند یا رزاں برابرست
انساں ہمیشہ و پیش اپناں برابرست
مے خور کہ مے بہ چشمہ حیواں برابرست
ایمن ز داد و گیر بہ مہاں برابرست
دار القضا بہ مجلس طعناں برابرست
کاذب بہ شورہ پستی شیطان برابرست

وا حسرتا کہ درو بدرماں برابرست
ہر ترا ز خا و فرخ و شوم و بدبخت
آفخ بریں زمان پر آشوب و پر خل
ہند و ستاں کہ ہمد علوم قدیم بود
ہر ناشناس و کودن و نامفہم و بے خود
بہتان و کذب و حرص و حسد فتنہ و فساد
بد گوئی برادر خود فخر ما بود
عاقل بہائے عقل نیسا بد مگر لکد
ہر گم دریں زمانہ بود ہمیشہ
ہر چیل سازد و سفلہ و کم ظرف و بے سواد
رو باہ جیلہ سازد دریں عہد پر و غل
در داد کہ خون پاک جوانان پاک ذات
آدم نجس رگی بکند ذبح آدمی
فراق را بہ فتوئے قاضی بود و صلا
قزاق و دزد و راہ زن قاتل و ظلم
دریں زمان دروغ بود بر سر فروغ
صادق گواہ خویش نیاید بجز خدا

یہاں ہر کس کو کہ
بہائے مرگ بصد جاں
با خوش بیان و منعم
کافر فضا کے اوخر
حالا بھل و شر بسوداں
در زعم خود بہ حضرت
با علم و حلم و عزت
دشمن دریں زمانہ
اہل بغر و جاہ و سلطان
ہر مزیلہ بہ صحن
با مرد حق شناس
در تمکنت پشیر
در خاک رنختند
انساں ہمیشہ و پیش
مے خور کہ مے بہ
ایمن ز داد و گیر
دار القضا بہ مجلس
کاذب بہ شورہ پستی

نزدار و چالپوس درین عصر دوں پرست
 ہر بد سگال طعنے زند خیر خواہ را
 ہر پیادہ شاہ مات و ہر باؤ شاہ را
 دشمن بد دست ہیچ نیسہ زد مگر بہیں
 نامہی زمانہ چہ گویم کہ اندریں
 حکام را دو گوش فراخ است و چشم بند
 عبد العلی بجور و جفا کشتہ شد مگر
 دریں پس مکن من مقل رنجیدہ ہتیار
 در کار نگاہ عقل ہر آن برا برست

(۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہوالشافی ہوالکافی

از و بار بخار ناہنجار
 آمد از یورپ انفلوئنزا
 سختی این مرض اگر پرسی
 در دسہ درد سینہ درد کمر
 شعلہ در چشم و سینہ و معدہ
 خواب و خوردن حرام بر رنجور
 گشت امسال عالمی بیماریہ
 بہ سن ۱۹۱۸ء صد ہزار
 اندکے از بے کف اظہار
 در وہیلو و دست و پاؤ کفار
 وقار بنّا عذاب النار
 تشنگی بے شمار و بے مقدار

علی عبد العلی عرف جمیاء پسر بشیر کیلے از ملازمان مقرب غنایت اللہ خاں صاحب مرحوم عم نواب صاحب جوم بود
 خاں صاحب ہر دور ابیدار غریزی داشتند و چند موضع زمینداری ملک شاہ کردہ بودند جمعیان در ۱۹۰۲ء
 از دست چٹان شہید شد مگر قاتلین کیفر کردار خود نہ رسیدند مرتب ۱۹۱۹ء و ۱۹۲۰ء و ۱۹۲۱ء
 (۴)

شدت سرفه دم فرو بسته
 همه شب آہ شور و فغاں
 تب و ہریان و کرب و ہیوشی
 شد مریض از بخار سہ روزہ
 نیست یارائے جنبش و حرکت
 آہ ازیں ماندگی و نا چاری
 ہر کہ بیمار ہست بیمار ست
 ہیبت مرگ و خدمت مرضا
 عبرت و ترس بر تباہی خلق
 جاں پریشان و جسم و تن غریاں
 جگر سوختہ و سینہ چاک
 نہ اجیری کزد شود کارے
 نہ فقیرے کہ صدقہ بر گیرد
 نہ طبیبے کہ نسخہ بنویسد
 پدر و عم و مادر و خواہر ق
 زوجہ و بچہ عمہ و خالہ
 مہتر و سقہ گادر و حجام
 نو کرد چاکر و ندیم و رفیق
 یک بیک جملہ اہل خانہ علیل
 نہ دواؤ نہ دارو و دواں
 غلہ غالی و پارچہ کیاب
 نزلہ بر سینہ مریض سوار
 ہمہ روز ست کرب ضعف و بخار
 اضطراب دل و بسینہ فشار
 ہیچ مدقوق لاغر و افکار
 نیست یارائے خوردن و گفتار
 آہ ازیں احتلال لیل و نہار
 تندرست ست بدتر از بیمار
 غم موت عزیزی و نو کرد یار
 فحط اجناس و غلہ در بازار
 شکم خالی و کف نادار
 دل بریان و چشم طوفاں بار
 نہ عزیزے کہ او کند اشیار
 نہ امیرے ست فارغ از افکار
 نہ جیبے برائے چارہ کار
 پسر و دختر و برادر و یار
 الغرض ہر یک از صغار و کبار
 جملہ باورچیان و خدمتگار
 ہمہ بیمار و جملگی بے کار
 کیست تا دار و آرد از عطار
 نہ غذا و علاج۔ نے تیمار
 قیمت ادویہ گراں بسیار

قیمت پارچہ پنہ بہ خدا
 فصل سرما و جامہ ناپیدا
 آرد و دال و شیر سخت گراں
 مرد و ہتھال تباہ حال شدہ است
 ارض مزرعہ خالی از زرع است
 خود و بچہ و زوجہ بیمار است
 طاقت از بہر چاہ رانی نیست
 کیسہ خالی و قرضہ کس نہ ہد
 چارہ بہر و آب نایاب است
 یک تن ناتوان و این ہمہ فکر
 آدمی آخر آدمی زادہ است
 عددِ مردگان چہ می جوی
 حالتِ زندگان چہ می پرسی
 زندہ و مردہ ہر دو یکسانند
 خفتہ چوں مردہ را کند ترفین
 مادرِ مردہ او فادہ بخاک
 بچہ مردہ بہ پهلویِ مادر
 گورِ کنست و زندہ در گورِ ست
 عشقِ مفقود و دوستی ناپید
 از عزیز و قریب ہیج می رس
 شد فرا موش کینہ و رنجش

کفن ہم از زغالِ حاشیہ دار
 قیمت پنہ شد ز یک تا چار
 نمک و قند و روغن و اثمار
 از خرابی زرع و کشت و عتار
 نیست جز خار خشک پیداوار
 گاؤ جاموش و گوسفندانِ خوار
 آب موجود نیست در انہار
 زانکہ خود مبتلاست ساہوکار
 مبتلاست بلاست ہر حال دار
 الغرض "یک انار و صد بیمار"
 کویہ بر خود بلرز از این بار
 کہ برونست از حساب و شمار
 نئے شکیبست و نئے سکون قرار
 آں کیے در غشی و این شفقار
 مردہ کے خفتہ را کند بیدار
 طفل بر شیر می کند اصرار
 مادر از سختی مرض ناچار
 ہمہ وقت بست بس کہ در این کار
 نیست فرقی بہ یار از اغیار
 ہیج کس نیست با کسے غمخوار
 شد فرا موش حجت و تکرار

شد فراموش خود گرانی قحط
 یک سر مو نہ کرد کم زوبا
 گشت موقوف بحث ابتداء
 بے فریقین و حاکم و عملہ
 قاصدے نیست ہر پیغامے
 نشہ در بادۂ غم ورنہ نمائند
 از مئے و میکشان نشانے نیست
 نیست نام تفرج و تفرج
 ہوس جلب منفعت بے سود
 شہر و قصبہ و دیہ و مزرعہ ہا
 ایمر کیہ و یورپ ایفریقہ
 دہلی و بمبئی و کلکتہ
 شملہ و مینی تال و منصوری
 ہمہ از دستِ این بلا گریاں
 اسپرین و گوئین بے تاثیر
 دابہ و گاڑ ہا و کنگھنا
 ایکونائٹ بروینا و ٹکس
 ہاں سپستان و خطمی و عتاب
 نہ ز سائنس ہر وہا اثرے
 نہ بحکم گورنرست شفا
 نہ ز ایر و اپین و سب میری

خوب و بیمار از خورش بیزار
 طعنہ ہائے ایڈیٹر اخبار
 ملتوی گشت حجتِ احرار
 شد معطل کچہری و دربار
 گشتہ مسدود ڈاک خانہ و تار
 سر نو و لٹاں تہی ز خمار
 در خرابات و خانہ خمار
 نہ سواری نہ شعلِ سیر و شکار
 قصر امید لالہ شد مسمار
 کوہ و صحرا و دشت و بحر و حصار
 کابل و چین و تبت و تانار
 حیدر آباد و لکھنؤ و بہار
 سندھ و پنجاب بیدراس برابر
 ہمہ از دستِ این و با افکار
 ڈاکٹر سخت عاجز و ناچار
 وید از دستِ این ہمہ بیزار
 ہو میوہ میثمی از ہمہ در عار
 کرد فی الجملہ خفتِ آزار
 نہ ز اسپج و کچر و پندار
 نہ مرض ترسد از سپ سالار
 نہ ز ٹیل شپ و امیر بحار

همه مجبور شاه و شاهنشاه
 چاره گر هیچ نیست جز بخی
 تکیه بر فضل او بیاورد
 او چه خواهد کشایش شکل
 بس منزل رجوع کن با او
 خواه امداد داور دادار
 اے خداوند خالق الانوار
 شافی و کافی و سمیع و بصیر
 نور بنیای اولی الابصار
 المدد المدد خداوند
 الغیث الغیث یا غفار
 الخفیظ الخفیظ یا حافظ
 الامان الامان یا جبار
 به طفیل جلال و عزت خویش
 صدقه قرب احمد مختار
 یارب از بهر انبیاء و رسل
 پے جاہ فرشتگان کبار
 به کرامات اولیاء کرام
 به طفیل ائمه اطهار
 به شهیدان دشت کرب و بلا
 به گروه مهاجر و انصار
 رحم فرما بحالت مخلوق
 رحمت از خلق خود دریغ دار
 کار تو فضل و رحمت است بخلق
 کار ما بندگان است استغفار
 ما همه بنده و گنہگاریم
 تو کریم و رحیم و مہم غفار
 ما همه مبتلائے عصیانیم
 بند گانیم خوار و زار و زار
 ما همه بدکنیم و تو بینکی
 نیک فرما و شمر ز ما بردار
 منکر بر خطائے ما - منکر
 بنکر بر عطاءئے خود دستار
 ہر چه ہستیم چلہ ملک تو ایم
 نیک کردار یا کہ بد کردار
 رحم فرما و عذیر ما بندیر
 اے توانا و مالک و مختار

جز تو بر ہیج در پناہ نیست نہ ز قہر تو ہیج جاے فرار
 مانے نیست غیر بارگت نیست جز در گہ تو مرجع کار
 خستگانیم از بلا برہاں تشنگانیم ابرہ رحمت بار
 درد مندیم درد ما بہ کن مستمندیم درد مند مدار
 لے خداوند قادر و قیوم
 بہ پیراز مزل ایں اشعار

(معلق و بابے الفاو سنز امن ابتداء ، نومبر ۱۹۱۸ء لغایت
 ۱۶ نومبر ۱۹۱۸ء گفتہ شد)

مرانی

مرثیہ وفاتِ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند

بسم اللہ وبہ نستعین

شاہِ مایڈورڈ ہفتم شہر یارِ با صفا	کردار دار الفنا رحلت سوئے دار البقا
شہر یارِ نیکِ خصلتِ داورِ با فروہوش	باہمہ جبروت و سطوتِ صلحِ در زوہرِ ناز
شاد زار و شاد ماند و شاد مرد و شاد زب	ماہمہ از مرگ او در پنج و مائتم مبتلا
رفتی و مارا رہین درد و غمِ بگزاشتی	ماننی خود اسیم کردن یاد تو از دل جدا
گفتہ بودی خدمتِ خلقِ خدا فرضِ نیست	رحمکاشد وعدہ را از صدقِ دل کردی وفا
انحصار و صفیاتِ خارج از امکانِ من	پس بجز از این گزشتہ می کنم بہت دعا
لے کہ بودی بر سرِ سایہ الطافِ تو	بر روانت باد ایم سایہ لطفِ خدا
جارج فرزندِ عزیزت یعنی شاہنشاہِ ما	دیر بر جائے تو باشد خلقِ راجبِ خدا

ایں دعا از بندہ مؤمل و آسین ز خلق

با امیدِ استجاب از جنابِ کبریا

ایں اشعار برائے خواندن جلسہ ماتم شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم کہ بہ یومِ دفنِ محرم در کالج شدہ بود بمقام علی گڑھ بتاریخ ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء موزوں کردہ بوقتِ صبح بتاریخ ۲۰ مئی مذکورہ در جلسہ یہ ضمن تقریر خواندم۔ سہ شعر از وقتِ عصر تا مغرب و چار شعر ماہین مغرب و عشا، و یک شعر بہ بسترِ استراحت و یک بوقتِ صبح و غسل خانہ گفتہ شد۔

(۲۰ مئی ۱۹۱۱ء)

اللہ باقی من کل فانی

مرثیہ مادیان شکیلہ

مرثیہ تاریخی سقط شدن مادیان شکیلہ کہ وقت پنج ساعت صبح بحالت آبستن
نوماہ از عارضہ فاجع کہ سبب غفلت حیو سائیس کہ بہ حالت سردی بلا بالا پوشن شبان
در زیر سایہ آسمان بستہ بود۔ بقرب ہماری بست و چارم ساعت بوقت پنج ساعت
صبح تبارخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۹ء مطابق ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ و ۳۱ افر
فوت شدہ بود۔ بسیار حسینہ و جمیلہ بود۔ مادیان عرب اول کمتر دستیاب می شود و
اگر می شود بدیں شان از نظر نہ گزشتہ۔ ہر کہ از صاحبان انگریز یا احباب باہم
ہندوستانی می دید فریقہ می شد۔ باوجود چالاکی مفرد بسیار نیک مزاج بود یکبار
آبستن شدہ بچہ سہ ماہہ استقاظ کرد۔ بعد پنج سال پس ہر دہ مرتبہ اسپ شد و حاملہ
شدہ بود کہ خود بگزشت۔ ہاں روز تاساعت چہار شام این چند اشعار قلم برداشتہ
بمقام بھیکم پور موزوں کردہ شدہ کہ یاد ماند۔

مادر این مادیان را جناب انجی مکر می قبلہ مد ظلم العالی بادگیر اسپان در مین
خرید فرمودہ بودند۔ اصل نجدی نژاد بود و در اثنائے سفر در جہاز زائیدہ بود۔
این بچہ داد۔ بھائی صاحب این بچہ را بہ عمر دو سالگی بہ من عطا فرمودہ بودند۔
شکیلہ نام کردم۔ رنگ خود و مادرش اصل سرنگ بود و در پیچ جا پیچ عیب نہ داشت۔
شانزدہ سال عمر یافت۔ من خودش تعلیم دادہ بودم۔

(۱۴ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

ب عرب مادیان نے شکیلہ بنام
حسین و جمیل و اکیل و نجیب
ز رخا لخش رنگ و شانش عجیب
تنش قائم و بال و دم چون حریر

دو نده چو آهو - هنده چو برق
 به قرب و جوار و به نزدیکی دود
 زین نازک چاک تیسنگام
 نژادش ز نجد و ولادت به بحر
 مرا سیزده سال بد زیراں
 ز نادانی چاکش جویا رام
 من قتل بقتل من فصلیش
 به یک تخرجه بادیان غریب

به تخرجه یک عدد
 ۱۳۱۸
 ۱۳۱۶ فصل

من قتل بقتل من فصلیش
 به یک تخرجه بادیان غریب

تاریخ مردن اسپ پیل

اسپ پیل سه ساله بود که در ماه می ۱۸۹۱ء از سید عبد الحمید عرب مدنی
 بوجه ناقدری ابنای زمان که هیچ یک او را نپسندیده بود به قیمت دو صد پنجاه روپیه
 خرید کردند بچه بود خیلی شوخ؛ در او دلیس سواری سکندری خور و بر زمین افتاد -
 من هم از خانه نرسیدم جدا شدم و مجروح شدم - البته دو هفته علاج شد و مرا نگهاند
 اسپ نامبارک است، خود دل خالی از دغدغه نبود - فی الحکله اسپ با من بود پس نام
 دادم - رفته رفته جوان شد و توانا تر و این قدر خوب صورت و چالاک و قوی
 امیل و مطیع بر آید که مشهور نزد یک و دور شد - صاحبان انگریز و فریفته بودند -
 باز با در سواری من بهرین صاحبه دس بهیلدربی صاحبه بود و در شکار خستیر و پولو و

جست خندق و دیوار و فنون نیزہ بازی عدیل خود داشت۔ بار بار از پشت او بازی ہائے جم خانہ از صاحبان انگریز و ہندوستانی بازی ہا بردم آخر العمر چنان من با او و آں بامن بانوس بودند کہ بیش بر آں مشکل ست۔ نہ بود و با ما چند بار جفت ہم شدہ بود۔ اما گاہے غیر معمولی شوخی نمی کرد۔ وزیر زین من ہر چہ می خواستم و می گفتم می کرد۔ در جائے کہ بالا و پست می بردم می رفت۔ ناگاہ بجات غایت صحت و قوت و جابجائی و تندرستی ہنگام راتہ خوری غذا در گلو بست دم بندہ بمشکل تمام ڈاکٹر از آلات عمل کرد تا لقمہ فرو رفت اما یقین ست کہ چیرے از غذا در شش رفته باشد المختصر بچارہ ازین صدمہ بجات نیافت ہر چند مدوائے کامل کردہ شد بخار شدت لاتی شد و بالاخر دو شبانہ روز مبتلا بودہ تباریخ یازدہ ماہ اگست ۱۹۰۸ء مطابق دہم رجب ۱۳۲۶ھ و ۱۳۱۵ھ فصلی ساعت دہ و نوخت روز فوت شد۔ بسیار قلق داد۔ گویا کہ در عمر چیل و گسہ سالگی پائیم شکست شکست کہ جانورے ہچو کار آمد و رفیق دیگر بدست آید بشرطیکہ خود حیات مستعار من ہم قدر دیگر وفا کند۔ یا آنکہ بہ مبلغ این قدر قلیل خرید کردہ بودم لیکن چون جوان کار آمد بہ قیمت دو ہزار می ارزید و من البتہ پنج ہزار ہم بہ جدا کردنش راضی نہ توانستم شد۔ در عرصہ یک ساعت و نیم قطو تارخیش موزوں کردم و برآودہ تاریخ ”غروب سہیل“ کہ بر تعیہ دو کہ از بائے ”بگا“ بر آورده ام البتہ فخر دارم۔

۱۳ اگست ۱۹۰۸ء وقت دہ ساعت روز بمقام بھیکم پور قطو تاریخ تبلیغ

یازدہ اگست ۱۹۰۸ء مابین چار و پنج نیم ساعت سہ پھر موزوں کردہ بودم فقط

مرابودا پے عرب سبزہ رنگ	وفا دار و منفاد و نامش سہیل
سمش سنگ خارا دُمش جہد جوہ	تنش سیم خالص و دُچشمش کھیل
تناور چوپیل و دلاور چوشیر	دواں مثل باد و رواں ہچو سہیل

مطیع و وفادار و عادت شناس
مراہیتزدہ سال خدمت نمود
بہ ناگاہ مرد و دلم رنجہ کرد
ز روی بجا سال این واقعہ
(ب)

غریز دل جملہ یاران خیل
بطوع و رضا و تسلیم و میل
بمن صبح تاباں سہ شد چو لیل
مزمحل گہفتہ - غروب نہیل

۱۳۱۳

۲-ب

۱۵۱۳ فصل

نوحہ وفات حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کوہن و کٹوریا مرحومہ

(درجلبہ تعزیت حضور محمد و نوحہ مرحومہ تبارج دوم فروری سن ۱۳۱۵ء بمقام تقریر خود شاہ خاندہ)

اولین نظم ست کہ بہ پاری موزوں کردم)

بر وفات ملکہ و کٹوریا - یعنی کوہن
آنکہ مثلش در جہاں پیدا نگرد و بعد ازین
افتخار ملک و ملت صاحب تخت و تکیں
آسمان عز و دولت - بلکہ بالاتر ازین
لے کہ - بے تو ہندیاں اول و اندویش
کہ سر ناگماں برداشتی ظلمت چہیں
کار ہا کردی بر میناں - آئے آئے پش ازین
کاش امی بودیم چندے ہمارا در افری
با کمال شوق و فرحت - جو بی سوئیں

لے غریزاں نوحہ خواہم با و از حزیں
ایمیر سرف اندیا - شاہنشہ عالی جناب
شہریار کا مکار و تاجدار نامدار
ماہتاب بدل جو دو آفتاب دین داد
آنکہ انگلش نشین ازوے فخر ابناء زبا
آوخ! اوخ! بر تو لے پر فلک بیدار
من ہی گویم کہ فوق العادہ ست این حجرتو
کاش! تا چندے نیکردی چہیں ظلم عظیم
منتظر بودیم تا بہنیم بعد از ہفت سال

حیف باشد تا بجائے آرزوئے جشن و عیش
 سینہا صد چاک باشد خاک بر سر هر یک
 مجلس ماتم شود بر پا و حلق اندوگس
 ملک تا راجِ غم شد - یا الہ العالمین
 خاصہ شاہنشاہ ما - اید و ردہ طہمت پاک
 رحم فرما! بندگانِ خویشین را صبر بخش
 بس منزل ختم کن اشعار دل باقی بند
 اے خدا! اے بادشاہ! اے خلق و عالم را پناہ
 اے کہ بے فضل تو ابر جادہ دنیا و دین
 رحم کن بر روح پاک ملکہ و کٹوریا
 اَنْتَ غَفَّارٌ رَحِيمٌ فَافْحَنِ کُلَّ مَلَاِئِکَہِ

مرثیہ وفات حکیم عبدالمجید خان صاحب رئیس دہلی المخاطبہ حاذق الملک

حاذق الملک سوئے جنت رفت
 جان او در جوار رحمت حق
 زایں جهان خراب و او یلہ
 جان ما در عذاب و او یلہ
 گشت تعلیم و درس خاک بہ سر
 گشت علم و کتاب و او یلہ
 جان من تا بہ شر رنج برد
 تا برد ز حساب و او یلہ
 بر جواں مرگ دوستان افسوس
 بر سر و روشباب و او یلہ
 از بے سوزش غم فرقت
 دل من شد کباب و او یلہ
 اے فطانت ایاب صد حسرت
 اے حذاقت مآب و او یلہ
 رشک بقراط فخر جالینوس
 ماہر لا جواب و او یلہ
 حیف بردست برد دست اجل
 آہ ازیں انتخاب و او یلہ
 اشک ریزی و خون منی باری
 اے بجیل سحاب و او یلہ
 ہستی عالم ست و ہم و گماں
 چشمہ او سراب و او یلہ

قوتِ جانِ حزیں غم و خونِ ست زیں طعام و شراب و اوویلاہ
 ورفیضانِ او بے بستند از چیں سرباب و اوویلاہ
 جانِ من وقفِ حسرت و اراماں قلق و اضطراب و اوویلاہ
 آہ عبدالمجید خاں ز غمت
 شد مزملِ حباب و اوویلاہ

(۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

مشققات

(اردو، فارسی، عربی، انگریزی)

ہم نے سو بار دل کو سمجھایا پر نہ اس کی سمجھ میں کچھ آیا
 آخر شجب لگی گزرنے کچھ اور تب تو صدمے اٹھائے گھبراہ
 میں نے اس سے کہا کہ اے دل عقل سے کام لے تو فرمایا
 ”عقل اول ہی ہو چکی رخصت جب سے الفت کا کچھ فرمایا“
 (۱۵ اگست ۱۹۴۲ء)

(بہیم گرام ایک خاص حالت میں ۱۹۴۲ء میں یہ قطعہ لکھا تھا۔ منزل اللہ)

فرد

و شمس صدری غریب و غایت فلیس لها الحواریة والضیاء

(۸ دسمبر ۱۹۲۳ء بھیک پور)

۱۔ بعض سائنہ مسلم یونیورسٹی بصورت وفد بہ خدمت نواب صاحب پیش شدہ تھیں مولانا عبدالحق حق بھادی مرحوم (شاہ غنی) بود۔ و اس پہنگامے بود کہ نواب صاحب قلم دان و اس چانسر بصا جزا دہ آفتاب چرخاں مرحوم توفیق کردہ بودند۔ و اکبر ضیاء الدین پرو دس چانسر بود۔ نواب صاحب ایں فرد را رجلاً انشاد و ارشاد فرمودند ایں مشاہد من بندہ است۔ الفاظ ”شمس“ (آفتاب) و ”ضیاء“ ملاحظہ شدنی ست۔ مرتب

جیبے لقد انشدتني من كلامك العذب
فانت ذی العلم والفضل والشرف
تبارک الله فيکم وفي اولادکم کلاً
لسانکم عربی مبين ذی مفاخرة
فما بادرت باشعار فخراً ولا کبراً
استغفر الله من کبر ومن کرب
وقد خاطبتہ وني بحسن حسن الخطاب
بحسن الوطن والنسل والنسب
ونالکم کل المنایا والرتب
وانا الهندی لا بالوہب ولا کسب
فانی مزمل المرحومین ربی
باسماح من سخطه ومن الغضب

سجده محمد احمد الله خان طلال الله عمره گفته محمد مزمل الله خان
احمد الله خان مزمل غلام احمد دست

سجده محمد مزمل الله خان رئیس حکیم پور گفته خودشان
غلام احمد داؤد هست مزمل

مقتضای وقت این باشد کہ پیام بشکنم قطع دوست را دشمن شمارم بیخ احسان برکنم
این همه آسان بود۔ اما فرار از موت نیست چاره جز این نیست با صد سوز افغان سرکنم

۱۔ محمد احمد الله خان پسر اکبر و اولاد اولیس نواب صاحب بود۔ ۱۹۱۶ء در عین غفوان شباب فوت شد۔
بسیار سید و شنی بود۔ مرتب
۲۔ نواب صاحب صرف سه مصرع اول فرموده۔ باقی را تا مکمل گذاشته۔ خدا داد چرا۔ این مصرعہ چاہم
من بندہ چسپاں کردہ ام۔ معلوم نیست کہ پیوند شد یا نہ۔ مرتب

آج ہے محفل میلادِ رسولِ اکرم میرا گھر آپ کے فیضان سے ہر شکارم
 آپ کے فیض سے ہر چشمہ رحمت جاری آپ کی ذات سے ہے میرا سہارا ہر دم
 آپ کے نام کا سکھ ہر جہاں میں جاری ہر موذن کی اذان غلغلہ شام و عجم
 آپ ہیں باعثِ تنزیلِ کلامِ ربی آپ کے نورِ ہدایت سے منورِ عالم
 آپ کے نام پہ قربانِ مرقم کی جاں
 آپ کے نام پہ نکلے گا مرا آخر دم

نورِ نبی کے چرخ میں گل جاں ہر دم

سجدہ گفتہ خود شاں

محمدؐ را منزل گفتہ است اللہ در قرآن

ریشِ مخضب

One is as white as snow

The other is as black as a crow

They have born together and together they grow

Together they will live and together they will go.

(ترجمہ منظوم از مرتب)

(الابارود)

ایک تو ہے سفید جیسے برف

دن از ایزد انکے ایزد سنو

دوسری ہر سیاہ جیسے زاغ

وی ادر از ایزد بلیک ایزدے کرو

ساتھ آئی ہیں بڑھ رہی ہیں

مے ہیو بون ٹو گیدر اینڈ ٹو گیدر دے گرد

ساتھ رہتی ہیں ہوگا ساتھ فراق

ٹو گیدر دے ول ٹو اینڈ ٹو گیدر دے دل گو

(تاریخ ترجمہ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

(اپریل ۱۹۲۵ء)



بسمہ تعالیٰ شانہ

نیا آج سماں ہوا چاہتا ہے گلستاں پرستاں ہوا چاہتا ہے
 خیاباں خیاباں ہیں گلماے معنی بیاباں گلستاں ہوا چاہتا ہے
 ہر اک تختہ باغ فیض صبا سے چوتخت سلیمان ہوا چاہتا ہے
 ہر اک میہماں کہہ رہا ہے یہ نازاں کہ مہمان ذی شاں ہوا چاہتا ہے
 فلک سے چلی آرہی ہیں صدائیں کہ رحمت کا عنوان ہوا چاہتا ہے

عیدِ میلادِ نبی آئی ہے فردہ یہ بادِ صبا لائی ہے
 دل مرا آپ پہ قربان نبی جاں مری آپ کی شادی ہے

(۱۹۲۵ء)

عیدِ میلادِ رسولِ ثقلین آئی ہے یہ خبر آج نسیم سحری لائی ہے
 غنچے کھل کھل کے بنے پھول چمن میں کیسر پھول پھولے ہیں خوشی کی خبر آئی ہے
 دل ہے ہر مومن صادق کا مسرت سے بھرا بزمِ میلاد میں عشرت کی ہوا آئی ہے
 عشقِ احمدؐ نہ ہو جس دل میں وہ دل پھر ہے ہو نہ جس دل میں خیالِ مرگادہ ہو دای ہے
 میرے اللہ کے پیارے مرا ہادی تو ہے دل مرا تیری شفاعت کا متنا ہے
 تو نہ ہوتا تو مسلمان کہاں سے ہوتے تیرے صفے میں یہ دولت ہمیں تھائی ہے

خواب میں آؤ مژمل کی تسلی کے لیے

دیدہ شوق زیارت کا متنا ہے

(بیکم پور - ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء)

لے خلا پر کردہ بندہ مرتب

تمت بالخیر

CALL No. { ۸۹۱ ۶ ۵۱۵۱ } ACC. NO. ۳۶۵۰

AUTHOR

TITLE درج لولوی فصاحت

۲۶۴ ۸۹۱۶۵۱۵۱

۳۶۵۰

THE درج لولوی فصاحت

Date	No.	Date	No.
For binding			
L. No. ۴/۹۵			
7-7-95	✓		



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :- PERSIAN SECTION

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-book and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.

